الماس رخشان روشن بیانی و لعل تابان لالی افشانی

منجملہ چار جلد

کلیات ظفر

دیوان اول

مطبع نامی منشی نولکشور مین نقش گزین نگین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدهٔ نعتیه

ای سرور دو کون شہنشاہ ذوالکرم — سرخیل مرسلین و شفاعت گر امم

موکب ترا ملائکہ و مرکب ترا براق — مولد ہی تیرا مکہ و معبد ترا حرم

رنگ ظہور سے ترے گلشن ہی حدوث — نور وجود سے ترے روشن دل قدم

ہوتا کبھی نہ قالب آدم مین نفخ روح — بھرتا اگر خدا نہ محبت کا تیری دم

کرتا تھا جس سے مردہ کو زندہ دم مسیح — تھا شمہ تیرے خلق کا وہ ای نکو شیم

ٹوٹا جو کفر قوت اسلام سے ترے — صد جا سے ہی شکستہ ہی زنار موج یم

تو تھا سریر اوج رسالت پہ جلوہ گر — آدم جہان ہنوز پس پردهٔ عدم

کرتا ہی تیرے اسم مبارک کو دل پہ نقش — ہوا اسلئے عزیز جہان ہو گیا درم

ای معدم کرم تری ہمت کے روبرو — کمتر ہی سنگریزہ سے قدر نگین جم

بلوایا اپنے دوست کو اُسنے وہاں جہاں | مقدور پر زدن نہ ہوا جبرئیل کا

کیا پائے کنہ ذات کو اُسکے کوئی ظفر
واں عقل کا نہ دخل نہ ہرگز دلیل کا

کشتہ ہوں کسکے طرۂ عنبر شمیم کا | خوشبو ہی میری خاک سے دامن نسیم کا
گلشن ہو خلد کا کہ چمن ہو نعیم کا | کب دل سے لگے ہی تیری گلی کے مقیم کا
دولت سے عشق کی مرا ہر قطرۂ سرشک | تکمہ ہی میری جیب میں دُرِّ یتیم کا
تاراج یوں کیا جو مرا ملک دل تمام | مژگاں تھی تیری یا کوئی لشکر غنیم کا
ہوجاوے دام نیم نگہ میں تری تمام | ای شوخ تیرے شیفتۂ دل دو نیم کا
دکھلائیں سوزش دل بیتاب ہم اگر | کانپ اُٹھے شعلہ شوق سے نار جحیم کا
حیرت نہیں کہ پرتو رخسار یار سے | آئینہ ہو اگر ید بیضا کلیم کا
آتی ہیں یاد ہجر کی ہمکو اذیتیں | واعظ سے ذکر سنکے عذاب الیم کا

آنکھوں میں اپنی نور اسی سے ہی ای ظفر
یہ مردمک ہی سایہ محمد کے میم کا

کسینے اُسکو سمجھایا تو ہوتا | کوئی یاں تک اُسے لایا تو ہوتا
مزہ رکھتا ہی زخم خنجر عشق | کبھی ای بوالہوس کھایا تو ہوتا
نہ بھیجا تو نے لکھ کر ایک پرچہ | ہمارے دل کو پرچایا تو ہوتا

[illegible]

کیسے بیدرد دل آزار کو دل ہمنے دیا
دور ہی درد نیا روز اک آزار نیا

کیا قیامت ہی ستمگار ترے طرز خرام
فتنہ ہر گام پہ اُٹھتا دم رفتار نیا

گر ہیں وہ کسکی دوا دیکھ میں نہ طبیب
تیرے اس نرگس بیمار کا بیمار نیا

بھیجے اس سے ظفر دلکا جو سودا بھر جائے
ایک موجود ہی اور اُسکا خریدار نیا

نہ پوچھو دل کہاں پہونچا کیا کہیں پہونچا
جہاں پہونچا نہ کوئی یہ وہیں پہونچا

کہاں پہونچا ہی دیکھو ہمدم حیات خیال اپنا
کہ اتبک اُس جگہ کوئی فرشتہ بھی نہیں پہونچا

زمیں لرزی تڑپنے سے ترے بسمل کے قاتل
کہ آخر اُسکا اک صدمہ سر گاو زمیں پہونچا

نہ پہونچا تو نہ پہونچا لب تلک دم تک پہونچے
تری تکتے ہی تکتے راہ وقت واپسیں پہونچا

چھپا خورشید تاباں شرم سے زیر زمیں جاکر
مری جو آہ کا شعلہ سر چرخ بریں پہونچا

مجھے ڈر ہی نہ پہونچے پہونچو نکو پھیری
کہ نازک ہی نہایت ہی ترا اے نازنیں پہونچا

ظفر داماں مژگاں سے ہی ٹپکا جاتا تھا آنسو
اگر پہونچا سکے آنکھوں تلک تو آستیں پہونچا

ہاں فرو سوز دل اک دم نہوا پر نہوا
اور گریہ سے بڑھا کم نہوا پر نہوا

سُنکر احوال جگر سوز غریب عاشق کا
ہائے افسوس تجھے غم نہوا پر نہوا

کشتۂ ناز کے افسوس جنازے پہ ذرا
چشم پر آب تو اک دم نہوا پر نہوا

[illegible]

خوب دیکھا جہان کے خوبان کو — ایک تجھسا نہ دوسرا دیکھا
ایک دم پر ہوا نہ باندھو حباب — دم کو دم بھر مین یہان ہوا دیکھا
سامنے اُس نگاہ کے دل کو — ہدف ناوک قضا دیکھا
ہو سے تیری خاک پا ہمنے — خاک مین آپ کو ملا دیکھا

اب نہ دیجیے ظفر کسیکو دل
کہ جسے دیکھا بیوفا دیکھا

اُٹھادے پردہ نہین پردہ مین اُٹھادونگا — طپش سے دل کی ابھی عرش کو ہلادونگا
نہوتا عشق کا میکش اگر خبر ہوتی — کہ ایک جام مین یون جہان بھلادونگا
کہے ہی مجھسے وہ قاتل کہ میرے کوچے مین — رکھا جو تونے قدم سر ترا اُڑادونگا
مین اُسکو دیکھکے یہ محو ہون کہ حیران ہون — جو کچھ وہ پوچھے گا مجھسے جواب کیا دونگا
اگر تو آویگا تو جاے فرش پا انداز — مین اپنی آنکھین ترے زیر پا بچھادونگا
دم خرام وہ بولا کہ ایک ٹھوکر مین — ہزار فتنۂ خوابیدہ کو جگادونگا
جو پوچھا مین نے کہ خم تو کہے گا کیا — کہا کہ خنجر قاتل کو مین دعا دونگا
یہ دے کے دم مجھے لایا تھا کھینچ جوش طلب — کہ صل جہان کا تماشا تجھے دکھادونگا

نہ پوچھ مجھسے ظفر میری تو حقیقت حال
اگر کہونگا ابھی تجھکو مین رُلادونگا

دیگر

ورق گل ماہ انور کا یہ ایسا ہو ...

وہ زلف اودیانگ ہی اُسکی کہ کوئی نہ پہنچا عالم مین پایا — نہین اُسکے برابر کا سیہ ایسا سفید ایسا
مرے مژگان تہ اشک آلودہ کو دیکھو برسے ابر — یہ بادل دیدۂ تر کا سیہ ایسا سفید ایسا
مسی زیب اُسکے دندان دیکھ حیران ہین گہر کیونکر — یہ رنگ اس سلک گوہر کا سیہ ایسا سفید ایسا
نہ دیکھون نرگس شہلا کا گل کیونکر کہ ہی نقشہ — بعینہ چشم دلبر کا سیہ ایسا سفید ایسا
خجالت کش سواد شام و نور صبح ہین اُن تو — دوشالہ ہی ترے سر کا سیہ ایسا سفید ایسا
سرشک سرمہ آلود اپنا دکھلا کر وہ کہتے ہین — کہ ہی رنگ اس کبوتر کا سیہ ایسا سفید ایسا
نہو وین سوسن و نسرین خجل کیونکر کہ پہنا ہی — لباس اس ماہ پیکر کا سیہ ایسا سفید ایسا

ظفر ہین نیلم و الماس پتھر ایک صانع نے
کیا ہی رنگ پتھر کا سیہ ایسا سفید ایسا

ترا اگر ناخن پا تیرا مائل دھو کے پی جاتا — تو اُسکے ہاتھ پانون ملکی کامل دھو کے پی جاتا
نہ آتا ہاتھ خون میرا اگر اس تشنہ خون کے — تو اپنی تیغ پر خون کو وہ قاتل دھو کے پی جاتا
اوگلتا زہر پھر کیا وہ تیرہ بخت سودائی — اگر کوئی ترے رخسار کا تل دھو کے پی جاتا
اگر ہو سکتا عالم مین حصول علم بے محنت — تو پھر ساری کتابین ایک جاہل دھو کے پی جاتا
اُٹھا سکتا جو مجنون نقش پائے ناقۂ لیلے — تو جون تعویذ ہو لوح دل وہ بیدل دھو کے پی جاتا
حلاوت یاد کر تیری آب تیغ کی قاتل — بدن کے زخم اپنے آپ گھائل دھو کے پی جاتا
ظفر بے شغل ہی ہو جاتا کچھ پینک نشہ اُسپر — دُرِ فخر جہان گر کوئی شاغل دھو کے پی جاتا

[illegible]
زلف کو ہاتھ کبھی تو نے لگایا ہوگا
[illegible]
دیکھو تو کیسا عشق مین [illegible]
[illegible]

اشک کا قطرہ فقط کیا صاف گوہر سا بنا
بلکہ لخت دل بھی ہی یاقوت احمر سا بنا

صبحدم گلشن مین آیا میکشی کو کیا وہ گل
ہر گل لالہ جو ہی بکدست ساغر سا بنا

گل سے بھی نازک بدن اُسکا ہی لیکن دوستو
یہ غضب کیا ہی کہ دل پہلو مین پتھر سا بنا

دشت مین بھی تیرے مجنون کی اگر تدبیر ہی
خار وادی جنون جو تیر نشتر سا بنا

کیا گریبان ہی بنا اس ماہ کا مثل ہلال
بلکہ تکمہ بھی گریبان کا ہی اختر سا بنا

در پر اُس پر دہ نشین کے آہ وقت انتظار
چشم کا حلقہ ہمارے حلقۂ در سا بنا

کیا عجب خال سویدا اگر جلے مثل سپند
سوزش الفت سے دل اپنا ہی مجمر سا بنا

عشق نے کیا جانیے کیا دل مین بھڑکائی ہی آگ
اب جو سینہ مین ہر اک داغ اخگر سا بنا

ای ظفر منظور تھا اس چشم کو عاشق کا قتل
اسلیے ہر موے مژگان اُسکا خنجر سا بنا

مُنھ نظر آوے نہ کیونکر آنکھوں مین اُس یار کا
آنکھ اپنی بنگئی ہی آئینہ دیدار کا

صفحۂ قرآن پر کھینچی ہی اک جدول سیاہ
مصحف رخ پر وہ سایہ زلف پُر خم تار کا

پاس ابرو کے مرصع کار ٹیکا ہی کہان
ہی میان قبضہ جڑاو یار کی تلوار کا

زخم دل کو صاف کرتا ہی خیال خط سبز
چارہ گر مرہم نہ رکھو بیفائدہ زنگار کا

گر مری مژگان تر برسائے موتی ایکبار
نام ڈھونڈ لے جہان سے ابر گوہر بار کا

دیکھنا چھانکا کہین وہ مہر وش شاید کہ ہی
اختر صبح قیامت روزن اُس دیوار کا

چارہ گر بھر نسکے میرے جگر کے ناسور	ایک گر بند کیا دوسرا روزن نکلا

ای ظفر نالۂ دل نے مرے کچھ کی تاثیر
گھر سے گھبرا کے جو وہ غیرت گلشن نکلا

دیگر

سر بلک دست ستم جو ہین ترا قاتل بڑھا	خون جسیم ناتوان مین تل گھٹا تل تل بڑھا
مت گھٹا دل کو مرے بوسہ مجھے دیکے نہ دے	قصہ کوتہ کر نہ اتنی بات ای جاہل بڑھا
ہر بھبھوکا عکس رخ روشن سے بیجا ہے شمع	مہ جبین منھ کو ذرا اپنے لب ساحل بڑھا
دل کو تو کر اپنی دولت سے قناعت کے غنی	بس بہت دست ہوس اپنا نہ ای غافل بڑھا
وادی مجنون کی ای لیلی ہی کیا گلشن مین	ایک قدم ہرگز نہ آگے ناقہ محمل بڑھا
کوئی دم ہی کر ہستی مین ابھی تو ای حباب	حبس دم کی بڑھ سکے کثرت تو جون شاغل بڑھا
جب ہوئی انکو شباہت اس رخ پرنور سے	مرتبہ کچھ اور بھی تیرا سہ کامل بڑھا
غنچۂ گل دیکھ کر اس شکل کے ہاتھ مین [illegible]	دل جو اپنا سمجھے ہم کیا کیا ہمارا دل بڑھا

جامۂ فانوس مین کیا کیا جلی غیرت سے شمع
بے جو یوں شاکی ای ظفر وہ رونق محفل بڑھا

زلف کے سائے تلے وہ رخ اگر چھپ جائیگا	رات کے پردے مین پھر روے سحر چھپ جائیگا
خواب غفلت سے تری جسوقت کھل جائیگی آنکھ	ہی جو کچھ آنکھوں کے آگے جلوہ گر چھپ جائیگا
دیکھنے کو ہم گئے تھے آج اسکے بے خبر	کیا خبر تھی یہ کہ ہمکو دیکھ کر چھپ جائیگا

دیوان ظفر

دیگر

[illegible]

جسم لاغر ترے سودائی کا اب ایسا ہوا
عکس چشم مور جوں ان پانوں میں پھیلا ہوا

دود دل سے تفتہ جانوں کے ترے ای رشک ماہ
یک ثنا لک لب اور زیر فلک پیدا ہوا

کان پر تیرے زلف اسکی ابسر کتی کیوں نہیں
یا کہیں یہ سانپ اس بانبی سے نکلا ہوا

اور پری کی بائیں پسلی پر جو دیکھا میں نے تل
وہ پری کے تعویذ ہو ادل کا اک نقطہ ہوا

تو ہی ای دل ناتواں دیکھ آہ کو مت چھوڑنا
یہ عصا تیرے لیے ہنگام پیری کا ہوا

اف ترے کشتے کا سوز دل کہ ظالم سنگ بھی
گور پر اسکے رہا محشر تلک جلتا ہوا

ای ظفر انجم نہیں ہیں میرے تیرے آہ سے
ہر مشبک سر بسر یہ گنبد مینا ہوا

وہ بیحجاب جو کل پیکے یہاں شراب آیا
اگرچہ مست تھا میں پر مجھے حجاب آیا

ادھر خیال مرے دل میں زلف کا گذرا
ادھر وہ کھاتا ہوا دل میں پیچ و تاب آیا

خیال کسکا سمایا ہے دیدہ و دل میں
نہ دل کو چین مجھے اور نہ مجھکو خواب آیا

تمھارے نقش کف پا کے بوسے لینے کو
زمیں پہ سایہ کے مانند آفتاب آیا

وہ رخ صفا ترا آئینہ رو برو جسکے
جب آیا شرم سے یاں ہوکے غرق آب آیا

جب آیا طرۂ مشکیں کا تیرے دل میں خیال
زباں پہ میرے وہیں ذکر مشک ناب آیا

ترا سخن ہے ظفر وہ کہ سامنے تیرے
ہوے خموش سخنور نہ کچھ جواب آیا

دیگر

[illegible]

بر خط

[illegible]

سبزہ خط مین کیا ماسا گان پیدا ہوا | بچہ طاؤس ہی بے بال و پر پیدا ہوا

پہلے تو دل مین محبت کا شجر پیدا ہوا | پہر لگے حسرت کے گل غم کا ثمر پیدا ہوا

خال مشکین آتش رخسار پر پیدا ہوا | چشمہ خورشید مین بہی نیلو فر پیدا ہوا

کھل گیا ہے نامہ مضمون کا قلم نامے کا صاف | واہ کیا یک تصور نامہ بر پیدا ہوا

اس جبین پر جلوہ گر الماس کا ٹیکا نہین | آسمان پر دن مین دیکھو قمر پیدا ہوا

کھلائے ہی کس کس حلاوت سے دل عاشق کے | شیر غم شیرین مثال نیشکر پیدا ہوا

ہو سکا تیغ ادا کا کچھ ادا تجھسے نہ شکر | کیسے لیے تو ای لب زخم جگر پیدا ہوا

فصد مجنون کی جنون نے خوب ہی بہر کی | خار صحرا تیز مثل نیشتر پیدا ہوا

گریہ ہنگام ولادت کیون نہو ہر طفل کو | جو ہوا دنیا مین پیدا نوحہ گر پیدا ہوا

بے شرارت کوئی رہتے ہین ہم دو سنگدل | دیکھو پتھر پر گرا پتھر شرر پیدا ہوا

عکس روی آتشین ساقی کا دریا مین پڑا | ہمسر خورشید تابان ہر بھنور پیدا ہوا

حق مین پروانون کے تھا اک نیزہ پر خورشید حشر
شمع کے سر پر جو شعلہ ای ظفر پیدا ہوا

کوہکن کا کیا فقط پتھر مین لہو جم گیا | کچھ تو تیشے مین جما کچھ سر مین لہو جم گیا

زخم پہلو سے اگر ہیرے نہین ٹپکا لہو | پھر کہان سے چارہ گر بستر مین لہو جم گیا

اشک خونین نے بنائی شاخ مرجان ہر پلک | اس قدر رخ رخ گان چشم تر مین لہو جم گیا

ظفر بے یار کیا پوچھے ہے میرے دل کی کیفیت
نمک فشان ہی جام ہے یہ ہردم شور قلقل کا

مین ہون عاشق مجھے غم کھانے سے انکار نہین
تو ہی معشوق تجھے غم سے سروکار نہین
دل و دین تیرے حوالے کئے کر تھی طلب
پھر جو بیزار ہی تو مجھسے بتا اسکا سبب
بھیجے خط سیکڑون لکھکر تمھین ہشیاری سے
تمنے بھیجا نہ جواب ایک بھی عیاری سے
طلب بوسہ پر کیون اتنا برا مانتے ہو
دیکھو ہم ہین وہی جانباز جنھین جانتے ہو
ہے حیات ابدی گر ہو شہادت حاصل
تیرے آب دم شمشیر کو تیر السبمل
کیا کہون مین ترے انداز و ادا کا عالم
دیکھکر ہوش رہین کیا کہ نکل جاے گا دم
نہ تو تقریر سے ہو اور نہ تحریر سے ہو
ہمتو کہتے ہین ظفر جو ہو سو تقدیر سے ہو

کہ ہے غم میری غذا
کھانے غم تیری بلا
اور جو کچھ کہا سب
میری تقصیر ہے کیا
بڑی دشواری سے
یہ بھی قسمت کا لکھا
ہمین پہچانتے ہو
کرتے ہین جان فدا
تیرے ہاتھون قاتل
سمجھے ہی آب بقا
ہے ستم ہاے ستم
ای بت ہوش ربا
اور نہ تدبیر سے ہو
ہے یہی بات بجا

اندر سے عضو بن سوزدل ہر گئی ہی آگ ہی
تفتہ جانون کو تیرے دوزخ ہی گلزار بہشت
اس طپیدہ دل کا دل اسکو تو کیون بیچلا

شوخ جو قاصد اُسکو مین خط لکھکے بھیجا چل گیا
وہ وہان آرام سے ہی تو سکے جا چل گیا
کام کا تیرے نہین یہ اُسکو دیجا چل گیا

آتش فرقت سے میرا خانہ آتشبار ہی
ای ظفر کاغذ اُٹھا کر یان سے لیجا چل گیا

نہ درویشون کا خرقہ چاہیے نہ تاج شاہانا
کتابون مین دھرا ہی کیا بہت لکھ لکھ کو دیونہ
غنیمت جان جو دم گزرے کیفیت سے گلشن مین
نہ دیکھا وہ کہین جلوہ جو دیکھا خانۂ دل مین
کچھ ایسا ہو کہ جس سے منزل مقصود کو پہونچے
یہ ساری آمد و شد ہی نفس کی آمد و شد پر

مجھے تو ہوش دے اتنا رہون مین تجھ پہ دیوانا
ہمارے دل پہ نقش کا لحجر ہی تیرا فرمانا
دیے جا ساقیا پیمان شکن بھر بھر کے پیمانا
بہت مسجد مین سر مارا بہت سا ڈھونڈا بتخانا
طریق پارسائی ہو وے یا ہو راہ رندانا
اُسی تک آنا جانا ہی نہ پھر جانا نہ پھر آنا

ظفر وہ زاہد بیدرد کی ہو حق سے بہتر ہی
گرے گر رند دردی سے پا ؤ ہوسے مستانا

کیا عجب گر بے بہا دُر جگر آنسو سے بنا
کشتگان چشم مین جو تیرے ای وحشی نگاہ
اُسکی چشم پر فسون ہی کچھ فقط جادو نہین

بیش قیمت لعل بھی تو میرے لو ہو سے بنا
تو چراغ گور اُنکا چشم آہو سے بنا
سر سے پانؤن تک وہ جادوگر ہی جادو سے بنا

دیگر

دیگر

دود جگر نے دل پہ جو سرپوش سا ڈھکا
سینہ مین دل ہی ساغر سرجوش سا ڈھکا

دیکھا جو کوئی اختر تابندہ ابر مین
یاد آیا زیر زلف بناگوش سا ڈھکا

اُٹھا ہی یون جو ز دسے صحرا مین گردباد
اس پردہ مین ہی کسکا تن و توش سا ڈھکا

پیدا ہا نہ زخم دل سے اُٹھا کر چارہ گر
رہنے دے اسکو تیغم پُرجوش سا ڈھکا

سبزہ نے خط کے چاہ زنخدان یار کو
رستہ پہ دل کے ہی چہ خس پوش سا ڈھکا

جوہر جو آدمی کا کھلا کچھ تو ہوش سے
جب تک رہا ظفر کوئی بیہوش سا ڈھکا

بھید دل کا گریہ سے ای چشم نم کھل جائیگا
وہ جو ہی پوشیدہ اپنا حال غم کھل جائیگا

بولتے ہیں ہم نہین منہو سے کچھ اسمین بھید ہی
بولنا اچھا نہین سارا بھرم کھل جائیگا

عقدۂ دل ہی ہمارا غنچۂ گل تو نہین
جو یہ تجھسے ای نسیم صبحدم کھل جائیگا

کھول مت جوڑا کہ سودائی کا تیرے سر بسر
راز سربستہ ترے سر کی قسم کھل جائیگا

گر اترے ہی شوق مین اپنے تو ہین خط کے کھلے
اپنا مضمون اسپہ قاصد یکقلم کھل جائیگا

کتنے ہی چھوٹ جائینگے پابند زنجیر بلا
جب کہ تیرا طرۂ پر پیچ و خم کھل جائیگا

اُسکے رکنے پر نجا پیتے ہی جام می ظفر
دیکھنا باتون مین وہ کافر صنم کھل جائیگا

دیگر

دیگر

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

دہن تنگ جو یاد آیا سب مجھے
تنگ کیا کیا دل ناشاد آیا

عشق مین تیشۂ آہن کے سوا
کچھ ترے کام نہ فرہاد آیا

بلبلو دیکھو چمن مین اتنا
نہ کرو شور کہ صیاد آیا

بول اٹھا دیکھ کے مجنون مجھکو
یہ تو کوئی مرا اُستاد آیا

اور گئے ہوش مرے ناصح کے
سامنے جب وہ پریزاد آیا

جو لکھا تھا مری پیشانی مین
سو وہ پیش اے دل ناشاد آیا

نہ تو آیا مری سنکر فریاد
دم لبون پر دم فریاد آیا

دیکھکر اُس بت کافر کے ستم
اے ظفر مجھکو خدا یاد آیا

جو دل مین تیرا شوق ابروے خمدار ہو پیدا
عجب کیا کعبہ سے اگر اے یار ہو پیدا

مرے گریے سے یون اُسکا غبار سینہ ہو پیدا
تو اُسکی خاک سے بھی نرگس بیمار ہو پیدا

محبت مین ملا ہے رتبۂ منصور قمری کو
نہ کیونکر سرو گلشن مین بشکل دار ہو پیدا

اگر بیچ نما آئینۂ رخسار ہو تیرا
زبان طوطئ تصویر سے گفتار ہو پیدا

قدم رنجہ کرے مجنون تو اگر دشت وحشت مین
جہان رکھے قدم سبزہ نہو وان خار ہو پیدا

مثال برق حال عاشق بیتاب ہے تجھ بن
کہ سو سو بار ناپیدا ہو سو سو بار ہو پیدا

بلا سے جسکی موت آئی مرض کچھ ہو رہا سکو
کسیکو پر نہ یارب عشق کا آزار ہو پیدا

[illegible]

مجھے صاف بتلائے نگار اگر تو یہ پوچھوں میں رو رو کے خون جگر
ملے پانوں سے کسلئے ہیں دیدۂ تر کف پا پہ جو رنگ حنا نہ رہا
اسے چاہا تھا میں نے کہ روک رکھوں مری جان بھی جائے تو جانے دوں
کیے لاکھ فریب کروڑ فسوں نہ رہا نہ رہا نہ رہا نہ رہا
لگے یوں تو ہزاروں ہی تیر ستم کہ تڑپتے رہے پڑے خاک پہ ہم
وے ناز و کرشمہ کی تیغ دو دم لگی ایسی کہ تسمہ لگا نہ رہا
ظفر آدمی اسکو نہ جانیے گا وہ ہو کیسا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

دیگر

خدا جانے کہاں بیٹھا ہی وہ اور ہی کدھر پھرتا
مگر چشم تصور سے ہی سب پیش نظر پھرتا
تماشا دیکھنا کیا وہ تو تاہی اشک مژگان پر
یہ لڑکا شعبدہ بازی سے ہی یکتار پر پھرتا
لکھا قسمت کا اپنی آگیا دم اپنی آنکھوں میں
نہیں لیکر جواب نامہ ابتک نامہ بر پھرتا
جو سرگردانی اپنی اُن سے کہتا ہوں تو کہتے ہیں
خدا کیواسطے چپکے رہو ہی میرا سر پھرتا

خورشید آسمان چہارم پہ ہی کہاں — شعلہ کوئی بلند ہوا میری آہ کا
کثرت ہی آنسوؤں کی ہجوم سپاہ غم — نالہ نہین نشان ہی یہ اس سپاہ کا
تنکے چنے گا وحشیون کی طرح ناصحا — دیکھے گا گر کرشمہ اُس آہو نگاہ کا
کس مہروش نے چہرہ سے برقع اُٹھا دیا — مُنھ ہو گیا سفید فلک پر جو ماہ کا
کرتا ہی جس کے ساتھ فلک کج ادائیاں — دیتا ہی اُسکو عشق کسی کج کلاہ کا

رکھے قدم جو کوئی محبت مین ای ظفر
لازم ہی پہلے ڈھونڈھ لے رستہ نباہ کا

تو کہین ہو یہ دل دیوانہ وہان پہونچی ہی گا — شمع ہووےگی جہان پروانہ وہان پہونچی ہی گا
گرچہ تیری زلف کا کوچہ بلا تاریک ہی — پر دل صد چاک مثل شانہ وہان پہونچی ہی گا
عشق کے میدان مین بے ہمت نہین رکھتے قدم — جسکو ہوگی ہمت مردانہ وہان پہونچی ہی گا
دل کو ہو سیر نہ کیون سیلان سوے چشم یار — بادہ کش ہوگا جہان میخانہ وہان پہونچی ہی گا
انکی محفل مین کہونگا جب کہانی اپنی مین — سبکے کانون تک مرا افسانہ وہان پہونچی ہی گا
ای صدف کیون منھ پسارے ہی کہ اُس رزاق کو — ہی جہان پہونچانا آب و دانہ وہان پہونچی ہی گا

تجھکو اُسکے بوسہ لب کا ہی لپکا ای ظفر
لب ترا مثل لب پیمانہ وہان پہونچی ہی گا

صید تھا دل تو ای مژگان یار آنکھوں کے آگے تھا — لگایا کیون نہ تیر اپنا نشانہ آنکھوں کے آگے تھا

چشم آہو کیوں نہ اُسکو حلقۂ زنجیر ہو | وحشت اُن آنکھوں کی وحشی کیلیے زندان بنا

تیرہ بختی میں سے جو میری کچھ سیاہی بچ رہی | ای فلک تو نے دیا اُسکو شبِ ہجران بنا

اُسکو انسان مت سمجھو ہو سرکشی جسمیں ظفر

خاکساری کے لیے ہی خاک سے انسان بنا

کسیکو ہمنے یہاں اپنا نہ پایا | جسے پایا اُسے بیگانہ پایا

کہاں ڈھونڈھا اُسے کس جا نہ پایا | کوئی پر ڈھونڈنے والا نہ پایا

ہلالِ عید کو گردون پہ تیرا | بجز یک نعلِ کفشِ پا نہ پایا

اُڑا کر آشیان صرصر نے میرا | کیا صاف اس قدر تنکا نہ پایا

اُسے پایا نہیں آسان کہ ہمنے | نہ جب تک آپکو کھویا نہ پایا

دوا سے درد دل میں کس سے پوچھوں | طبیبِ عشق کو ڈھونڈا نہ پایا

گریبان کیا کہ چاکِ سینہ پر بھی | جنون سے کے ہاتھ سے ٹانکا نہ پایا

صبا نے جس دم [illegible] | چمن میں ہلتے اک پتا نہ پایا

ظفر دل جانے پایا ہم کو ان جانے

کہ پایا اُسمیں کیا اور کیا نہ پایا

کبھی جو خواب میں دشمن پہ عتاب آیا | تو پھر نہ خوف سے آنکھوں میں میری خواب آیا

جو تجھکو دیکھ کے ای رشکِ آفتاب آیا | مثالِ آئینہ با دیدۂ پر آب آیا

ساقی کو یک نظر جو دیکھا وہ چشم مست
رو رو کے میرا راز نہاں فاش کر دیا
جو دیکھتا ہوں دیدۂ سید ہی میں
دریا پر اپنی موج میں کس ہے
بیجا نا میرے ہاتھ سے ہی اک بہانہ تھا

بدمست ہو کے پھینک دے ساغر شراب کا
خانہ خراب ہو چیو چشم پر آب کا
قائل نہ خواب کا ہوں نہ تعبیر خواب کا
پیکر شراب الست ہے ساغر شراب کا
منظور تھا اُسیکو اُٹھانا حجاب کا

اعمال کا گر اپنے ظفر کیجے حساب
ہر روز ہو معاملہ روز حساب کا

خون سے اشک آنکھوں میں جب ہو کر گلابی ہو گیا
تیرے دامن سے جو ٹپکا خون شہید ناز کا
تیرے پسینے میں ہوا دھو گلابی پوش آج
بزم میں دیکھی گلابی تو نے کس کی چشم مست
یاد میں اُسکے گل عارض کے اشک خون سے تا
ہو چکی گرمی گلابی بادۂ گلگوں سے ہو
وہ گلابی آنکھ جو یاد آئی وقت میکشی
خون کا دعویٰ کیا جو اُس گلابی پوش سے
باغ میں جیسا گلاب آیا جنون جوش پر

پھو تو رومال سفید اگر گلابی ہو گیا
خوب گھرا دامن محشر گلابی ہو گیا
بزم میں جوڑا او زیبا تر گلابی ہو گیا
ساقیا بیہوش کیوں بھر کر گلابی ہو گیا
لی جدھر کروٹ اُدھر بستر گلابی ہو گیا
اب تو جاڑا ای پری پیکر گلابی ہو گیا
پھر تو میرے حق میں ہر ساغر گلابی ہو گیا
صاف رنگ کا غذ محضر گلابی ہو گیا
پنبہ خون سے داغ سودا پر گلابی ہو گیا

مرے نالوں سے گر خون ہو رگ نشتر سے جدا	نہو اس سنگدل کو نشتر تاثیر کا کھٹکا
ستمگر کا مجھے شوق دل ہین محروم شہادت کے	بہ رنگ نما ہر جوہر تری شمشیر کا کھٹکا
گریزاں مجھسے وہ وحشی نگہ یون ہی کیون آہو	رسیدہ ہو و سنگر ہلے آہو گیر کا کھٹکا

کھٹک جاتی ہی انکے دل مین ایسی بات کہتے ہو
ظفر کیونکر نہو وے آپکی تقریر کا کھٹکا

خلش گر ہی جو پاس ہر گل کے کانٹا	کھٹکتا ہی وہ دل مین بلبل کے کانٹا
سمجھتا ہی عکس مژہ زہ شیشے مین	لگہ ہی دیان ساغر مل کے کانٹا
چبھوتی ہی کافر ہر انگشت شانہ	جگر مین گرتا کاکل کے کانٹا
ادھر کو چبھوے انکو کاش اس مژہ کے	پیچھے سینچے پاے اتا فل کے کانٹا
پرویے جو پھول اسنے زلفون مین اپنے	ہوئے سو کھکر پھول سنبل کے کانٹا
تجھے بھی خبر ہی کہ او غیرت گل	کوئی ہو گیا غم مین گھل گھل کے کانٹا
ہوا اسقدر گرم بازار وحشت	لگا بکنے کانٹے مین تل تل کے کانٹا
شتر بردباری سے ہی خار کھاتا	نصیبون مین ہی پر تحمل کے کانٹا
تن زار سے میرے وہ بچ کے نکلا	کہ الجھے نہ دامن مین قرقل کے کانٹا
اک الجھاؤ کا پیچ ہی راہ داری	اسی واسطے تختہ پل کے کانٹا
کہو چارہ سازون سے جلدی نکالو	مرے دل سے یہ غم کا دل چل کے کانٹا

تری صورت پرستی حق پرستی ہو گئی کیا	ایک باس صورت میں ہی کیا کیا ہا ہا ہا ہا

ظفر عالم کہوں کیا میں طبیعت کی روانی کا
کہ ہی امڈا ہوا دریا ہا ہا ہا ہا ہا

وہ بگڑے ایسی کہ پھر کچھ معاملہ نہ بنا	رہی نہ جائے سخن موقع گلہ نہ بنا
چلا نہ قافلہ اشک تا کہ لخت جگر	سر فرو ہ مرے سر وار قافلہ نہ بنا
کہیں ہیں تیرے مریدان لب کا گوشہ نشیں	کہ نہ بنے گا کوئی ایسا سلسلہ نہ بنا
بلا سے گرچہ وہ ظاہر مقابلہ ہیں بنا	مگر دلوں میں خدایا مقابلہ نہ بنا
بنا شیشہ ہزاروں میں شیشہ ساز بنے	پر ایک بھی مگر دل کا سا آئینہ نہ بنا
دو منزل اپنی دیدہ ہیں تیرے سینے کو	مکان اپنے لیے تو دو منزلہ نہ بنا
ہمیشہ کھائے ہی تو داغ کیا لالہ گیری	ترا سا طائر دل اسکا حوصلہ نہ بنا
ڈرا نہ ہو سکے مردان عشق کو ناصح	خدا کے واسطے شیروں کو بزدلہ نہ بنا

جو دل لیا ہے تو عہد وفا پہ قائم رہ
ظفر سے آپ کو تو بدمعاملہ نہ بنا

تیر تیرا اسکے سینہ سے گذر کر جائیگا	آپ جائیگا گذر پر دل میں گھر کر جائیگا
وہ مقام عیش ہے دنیا کہ ایسے جی	کون جاتا ہے اگر جائیگا مر کر جائیگا
جیسکے جی نالہ کب سینہ سے جائیگا نکل	جائیگا جسوقت یہ سبکو خبر کر جائیگا

ردیف

داغ کیا دل کو اسے نگار لگا | عشق کے گھر پہ اشتہار لگا
اپنا جوہر دکھا کو کھا کر تو | دل پہ سے کمے نہ بار بار لگا
تیرے ہاتھوں سے اے جنون ناکا | جیب و دامن مین ایک تار لگا
جو ہوا تیر اکشتۂ قامت | سرو اسکے سر مزار لگا
ہمکو سیراب کر شہادت سے | قاتل اک تیغ آبدار لگا
کچھ اٹھائی ہے عشق نے آفت | پھر جو دل ہونے بیقرار لگا
دل پہ عاشق کے ایک تیر لگا | آنکھین ہوتے ہی جب دوچار لگا
خوش ہوا دل مین وہ شکار افگن | کہ مرے ہاتھ اک شکار لگا

اے ظفر کب سنے ہے وہ میری
اسکو باتون مین تو ہزار لگا

اس دلربا سے کیجے گلہ دلبری کا کیا | ہو دل ہی برخلاف تو شکوہ کسی کا کیا
جب تک کہ تو نہو گا نمک پاش زخم دل | پائے گا کوئی خستہ مزا خستگی کا کیا
اے ہفت دوست کس کا ہوا تو ہمیشہ دوست | ہو اعتبار ہمکو تری دوستی کا کیا
آئے ہی لب پہ حرف کئی جائے لیکے دم | احوال مجھسے پوچھیے ہے بیدلی کا کیا
اس سوچ مین ہی یہ دل بیکس کہ دیکھیے | ہو بعد مرگ حال مری بیکسی کا کیا
کہتا ہے مجھسے پھر دل بیتاب چل وہین | کیا جانے مدعا ہی اب اس بیدلی کا کیا

وصف کیا عارض روشن کا لکھا جائیگا
صفحۂ اپنا جو [illegible] افشاں کی
ملتی ہیں خاک میں کیا جانے کیا کیا صورتیں
[illegible] سے حسن کے حیران کی
اپنی غفلت پہ ظفر جائے تاسف ہے کہ آہ
[illegible] جان کر جو آپ کو ناداں کیا

[illegible]

نہیں کھلتا ہے عقدہ اسکی زلف عنبر افشاں کا
[illegible] سنبل یا بنفشہ [illegible] بستاں کا
[illegible]
[illegible] پریشاں کا
[illegible]

خط اسے دیکر ابھی آیا تھا قاصد اے ظفر
آفریں ہے لیکے پیغام زبانی پھر گیا

بحر کوزے میں کب ہے ہمدم سمٹ کر آگیا
ظرف دل میں پر محیط غم سمٹ کر آگیا

تنگ تھا وسعت سے جسکے عرصۂ ارض و سما
جی میں کیونکر اے دل آدم سمٹ کر آگیا

شوق نظارہ سے آنکھوں میں جسکے آتے ہی
چشم میں سینہ سے میرا دم سمٹ کر آگیا

زلف کے حلقے میں رخ ہے یا بغل میں رات کے
سارا نور نیر اعظم سمٹ کر آگیا

تھا دل صد چاک میں شانہ کے تو ہر خاک تنگ
کیونکہ تار گیسوے پرخم سمٹ کر آگیا

کان میں اسکے گہر یا چشمۂ خوبی کا آب
ہے برنگ قطرۂ شبنم سمٹ کر آگیا

کشتئ دل غرق ہو دریاے وحدت جو ہوئی
اک بھنور میں سارا آب یم سمٹ کر آگیا

دامن صحراے دل میں گرد باد نالہ سے
اک غبار خاطر عالم سمٹ کر آگیا

اے ظفر دار قناعت کا ہے صحن اتنا وسیع
جسکے اک گوشے میں ملک جم سمٹ کر آگیا

ہمنے شبدیز قلم کو اپنے جب جولاں کیا
ملک معنی کا قلم دیک قلم میداں کیا

جوں شرار سنگ ہمکو عشق کی گرمی نے آہ
دفعتہ پیدا کیا پھر دفعتہ پنہاں کیا

دیکھ غافل صانع قدرت کی تو صنعت گری
ایک مشت خاک کو کیا صورت انساں کیا

بار عصیاں لیچلے دنیا سے رکھ کر سر پہ ہم
کیا کہیں اپنے سفر کا ہمنے کیا ساماں کیا

[illegible]

[illegible]

دیگر

ترے سمت حنائی سے جو کی تھی رو کسی نے
نشان عاشق کی سُنا حق میں ہے معشوق کے بہتر

دھرا انگارہ ہی خاطر سے داغ ترگل کا
دماغ اب نالۂ بلبل سے ہو کیونکر نہ تر گل کا

ظفر باد صبا بھی ایک بادی چور ہے دیکھا
اُڑا کر لیگئی کیسا چمن سے صبح زر گل کا

جب ترے بیمار کی گردن کا منکا ڈھل گیا
جان شیرین دیتے ہین لاکھون شال کوہکن
شام ہی پکڑی تو پھر کیونکر کٹے گی غم کی رات
شمع کا کیا منھ ہی جو اُس قد سی ہمسر ہو سکے

ہمدمون کی آنکھ مین نقشہ کفن کا ڈھل گیا
گرچہ جوبن اُس بت شیرین دہن کا ڈھل گیا
دن تو یہ ہر طرح سے رنج و محن کا ڈھل گیا
صاف سانچے مین بدن اُس سیمتن کا ڈھل گیا

جائے تحسین ہے سراپا اس غزل مین اے ظفر
واہ وا کیا خوب مضمون ہے سخن کا ڈھل گیا

دیگر

خط رخ پہ تیرے آنے نظر گلبدن لگا
گلشن مین اُسکے جلوۂ قامت کے سامنے
کروٹ بدل کے سونے سی کیا خاک ہو مزا
گرنے سے تھم گیا یہ فلک میری آہ سے
بھولا برنگ گل نسما یا مین آپ مین
کیونکر نہ اپنا زور بھی ہو کہ اب ترا

ہو کیون نہ شور زن دیدۂ گوہر فشن لگا
مانند بید کا سپنے سرو چمن لگا
سینہ سے سینہ اور بدن سی بدن لگا
دیکھو تو کیا ستون تہ سقف کہن لگا
آکر سے گلے جو وہ گل پیرہن لگا
قسمت سی پا تھ بوسہ سیب ذقن لگا

دیگر

عرق آلودہ میرا ... شب ... ٹھنڈا
دل و سینہ جو تھا سوزان ... ٹھنڈا
... دل میں آگئی ہی محبت کی ... ٹھنڈا
... آگیا میں دیتا ہے ... ٹھنڈا
... ہجران سی آتش ... ہی ... ٹھنڈا
... جو ... چادر سے تو دل ... ٹھنڈا
... کیوں نہ ... ہمارا ... ٹھنڈا
... خانہ ... آب سے ای ... ٹھنڈا
ہمیشہ عشق میں ... داغ ... ٹھنڈا
ہم ارا افسوس دنیا میں نہ دل میرا ہوا ٹھنڈا
بدل کر قافیہ لکھ تو ظفر اک گرم وہ مطلع
کہ جسکا دور دورہ اب شعر ہو وے اور کا ٹھنڈا

دیگر

نہ کیوں کر چشم کو تیری کہے اب ... ٹھنڈا
کہ وہ اک ... چاہیے ... ٹھنڈا
صبا شبنم کو ... سے زیادہ ... ٹھنڈا
جنازہ ... بلبل کا ہو وقت ... ٹھنڈا

جلد اول دیوان ظفر

تو آ اسدم کہ سو تیت سحرا ہی گلبدن ٹھنڈا — زمین ٹھنڈی ہو ٹھنڈی مکان بستہ انجمن ٹھنڈا
خدا جانے سحر کسکی گلی سے یہ ہوا آئی — حباب آسا جو میرا ہو گیا ہی پیرہن ٹھنڈا
برنگ کاسہ یخ بستہ آہ سرد سی میرے — ہوا شب کو مہ کامل سر چرخ کہن ٹھنڈا
جو وہ خورشید رو دیکھی محل آرا رات کو ہوگا — تو پھر ہو جائیگا بازار شمع انجمن ٹھنڈا
سحر گر بام پر دیکھے اگر تا میرے مہر کا — وہیں ہو چرخ کج رفتار کا پھر بانکپن ٹھنڈا
حرارت اسقدر سوز محبت کی ہی سینے میں — نہوگا بعد مردن بھی بدن زیر کفن ٹھنڈا
تو مت منہ موڑ اب مجکو لگا اپنے سینے سی — کہ میرا سینہ سوزان ہے اے غنچہ دہن ٹھنڈا
غرض عشق کی تیرے بیان کیا کیجیے حالت — کہ بس تھرا گئین آنکھیں ہوا یکسر بدن ٹھنڈا
ہوا کیوں ایک شب کے واسطے پروانہ سی سرخوش — سحر ہو جائیگا اے شعلہ شمع لگن ٹھنڈا
مرا دل تشنہ ہے زلف عرق آلودہ سی کہدو — پلادے اسکو پانی تو سر چاہ ذقن ٹھنڈا
برنگ شمع ہنس ہنس کر وہ آتش جلاتا ہی — شتاب ای دیدہ پر آب کر میرا بدن ٹھنڈا
ہمارا دل شعلہ افروز آتش ہجراں سے رہتا ہے — نہیں ہوتا ہی یہ گلخن کبھی ای جان من ٹھنڈا
چاہیں رات کو چوری سے ہم اس ماہ کے گھر میں — چراغ ماہ کو کر دے تو اے چرخ کہن ٹھنڈا

ظفر لکھوں غزل وہ اور تبادل قوافی ہیں
کرتا ہو جائے اب بازار ارباب سخن ٹھنڈا

ہماری آہ سی کب داغ سینہ کا ہو ٹھنڈا — چراغ گل نہیں ہوتا صبا سی بھی دلا ٹھنڈا

[illegible]

سکھے تھی شب تہ گلگیر شمع رو رو کر
وہاں سر پہ مرے تاج زر بنایا تھا

مجھے تو بوسہ نہ دے نا ہو تلخکامی دور
اسی لیے تو تجھے لب شکر بنایا تھا

اسی نے مجکو بنایا برنگ مو لاغر
کہ جسنے تجکو میاں مو کمر بنایا تھا

بدل کے قافیہ لکھو اور بھی غزل کوئی
قلم اسی لیے تو نے ظفر بنایا تھا

خدا نے جبکہ جمال بتان بنایا تھا
مژہ کو تیر بھوؤں کو کمان بنایا تھا

ہنسے ہی دیکھ کے محفل میں وہ بت بیدرد
الٰہی کیوں مجھے گریہ کنان بنایا تھا

نکیجو روزن سینہ کو بند ای جراح
اندھیرے گھر کا اسنے نابدان بنایا تھا

گیا تھا سیر کو گلشن میں کونسا گلرو
صبا نے غنچۂ گل عطردان بنایا تھا

رہا نہ آکے وہ ایوان چشم میں میری
مژہ سے میں نے عبث سائبان بنایا تھا

مثال نقش قدم بیٹھکر اٹھوں کیونکر
ازل سے حق نے مجھے ناتوان بنایا تھا

ملی نہ بحر میں ہستی کے ایکدم فرصت
حباب وار عبث یہ مکان بنایا تھا

غزل اک اور قوافی بدل کے پڑھیے ظفر
اسی لیے تو تمھیں خوش زبان بنایا تھا

خدا نے جبکہ تجھے مہ جبین بنایا تھا
تو خط سے رخ مہ ہالہ نشین بنایا تھا

دو چار کیا تیرے جھاون سے شب ہوئی پروین
فلک نے اونکا ادھمین خوشہ چین بنایا تھا

دل اپنا ہی سدا مشتاق محراب عبادت کا
ظفر نے دیکھا جلوہ قامت کا

آہ ہوتی ہی لگن آخر وبال سر پہ ہان
گردش چشم اپنی مست دکھلا چمن مین ای

عشق پروانہ سے سیکھے شمع سر پر بیچنا
بھول جاینگی یہ نرگس ساغر زر بیچنا

عشق کے بازار مین کہتا ہون تجکو ای ظفر
شیشۂ دل کو می الفت سے بھر کر بیچنا

لگے ہی سیر گلشن مین دل ای غنچہ دہن کسکا
ترے فرقت کے مارے کو روش کسکی چمن کسکا

مری وحشت سے ہمسر ہو سکے دیوانہ پن کسکا
برنگ گل ہی سینہ چاک مثل پیرہن کسکا

سراپا آتش الفت سے مثل شمع جلتا ہون
نہین پروا یہ عاشق کو کہ جلتا ہی بدن کسکا

خطا ہی گر نہ اسکو نافۂ مشک ختن کہیے
گرہ مین تو نے دل باندھا ہی زلف پرشکن کسکا

تصور مین ہمیشہ جسکے اب دم کرتا ہون
خدا جانے نظر مین کھپ گیا ہی بانکپن کسکا

زمین سے تا فلک برپا جو اک طوفان آتش ہی
شرر انگیز ہی نالہ بعزم سوختن کسکا

مسافر خانۂ دنیا مین جو آیا ہو راہی
یہ منزل آمد و شد کی ہی اسمین ہی وطن کسکا

عزیز و جان شیرین ہی جو کہنے عشق شیرین مین
زبان تیشہ پر ذکر و رہی جز کوہکن کسکا

سہ نو غرق ہی خون شفق مین دیکھ جسکے
لب زخم جگر ہنستا ہی اب زیر کفن کسکا

ظفر اسکے لب رنگین سے ہمتو کام رکھتے ہین
کہان کا لعل رمانی ہی یاقوت یمن کسکا

بیان کیجے اگر احوال اپنی شام غربت کا
گریبان تا بدامان چاک ہو صبح قیامت کا

ساقیا تجھ بن ... [illegible]

جلد اول دیوان ظفر

جلد اول دیوان ظفر

اس قدر بحر جہاں میں تہ او بھرتا تھا حباب
دم میں برباد ترا نقشہ تعمیر ہوا

تکمہ لعل یہ ای شوخ نہیں زیب گلو
کسی بیجرم کا خون تیرے گلوگیر ہوا

چین ابرو نے ترے قتل کیا ایک جہان
آج ظاہر یہ ترا جوہر شمشیر ہوا

کیا ہوا پانوں کو جو ہاتھ لگایا میرے
اتنی سی بات پہ میں مورد تقصیر ہوا

اٹھ گیا منھ سے نقاب آج یہ کسکے کہ صبا
اتنا رنگ رخ گل باغ میں تغییر ہوا

کیمیا ڈھونڈتے پھرتے ہیں ظفر اہل ہوس
دل گداز اپنا کیا جسنے وہ اکسیر ہوا

زخم چرتا ہی ہنس ہنس کر دل بیتاب کا
کسنے یہ مرہم لگایا اسپہ تیزاب کا

زلف تیری سربسر ہی موجہ دریائے حسن
کان میں بالا نہیں حلقہ ہی یہ گرداب کا

تونے مہتابی پہ چمکایا جو اپنے حسن کو
رنگ پھیکا آسمان پر ہوگیا مہتاب کا

شاخ ہی لیکن نہیں گل اُسمیں ساقی جلوہ گر
گر نہو شیشے کے ساتھ میں سلو شراب کا

تیرے شعر تر میں ہی وہ آبداری ای ظفر
اُس سے روکش ہو سکے کیا منھ در خوش آب کا

رخ تاباں جو تہ زلف گرہ گیر رہا
کفر اسلام شب و روز بغلگیر رہا

حلقۂ زلف بہم دیکھ کے اس ابرو سے
موج دریا سے بھنور روز گلوگیر رہا

ہو چکی فصل بہار اور ترا دیوانہ
حیف صد حیف کہ وابستۂ زنجیر رہا

دفور گریہ سے ہر موج آستین ہے آہ — ہر ایک اشک کا قطرہ حباب سا چمکا
خرام دیکھ کے شبرنگ ناز کا تیرے — ہلال جس رخ پہ بنکر رکاب سا چمکا
صنم خدا کی قسم قشقہ حسین ترا — نظر مین خلق کی لوح کتاب سا چمکا
ہزاروں روپ دکھاتا ہی قطرہ سیماب — وسے نہ اس دل پر اضطراب سا چمکا

ظفر کلام مین تیرے عجب صفائی ہی
کہ ہر سخن ترا دُر خوشاب سا چمکا

تم کمر بند اب نہ بالائے کمر باندھو گرہ — پر تلے مین تیغ رکھو بند سپر باندھو گرہ
ہین لگین کلیان نکلنے فصل گل آئی ہی آہ — دیکھو صیاد و نہ تم بلبل کا پر باندھو گرہ
جلینگے مرہم نہ جراحو تم اپنا ہم لگاؤ — اس کے زخم جگر کو کھول کر باندھو گرہ
ہو نہ طفل اشک ابتر مردمان چشم آہ — ہان سے بدراہ اب تم دیکھ کر باندھو گرہ

ہاتھ آگئے ہین عدو اب تو تمھارے آج سب
دست بر پشت انکا اب تم ای ظفر باندھو گرہ

بہا گریہ سے میرے اسقدر سیلاب پانی کا — نظر آنے لگا جون بلبلا مہتاب پانی کا
ترے کیا ہجر مین رونے کہ ہم آب رواں — یہ دو ستین یارب ہی یا گرداب پانی کا
عجب کیا ہی جو اپنا پارہ دل چشم مین ٹھہرے — بتو سچ ہی کہ عاشق ہو گیا ہی سرخاب پانی کا
تمھارے آب خنجر نے کیا سیراب اب یار — نہایت تشنہ تھا مرغ دل بیتاب پانی کا

باغ مین غنچہ نکل جیسے کوئی کھلتا ہی
اس روش سے لب زخم دل رنجور کھلا

بوسہ جب اس سے طلب مین نے کیا یون بولا
گل کی بات تو نہ تو پھر آج بدستور کھلا

اسی باعث سے نہ آیا تھا مین تیرے گھر مین
ہائے آنے کا مرے باتون مین مذکور کھلا

فضل یزدان سے بس اب دیکھو ظفر تیرے لیے
ایک دو روز مین گنج زر تیمور کھلا

دلا اس زلف کے کوچے مین گر جانا بھی ہووےگا
بہت مت شور تا شب دل اسے پھر آنا بھی ہووےگا

دل پرخون سے کیونکر چشم مین ہم خون ہو نادان
جو شیشہ ہووےگا خالی ہی کی تو پیمانہ بھی ہووےگا

تڑپتا ہون پڑا مین بستر غم پر یہ کہہ کہکر
خداوندا کبھی اسکا یہان آنا بھی ہووےگا

جو لاتے تھے انھین مجھ پاس وہ اٹھے تو یون بولے
ابھی جاؤ نہ گو تا کچھ پہچانا بھی ہووےگا

ظفر اس سے جدا ہو یہ نہین ہی ممکن ای یارو
جہان ہوگا وہ شمع بزم پروانہ بھی ہووےگا

جنون نے جبکہ دکھلایا ہمین عالم بیابان کا
تو پھر اپنی نظر سے گر گیا جلوہ خیابان کا

جنون صد آفرین کیا ہی اڑا الین دھجیان تونے
رہا پرزہ نہ دامن کا نہ اک ٹکڑا گریبان کا

نہ زلف عنبرین ہو تاب اس رخ سے روشن کی
کب لیسارات کو ہوتا ہی جلوہ ماہ تابان کا

نہ آوین کیون نظر گردش مین فلک پر آفتاب و مہ
اگر چہ پھیر کر باندھے وہ اک پیچ سر ایمان کا

شب دیجور مین اک سا سا چھاتی پہ تو ہی
ہوا ہون جب سے مین آشفتہ یار زلف خوبان کا

[illegible]

دیگر

گردین اُسکے پھرا اور پھرے دن
رشک خورشید مرا جبکہ سفر سے پلٹا

تھی یہ تاثیر مرے طالع برگشتہ کی
رات وہ ماہ جو آکر مرے گھر سے پلٹا

فوج حسن نے یورش کی تھی دل زار پہ آگے
پھر گری جان پر آنکھ کے اُدھر سے پلٹا

دم گیا وہین ظفر اپنا اولٹ رات کو آہ
جو ہین وہ آکے ذرا میری نظر سے پلٹا

جس طرف آہ کا شعلہ مرا جھکتا ہوگا
ہی یقین خانۂ مردم وہان پھکتا ہوگا

قیمت دل بھری بازی محبت مین نہو جو
یہ وہ سودا ہی کہ ہرگز نہین چلتا ہوگا

خال کاجل کا جو ہی منھ پہ ترے اسکے سوا
تیرہ بختون کو پسند اور نہ نکلتا ہوگا

کیون نہ گھڑیال کے مانند ہیگا نالان
جسکا دل ضربِ غم عشق سے پھکتا ہوگا

دیا دھوکا جسے سینے سے لگا نا اُسکا
اُسکا دم کیون نہ ظفر سینے مین رکتا ہوگا

مین ہون وہ سوختہ جان اُن بت گمراہون کا
جسکا پہونچے ہی دھوان چرخ تلک آہون کا

خاک ہوکر بھی بگولے کی طرح چین نہین
حال ابتر ہی یہ کچھ تیرے ہوا خواہون کا

حج اکبر ہو جسے کعبۂ دل سے حاصل
ہو خیال اُسکو بھلا کسلیے درگاہون کا

جائیگا جبکہ تہ خاک ترا سوختہ جان
گرم ہوجائیگا پانی وہین سب چاہون کا

ای ظفر دل سے ہون مین غلام فخر الدین
معتقد مین نہ گداؤن کا ہون نہ شاہون کا

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

کیا تو ضبط فغان رات ہمنشین لیکن
عجب ہی دل پہ مرے اختیار کا ہونا

ہوا ہے ظلمت گیسو تری مرے جا ہی
یہ گل بہار سے چراغ مزار کا ہونا

ہماری مرگ تحیر کی یہ نشانی ہی
برنگ آئینہ یہ انتظار کا ہونا

کسی کو بہر عیادت بلایا چاہتے ہین
نہین ہی خالی از علت بخار کا ہونا

بغیر وصل گل اندام اے ظفر مجکو
خزان ہی آنکھون مین میری بہار کا ہونا

ہو نہ کیون نہ کھائے چراغ سے دریا
کہ خالی اب نہین الفت کے داغ سے دریا

اٹھا چمن سے نہ باد خزان جنازۂ گل
بہے گا دیدۂ فرغان باغ سے دریا

ہوا ہے شیخ جی تمکو تو بے طرح سے زکام
بہا کرے ہے تمھارے دماغ سے دریا

بہے جو شمع صفت میرے داغ دل سے سرشک
کہا کہ اندھے ہی کیون داغ سے دریا

پڑے ہے یہ جو پیٹے مین رونا ترا کہ تصور ہو
روان کیا ہی یہ گویا او جاغ سے دریا

برنگ ساقی بدمست ہی نظر مین مری
ظفر حساب کے ہر ایک داغ سے دریا

کب تک سر مرغ نازنین سے چھٹا
یہ بھنورا آکے گل یاسمین سے چھٹا

اٹھا سکے ہی مجھے کون اسکے کوچے سے
مثال نقش قدم مین زمین سے چھٹا

پڑا جو سایۂ زلف اسکے ہاتھ پر تو کہا
کہان سے سانپ مری آستین سے چھٹا

[illegible]

عرجلیئے یا کچھ ہو کسے دھیان کسی کا — دنیا مین نہین کوئی مری جان کسی کا
یہ سنگدلی اپنی بتو چھوڑ دو ورنہ — دل توڑتے ہو کسلیئے ہر آن کسی کا
ہوتی ہی بُری عشق کی آتش مجھے ڈر ہے — گھر پھونکے نہ یہ آتش سوزان کسی کا
ہے عشق کی منزل مین یہ حال پیارے — لٹ جا کہین راہ مین سامان کسی کا
سو جبھی ہے مجھے کہتے دل اک دن — گھر دینگے ڈبو دیدۂ گریان کسی کا
ہے زلف و رخ یار کا قائل کوئی ہرگز — ہندو نہ کسی کا نہ مسلمان کسی کا

اب قافیہ و بحر ظفر پھیر غزل لکھ
ہٹ جا کہ اس سمت سے پھر دھیان کسی کا

نہین دیکھو بہتر ستانا کسی کا — کڑھانا کسی کا کڑھانا کسی کا
مجھے یاد آتا ہے ہنس ہنس کے یارو — رولانا کسی کا رولانا کسی کا
کبھی تو سنا کر ذرا گوش دل سے — فسانا کسی کا فسانا کسی کا
مجھے یاد کر کرکے آنسو بہانا — بہانا کسی کا بہانا کسی کا
نہ سمجھا تو ناصح کہ نشے مین ہوں — دوانا کسی کا دوانا کسی کا
ظفر نیند مر گئے جز ذکر دلبر — نہ لانا کسیکا نہ لانا کسیکا
ہو دیگا دل تیر مژگان سے — نشانا کسی کا نشانا کسی کا
ٹھانا کر و میری جانب سے ایچھم — لگانا کسی کا لگانا کسی کا

[illegible]

ظفر وہ دشمن جان قدرداں دل نہووے گا
نہ دینا دل برب کعبہ کچھ حاصل نہووے گا

جیسے ہو درک فن عشق میں غافل ہووےگا
ایسے گرا کو قائل کیجیے قائل ہووے گا

بھر وہ مست ساقی رونق محفل ہووےگا
نشا ہوگا تجھے البتہ پر کامل ہووےگا

جھکا وے گا وہی محراب بیٹھ بہر ہو
جیسے زاہد خیال ابرو قاتل ہووےگا

گلی میں یار کی اشکوں کے دریے تو بھی چل اے دل
ابھی تو قافلہ پہونچا سر منزل ہووےگا

کبھی بوسے سو گر کیے دینے مجھے تم نے
تو کیا صاحب بیاستان دل ہووےگا

سیاہی میں خط و رخسار کے تو غور سے دیکھا
کچھ اپنا ہوگا باقی ایکا فاصل ہووےگا

ظفر تو نام لے مشکل کشا کا اور پڑھ مطلع
بدلنا قافیہ اب کچھ تجھے مشکل نہووےگا

ہی ترے ہاتھوں سے عاشق کا گلا کاٹا ہوا
اور پھر پوچھے ہی تو یہ کیسا غوغا ہوا

سہم کر اس ناتوان کا ہو گیا بس دم ہوا
صید افگن تیر ناوک کا یہ سنا ہوا

دیکھ دل اس زلف کو میں نے نہ دیکھا فائدہ
بلکہ اس سودے میں ہمکو نقصان گھاٹا ہوا

کھینچے ہی دامن مرا خار جنون جیب دمیں
پوچھے ہی اہو سے مجنون کیا یہ جھوٹا ہوا

ہونٹ چاٹے ہی ہمیشہ اس مزے سے اپنے وہ
و لب شیرین ظفر جس کا لہو پیا ہوا

چھوڑ دو لوگو نہیں گورے بازو کا پہنا
اپنا ہی گا تو دور ایکے نیلا پنا

عیان ہی تخت دل مژگان پہ تیرے کیا تماشا ہی
دیا ہو ویگا جسنے عاشقی میں جان سے شکوہ
مری آنکھون مین اُسکے سبزہ خط کی ہو گی کیفیت

کہین پیدا نیستان مین گل اور نگ ہو ویگا
نشان کو ہکن چھاتی پر اسکی سنگ ہو ویگا
تجھے ساقی نصیب پیمانہ جام بنگ ہو ویگا

کھلین حسن جا گل معنی تمھارے ای ظفر اُس جا
نہ کیونکر قافیہ غنچے کا بو لو تنگ ہو وے گا

ترلہ شبنم سے گرا دل پہ ترے گل ٹھنڈا
تپ دوری سے جو ہین ترکے ہوئے بالکل ٹھنڈا
دل سیپارہ کے شیرازے کو باندھو
ہی کہان مرغ نظر چشم مین زیر ابرو
نام پر بوسے کے وہ گرم ہوئے لیکن
اُسکے بے شربت دیدار نہو گی تسکین
ابر کیا عشق کی آتش نہ سمندر سے بجھے
بہنے دے آنکھون سے لوہو کہ کلیجے ٹھنڈا
گیا ہی گھبر لئے ہین وہ رات کو بس وقت چراغ
کھا گیا جلتا ہوا لقمہ اشعلہ گلگیر
یاد دنبالہ نے دی پھونک کر دل آتش

نالہ کھینچے ہی تا سقف سے جو بلبل ٹھنڈا
تب کلیجا ہو ترا مست تغافل ٹھنڈا
کہین قرآن نہ کرے ہندو کا کاکل ٹھنڈا
مرغ آبی نے مکان ڈھونڈھا تہ پل ٹھنڈا
کیا تدبیر سے اُنکو یہ تامل ٹھنڈا
پانی کے شور رہے ہر گز نہ ہو دل جس ٹھنڈا
کرچکا دل کو بس اشکون کا تسلسل ٹھنڈا
گرم جھلا نہو جب تک کہ سر گل ٹھنڈا
ہو گیا لگ کے مرا دامن فرغل ٹھنڈا
دل بے گرمی نکیا وقت تناول ٹھنڈا
کون کہتا ہی کہ ہی برگ قرنفل ٹھنڈا

سر اُٹھا اسکے سنئین تم آج مستی مین ظفر
بادۂ الفت کا تمکو اب نشا اچھا چڑھا

حیف جون غنچہ نہ اپنا دل پُر یاس کھلا
ہر گل زخم جگر اُسکے سدا پاس کھلا

صبح گلشن مین جو گل سونگھو ترے پاس کھلا
اُسکو شبنم نے دیا پارۂ الماس کھلا

شانہ ساں ای دل صد چاک تو وہ غنچی ہی
ہاتھ مین اپنے نہ کر رشتے کا وسواس کھلا

دل دلگیر ہی جون غنچۂ تصویر مرا
یارب اِسکے سنئین کھلنے کی مجھے آس کھلا

چمن دہر مین حیران ہون صبا دیکھکے مین
کیونکہ بن پانی رہے ہی گل قرطاس کھلا

دل ہوا افسردہ کسی کا تو برنگ غنچہ
دست ہی تاثیر دم صاحب انفاس کھلا

مار ڈالے گی تجھے زلف سے الفت مت کر
دیکھو کالے کو نہ بس ای دل بے پاس کھلا

رہبری دشت مین کر خضر سے کہدو کہ مین
غوطۂ دریائے محبت مین نہ الیاس کھلا

عشق دلدار ظفر کم نہین شہباز سے کچھ
ہمنے دن رات دیا اپنے اُسے پاس کھلا

کیا فقط گریہ سے چشم تر پہ پانی پھر گیا
ایک پل مین اک جہان کے گھر پہ پانی پھر گیا

لمعۂ خورشید عالمتاب دریا مین صبح
کیا طلائی موج کے خنجر پہ پانی پھر گیا

دیکھکر دندان کی آب و تاب تیری تابکے
دامن ساحل مین گوہر پہ پانی پھر گیا

سامنے اُسکے عرق آلودہ چہرے کے نسیم
شرم سے کیا لالۂ احمر پہ پانی پھر گیا

جو غیر کا ترے گھر میں پلنگ بچھے گا
تو اپنی چھاتی پہ یہاں فرش سنگ بچھے گا

غرق بحر خجالت نہ کیوں ہو نہ خشاک
مصلا اپنا سر آب گنگ بچھے گا

پلا مجھے مے گلگوں اس پری ساقی
چمن میں تا شیشہ عنبر رنگ بچھے گا

اگر ہے قصد ہم آغوشی اب تجھے کل سے
بچھونا تیرے لیے بند رنگ بچھے گا

ظفر کو خواب نہ آویگا فرش مخمل پر
بغیر تیرے اگر سیج و پلنگ بچھے گا

کیا وصف جبین میں کہوں اُس ماہ جبین کا
اک تختہ سراسر ہے وہ فردوس بریں کا

یا صبح ہے یا آئینہ یا ہے ید بیضا
یا صفحہ رخسار کسی شوخ حسین کا

یا مشتری و زہرہ ہے یا مہر درخشاں
یا جلوہ پر نور ہے یا ماہ مبین کا

یا تخت بلوریں ہے کہ ہے لوح یہ سیمیں
یا صفحہ سادہ کسی انمول نگین کا

کیا نادر زمین شعر کی یہ تو نے نکالی
ہے وصف ظفر اسمیں بیان اُسکی جبین کا

ہے ہماری خاک پر یہ ترا سراغ نقش پا
شمع مرقد سے یہ بہتر ہے چراغ نقش پا

گل نہیں چھاتی پہ ہیں نقش پائے عشق میں
جلوہ گر ہے لالہ رو یہ دیکھ باغ نقش پا

فندق پا سے ہوا ہے جسکے اک عالم شہید
ہر گل اور نگ سا اُس کا ہے داغ نقش پا

ٹپکتی ہے مستی تری رفتار سے وہ مست ناز
نشہ بخشش ہے وہ جہاں ہے ایاغ نقش پا

مزار کوہکن اب سوے باغ پتھر کا
رکھے ہے دیکھ کے شیرین چراغ پتھر کا

دیے جو خال صنم سے ہمارے ہم چشمی
تو بن ہی جائے مقرر وہ داغ پتھر کا

یہ دل ہی ہے کہ رکھی جسمیں عشق کی آتش
وگرنہ رکھوں تو شق ہو چراغ پتھر کا

نہ ہوتا کوہکن آخر تو گھر تراشیے میں
بناتا کوہ سے پاکر فراغ پتھر کا

بتوں کی سنگدلی نقش کالحجر ہے ہمیں
یہ سچ ہے مٹ نہیں سکتا ہے داغ پتھر کا

تو لیکے شیشۂ دل اس روش نہ پھر بلبل
کہ فرش سنگ بھی ہے صحن باغ پتھر کا

ادا و ناز اٹھانے کو تیرے سنگین دل
کہاں سے لائے کوئی اب دماغ پتھر کا

سبھوں کو جام مرصع ہیں دیکے ساقی ہم
ہمیں فقط یہ بلورین ایاغ پتھر کا

ظفر کا ریختہ گر یہ سنے تو بنجاوے
ہر ایک شاعر نازک دماغ پتھر کا

دھیان میں دندان کے تیرے آٹھ پہر ہے اپنا
بنگیا تار نگہ سلک گہر ہے اپنا

مہر رخشان نہ فقط داغ جگر ہے اپنا
سینۂ چاک بھی مانند سحر ہے اپنا

موج زن تا بگلو ہے جو وہ آب دم تیغ
چون حباب لب جو کاسۂ سر ہے اپنا

زخم سینے پر چھڑکتے ہیں سدا اشک نمک
کم نمکدان سے نہیں دیدۂ تر ہے اپنا

ہم وہ ہیں دہر میں نخل گل آتشبازی
کہ جو شعلہ ہے وہی برگ و ثمر ہے اپنا

تیغ کھینچے ہے جو تیغ نگہ یار ادھر
یہان بھی ہر داغ جگر شکل سپر ہے اپنا

جلد اول دیوان ظفر

پروری کی لاش کو کیون گیرے سے باہر پھینکا
اب سے تو خوب کیا کام سے کام پھینکا
[illegible]

دیگر

کچھ نہ تنہا پاس ہے وہ دلربا پنیت بنا
غم نہین گر پاس ہے وہ ہلقا چنیت بنا
ایک بادی جو رہی جھوکا ہوا کا نیب نہ
کھینچ کر نالے پس دیوار جو بیٹھ رہا
فرصت نظارہ ہی کسکو کہ انہ آتا
اعتبار اُسکی ذرا پہلو نشینی کا نہین

ساتھ اُسکے چند روز دل بھی مرا چنیت بنا
پر کے پہلو سے دل ہا آشنا چنیت بنا
صبح گلشن سے زر گل کو اُڑا چنیت بنا
بوسے دیکھو تو کوئی دو ہی ہوا چنیت بنا
بحر ہستی مین جہان کی چشم وا چنیت بنا
بیٹھ کر پہلو مین وہ تو بار ہا چنیت بنا

کل سمجھ لونگا ظفر اُس سے جو وہ آئیگا ہاتھ
آج وہ کو دیکھے مجھکو کیا ہوا چنیت بنا

تھا کل اب ڈھونڈھے ہی اس عاشق ہیجان مین کیا
فرق اب تجھ مین ہی اور یوسف کنعان مین کیا
خط رخسار کا تیری نہین اُٹھا اٹھ
روش پاک ہی ہر جادہ جنون نے تیرے
پھونکی جنبش سے تمہاری کہین ہو جائے
ہو گی جس سے کہ مسجود ملائک تھا
نالہ بلبل کا جو سنتا نہین گلشن مین
جو کہ آنکھین ہین ظاہر مین وہ ہین اپنا

جب گئی جان تو باقی رہا انسان مین کیا
کہیے جز صلی علی اور تیری شان مین کیا
نہین معلوم لکھا ہی خط ریحان مین کیا
ہاتھ مارے ہین کہین دشت کے دامان مین کیا
نکلو میدان مین تم بیٹھے ہو دلان مین کیا
نہین معلوم کہ وہ چیز ہی انسان مین کیا
پارہ شبنم نے ہوا گل کے کہین کان مین کیا
کوئی بتلاوے کہ ہی نکہت مرجان مین کیا

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

مطلع ثانی

مانگ کا گوہر اُسکے کب ٹوٹا	اک ستارا ہو وقت پر ٹوٹا
تیرے ہاتھ سے میرا شیشۂ دل	روشن دانہ عنب ٹوٹا
کیا کہون اپنی گردش قسمت	جام مے ہوکے لب بلب ٹوٹا
بادۂ خون دل کہان رکھیے	ساغر دل تو سبکا سب ٹوٹا
خاک مین دخت رز یہ باندھو تاک	کہ سر کو تو ال اب ٹوٹا

تیغا دیوان خانہ مین اُسکے
اے ظفر آج کیا سبب ٹوٹا

مرا کھیل سنبھلا سنبھالا بگاڑا	کسیکا تھا کیا مین نے ڈالا بگاڑا
مرے کاسۂ سر مین کیون بھر دیا خون	یہ تمنے اچھوتا پیالا بگاڑا
گئے تھے کہان دھبے کس جا لگے ہین	نیا کل کا اوڑھا دوشالا بگاڑا
مرے ساتھ کھاتے ہین کر یاد کسکو	بنالے بنالے نوالا بگاڑا
کھینچا وہ نہ بانی سے بالے کا نقشہ	بنا کر کئی بار مالا بگاڑا
فلک نے ترے سر کا عمامہ مجنون	جنون کو لگا کر اُچھالا بگاڑا

بنا کام اپنا ظفر کب کسی سے
کہا ہمنے جسکو بنا لا بگاڑا

پہلے تو ہاتھون سے وہ ڈور اچکنی کا ناپا	اور اسی ڈور سے ہی پھر قد اپنا ناپا

١٣٠

ہوا اُس پر یہ نقش کا لجراب غیر سنگین دل
ظفر پہلے ہی گرچہ وہ اُکھڑ جاتا نہ جمتا تا

انسوؤں سے سینہ یون گھاؤ پہ پانی چڑھا
جیسے ہو دریا میں ڈوبی ناؤ پر پانی چڑھا

کھینچے گا نقاش نقشہ کیسے اُس زرد کا
اسقدر رنگ دیا جو تاؤ پر پانی چڑھا

کشتگان کو کون دیوے آنکر مقتل میں غسل
دے برس کر ابر اُس ٹھہراؤ پر پانی چڑھا

کوچۂ جانان میں جس دم جوش زن ہی چشم تر
بند بند ہواؤ کہ بل ہنواؤ پر پانی چڑھا

آج گریہ سے مگر دریا چڑھا ہو زندگی
یون تو تا یو خشک تھا او پانو پر پانی چڑھا

مستقیم ہی ہنگ بہر غیر وہ گلنے سے ظفر
ہی یہ مرغ بچیا کس چاؤ پر پانی چڑھا

بوسے وہ جب ہمنے سنکو نالہ پر شور ہوا
یون عنابی لجاہ تو بھی ایک ہی فطرت ہوا

سو زبان سے غنچہ کرتا ہی پریشانی بیان
یہ خدا جانے کہ دل ہی کس کا سو سور ہوا

بھرتا تھا سنگ جراحت جس جراحت میں کے
و یان نمک کان ملاحت تو سنہی شدت ہوا

کھینچی جب تصویر زخمی کی تیرے سنہرا دینے
رنگ کی جا خون اُس نے دینے کو رنگت بھرا

دیکھنا ای حضرت عشق آنسوؤں سے گریبان
ہنسے دامن ہو تیوں سے آپکی دولت بھرا

دھجیان ہو کر اڑا دامن سے ناکا کبھی
سو زون خار مغیلان سے نہ ای وحشت بھرا

یاد چشم مست میں بیہوش ہون کسکو خبر
زہر ساقی نے بھرا ساغر میں یا شربت بھرا

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

نالہ بھی کرنے نہ ملے کہ نکلی حسرت
ہمکو اے عشق گلا تو نے دبا کے مارا

یاد مین تیری تھے ہم فخر جہان کی آپ ہی
اور فارغ نے وہ تصویر دکھا کے مارا

آنکھوں آنکھوں مین ہمین اُس بت بیدرد نے آہ
تیغ سے ناز کے خنجر سے ادا کے مارا

طرز نظارہ مرے اُسسے ہی کچھ مت پوچھو
مرغ دل پر مرے اک دام بچھا کے مارا

ناز ہو کیون نہ مری خاک سے ہو روئیدہ
مجکو اُس شوخ نے ہی ناز دکھا کے مارا

صغر سن کی ہین یہ باتین کہ جو وہ روٹھ گئے
ہمنے زانو پہ جو ہین ہاتھ اٹھا کے مارا

اے کفن چادر مہتاب سے میرا لازم
کہ مجھے جلوہ نے اُس ماہ لقا کے مارا

داد دیجے ظفر اُس غمزہ پہنہانی کی
جسکو مارا اُسے کافر نے جتا کے مارا

تو جو مہتابی پہ کل رات کھڑا گاتا تھا
دائرہ بھی لیے ساتھ کیے جاتا تھا

بند ہو گئی تھی یہ ہوا گانے کی تیرے کہ ہرا
ساتھ ہر تان کے جی تھا کہ اُڑا جاتا تھا

کیا کہون رقص کا عالم عجب انداز کے ساتھ
ساتھ ٹھوکر کے تری ٹھوکرین لگاتا تھا

ہاتھ کو ہاتھ پہ تو رکھکے لگا جب چلنے
ہاتھ ہم ملتے تھے دل تھا کہ ملا جاتا تھا

کیا کہون عالم جنبش کہ بلا آتش دل
جنبش دامن مژگان سے وہ بھڑکاتا تھا

دامن اپنا تو اُٹھا جاتا تھا اس ناز کے ساتھ
گھیر دامن کا مجھے گھیر کے لے آتا تھا

آنکھ چاہت کی ظفر کوئی بھلا چھپتی ہے
اُس سے شرماتے تھے ہم ہمسے وہ شرماتا تھا

تمام ہوا ردیف الف

تم ایک بوسہ دو اور دل کا لو سودا
[illegible]

ردیف ا

یہ آسمان غلام ہی کس مہ جمال کا | پہنے پھرے ہی کان مین بالا ہلال کا

مطلع ثانی

رکھا ذقن پہ یار نے کیون دانہ خال کا | ہی بیضۂ ہما پہ عجب ہونا دال کا

اب تو وہ خال و خط سے ترا صفحۂ عذار | گویا کہ فال نامہ ہی یہ دانیال کا

دل سیلی ہین زلف کی بیعت گزین ہوا | کوئی اسے مرید کہو کوئی بال کا

ہوتا ہی چودھوین کو ہمیشہ خسوف ماہ | جو دن کمال کا ہی وہی ہی زوال کا

غیرت کہے ہی قبر سکندر کو دیکھنا | یارو کچھ اعتبار نہین ملک و مال کا

بارش سے میری ابر ترہ کی عجب نہین | موسم رہے تمام برس برشگال کا

ہی آئینہ رخون کا تصور جو آنکھ مین | ہی آرہا نظر مجھے عالم مثال کا

منہ ہمنے پیٹ پیٹ لیا شب کو اے ظفر
یاد آیا اُنکے گال پہ رکھنا جو گال کا

نہ ہرگز درد دل سے مین کراہا | غرض پوشیدہ الفت کو نباہا
محبت کے یہ معنے ہین کہ مینے | وہی چاہا کہ جو کچھ تو نے چاہا
عیان ہی صفحۂ رخ پر ترے خط | کہ ہی تنخواہ بوسون کا سیاہا
نکر منصور تو سر نہان فاش | کہے ہی دیکھو دار انگشت اُٹھا ہا
فقیرون سے تو پوچھو لذت عشق | اہاہاہا ہاہا اہا ہا ہاہا

جلد اول دیوان ظفر

مطلع ثانی

اشک سے دیدۂ تر سیر اکہان ہی لبریز	سحر عشق سے یہ کوزہ مین جیحون ہی بھرا
غم لیلےٰ نے لٹاکر اُسے مارا شاید	خاک صحرا مین جو یکسر تن مجنون ہی بھرا
کشتۂ مژگان کا ترے دشت مین مدفون کیا	اسقدر کانٹون سے جو دامن یہ ہامون ہی بھرا
چین ملتا ہی نہین عشق کے آوارون کو	بغض کیا جی مین ترے گردش گردون ہی بھرا
خاک در در کے کرے کوئی جی اپنا خالی	لاکھ حسرت سے ہمارا دل محزون ہی بھرا
کون ہو تجھسے دو چار آج ظالم کربلا	تجھ مین زہرابہ نگہ چشم پر افسون ہی بھرا

درم داغ کی دولت سے مرے سینے مین
ای ظفر دیکھ کہ گنجینۂ قارون ہی بھرا

یہ چشم تر سے دم گریہ خون ناب بہا	کہ پانی کوچے مین نگین جو بہتا بہا

مطلع ثانی

ہمارے آگے نہ آنسو تو ای سحاب بہا	وگر بہاوے تو یون ہی نہ تو شراب بہا

مطلع ثالث

ہماری آنکھون سے جس وقت خون ناب بہا	پھر لگا گنبد افلاک جون حباب بہا
ہمارے ہاتھ سے اک جام نوش کر ظالم	لگا کے لب سے گریبان پہ مت شراب بہا
ستارے آئے نظر آفتاب پہ جلوہ	عرق جو رخ پہ ترے رشک آفتاب بہا
کھلا اگر کبھی وا غطبہ یک نکتۂ عشق	یقین ہی دے گا دریا مین ہر کتاب بہا

دیگر

دیگر

مطلع ثانی

جلد اول دیوان ظفر

[illegible]

جو نہ کہنا تھا کہا جعت منہ پہ اُس سفاک کے
سچ تو یوں ہی ہاں ظفر بھی ایک ہی بیباک تھا

ہو کے تمہارے در تک اپنا کہاں سے آنا
بیمار غم کو تیرے دیکھو آئے سب اطبا
کوے عدم کو جا کر کوئی پھرا نہ ہرگز
سدکر نہ دیکھو برباد خاک عاشق
اک آن پر ہی سودا عاشق کے نفس دل کا
کیا دخل ہی کہ آوین وہ خاکستگان پر

جب اک قدم ہو مشکل اس ناتوان سے آنا
عیسے کا ایک باقی ہی آسمان سے آنا
دشوار ہی نہایت شاید وہان سے آنا
آہستہ ای صبا تو کوے بتان سے آنا
فرماتے آپ کیون ہین ناحق زبان سے آنا
آتا کبھی جو شاید دامن کشتگان سے آنا

دم ای ظفر ہوا تھا اپنا بھی رات جو ہین
خوشبو کا اُسکو زلف عنبر فشان سے آنا

تراش کوہ سے کیا کوہکن تیشہ بنا دیتا
صفد کا سا اثر ہی صاف نقش پاے جانان مین
اگر مین جانتا بنکر زمین سے لالہ نکلے گا
اگر تصویر مانی کھینچتا اُس میرے قاتل کی
نہ پوچھو دل مین کیسی کچھ خلش اس نوک مژگان کی
تصور دیدہ تر مین مرے اُس گوشہ دامان کا

اگر ہوتا سلیقہ کا تو شیرین گھر بنا دیتا
کہ ہی شبنم چکیدہ کو مرے گو ہر بنا دیتا
تو اپنے کاسہ سر کو تر اساغر بنا دیتا
تو اس تصویر کے بھی ہاتھ مین خنجر بنا دیتا
کہ ہر مو کو بدن پر ہی مرے نشتر بنا دیتا
گہر کو اشک کے ہی دانہ اختر بنا دیتا

[illegible]

جلایا دل جو ترے شعلۂ نگاہ نے رات
فلک پہ نالہ مرا ناوک شہاب بنا

دل شکستہ کی تو میرے کچھو درستی کر
خدا کا گھر ہو بنانا بڑا ثواب بنا

ہوئی نہ پائوں تلک اسکے دسترس افسوس
ہمارا دیدہ نہ کیوں حلقۂ رکاب بنا

کیا نہ خاکستہ مجھے کسکی چشم مست نے آہ
کہ میری خاک سے ہی ساغر شراب بنا

جو میرا اختر بخت سیہ دکھاتا ہے
تو خال لوگوں کی کاجل کا اک نقاب بنا

نہ پہونچا کان ملاحت تمھارے کا نوں تک
اگرچہ اشک مرا گوہر خوش آب بنا

ظفر جو لکھتا ہے احوال دل تجھے اپنا
تو اک رقعہ سے کیا ہوویگا کتاب بنا

اک پیالہ رات میں کار ند متوالا اڑا
سہ کو کہتا ہے نشے میں روکی کا گلا اڑا

آشنا و دل مرا چاہ ذقن میں گر پڑا
ورنہ یہ تو ز و میں دریا ذاتال اڑا

سوز الفت نے خدا جانے کدی کس گھر کو آگ
آسمان پر جا ہی آتش کا پرکالا اڑا

تیری آنکھیں تیغ بلا ہیں دل کو چھوٹیں پی گئی
گر چمن قمر گان سے تو پھر کیا چھینا لالا اڑا

روبرو تیرے رخ روشن کے ای خورشید رو
شکل شبنم رشک سے رنگ گل لالا اڑا

سے دل صد چاک کو لینے ہوا خواہوں کے تو
اپنی شکل میں لگا کر اسکو پچھالا اڑا

دامن مجنوں لا غر خار نے تھا بنا تو کیا
آخرش ہو کر بگولے میں نہ وبالا اڑا

اسکے گھو جانیکا مانع وہ جو ہوتا تھا ظفر
شکر صد شکر اب وہ بار رو کنے والا اڑا

ردیف

گل سے ہی نازک بدن اُسکا ہی لیکن دیکھو
یہ غضب کیا ہی کہ دل پہلو مین پتھر سا بنا

دشت مین بھی کہیں مجنون کی اگر تدبیر ہو
خار وادیِ جنون جو تیز نشتر سا بنا

کیا گریبان ہی بنا اُس ماہ کا شکل ہلال
بلکہ تکمہ بھی گریبان کا ہی اختر سا بنا

در پر اُس پردہ نشین کے آ کر وقت انتظار
چشم کا حلقہ ہمارے حلقۂ در سا بنا

کیا عجب خال سویدا اگر ہے مثل مجمر
سوزش الفت سے دل اپنا ہی مجمر سا بنا

عشق کیا جانے کیا دل میں لگائی ہی آگ
اب تو سینے مین مجمر ہر داغ اخگر سا بنا

اے ظفر منظور تھا اس چشم کو عاشق کا قتل
اس لیے ہر موے مژگان اُسکا خنجر سا بنا

تو عیادت کو گر نہ جاوے گا
تیر ابیمار مر نہ جاوے گا

لگے رہتے ہین گریبان جاسوس
بندہ کیا دیکھ کر نہ جاوے گا

سر سے جائیگا کب ترا سودا
جب تلک میرا سر نہ جاوے گا

تو بلاتا ہی غیر کو گھر مین
ایسی باتون سے گھر نہ جلاوے گا

قاصدا اشک کے سوا میرے
کوئی وہان نامہ بر نہ جاوے گا

ساتھ اپنے کوئی بھی زیر زمین
غیر داغ جگر نہ جاوے گا

ایک کالی بلا ہی زلف تری
جو کہ دیکھے گا ڈر نہ جاوے گا

سے چکے لوگ خون بہا میرا
کیا وہ قاتل مکر نہ جاوے گا

میاں تک سہوں ناتواں میں پکڑ لوں جو دامن اسکا
جھٹ ہاتھ سے الگ ہو میرا اگر پہونچا

سیلاب اشک اپنا اس یار کی گلی تک
پہونچا تو سیکڑوں کے ہاں پانوں کیچڑ پہونچا

گر صلح اس سے ہوتی یہ رنگ تو نہ ہوتا
اس حال کو عزیزو میں اس سے لڑ کے پہونچا

رعنائی میں ہی قامت تیرا کوئی قیامت
کب سرو بانکپن کو تیری اکڑ کے پہونچا

آیا جو یاد مجھکو اسکا گلے لگانا
میں گور کے کنارے بس دم اکڑ کے پہونچا

طی راہ عشق ہووے آسان کب کسی سے
منزل پہ جو کہ پہونچا پانوں رگڑ کے پہونچا

پھاڑا صبا گلوں نے اپنا جو یوں گریبان
ہی کیا پیام ایسا گلشن میں تجھ سے پہونچا

پکڑا جو ہاتھ اسکا میں نے ظفر ہنسی سے
کس کس طرح چھڑایا اسنے بگڑ کے پہونچا

وہاں دل نہ لگاتا جو کوئی اور سا ہوتا
پہونچے نہ کٹاتا جو کوئی اور سا ہوتا

مہندی ترے پانوں میں ہوا خون بھرا دل
کیا رنگ دکھاتا جو کوئی اور سا ہوتا

زلفوں کو دیا چھوڑ مجھے منھ تھا تمہارا
میں ٹھیک بناتا جو کوئی اور سا ہوتا

میں ہی تھا جو خاموش ہا سکے تری بات
دو چار سناتا جو کوئی اور سا ہوتا

انصاف تو کر تو کہ مری طرح سے تیرے
کب ناز اٹھاتا جو کوئی اور سا ہوتا

کچھ قدر مری تو نے ستمگار نجانی
چھاتی سے لگاتا جو کوئی اور سا ہوتا

میں تھا کہ لیا بوسہ خط سبز کا تیرے
یوں زہر نہ کھاتا جو کوئی اور سا ہوتا

ہووے کس طرح سے شیرین دہان چھلے کا
یہ تمہارا اگر ای ماہ رخان چھلے کا

نیشکر کی سی ہوں پوریں جو تری انگلی کی
بالا باد نہیں کوئی مونہہ ہی میاں

ای ظفر حلقۂ گیسوے پری رخ کے سوا
کام انگشت میں شانہ کے کہاں چھلے کا

جسے سمجھا تو کوئی کا شبکو دروا یکے ٹپکا ہوا تھا
چمن میں شاخ سنبل کجھے لپٹے ہوئے گیسو
اگر ایا خاک پر ای چشم طفل اشک کو ناحق
سنبھل ای دل کج فہم جتنا تو بلا میں
نکل دریا کشون سے ساقیا اتنی ہمکو تری
مگر یہ گریہ و فریاد بلبل کا اثر تھا کچھ

خدا جانے وہ سر کو کس نے در پر ٹیکا تھا
بندھا جو دھیان انکھوں میں ترے گیسو کی لٹکا تھا
کہ کرتا تیرہ مژگان ہر ہر کام نشتر کا تھا
تری شامت تھی کیوں تو جا ان زلفوں میں اٹکا تھا
دیا اک شیشہ ہی اور مجھے درکار مٹکا تھا
لگا جس سے کہ طفل غنچہ کو گلشن میں چٹکا تھا

ظفر دل لگیا مجکو گلی میں اس پریوش کی
و گرنہ اب تلک تو وہاں فرشتہ بھی نہ پھٹکا تھا

سر بسر تیری نگاہوں نے جگر کو چھانا
دل گم گشتہ نہ ہاتھ آیا بہت سا ڈھونڈا
اس لطافت سے ہے سرخی ترے رخ پر گویا
پھولے ہیں سے لب دندان کی جلاوٹ

کثرت دہر نے آخر کو سپر کو چھانا
جون صبا خاک در رشک قمر کو چھانا
صاف نظروں میں رنگ گل تر کو چھانا
جیسے سو بار اگر شیر و شکر کو چھانا

اری تیغ زن ان کو جو دی خانہ سا
چادر نور میں خوب ابر کو چھپانا
قاتل چھپانا ابرو کی عادت وہ ترشا کو بیچ میں
ابرو چھپانا کا ترا ہے تیری ناکی بیر کو چھپانا
امتحان کی اگر ہیں سے ظفر کو چھپانا

ردیف الف

تو کیا ہوں مجھ کو یہ سمجھا کہ تم بنسی سے کیا
ار اوم کی جو رسا فتن کا سخت فتن
جو ہم پیچ تیغ کرین کچھ بھی یان نو فقہ سے تا
سر اپنے دل عاشق کو جان دیکا ایقن
قسم خدا کی مجھے قاصد کہہ گم بتلا
نکیا ہے یار نے ناحق جو ایسا سے کیا
انجا سے ہم دل لکھون تمہیں مجھے کون
نہ اور بھی کبھی تبسم ادا دی ہے سے کیا

[illegible]

[illegible]

کھلا ہے ہم پہ تو ای بحر حسن دیکھو کے زلف
کہ ماہی گیر ہی کاندھے پہ لیکے جال آیا

تمھارے خال کے کشتے کی جو ہوئی برسی
شریک فاتحہ ہونے کو خال خال آیا

دکھا نہ جذبۂ عشق اپنا دیکھو ای بلبل
یہ بیٹھے بیٹھے ترے جی مین کیا جبال آیا

روش پہ لوٹے ہی گل اس روش ہو سے آج
کہ بن سرو دیئے جیسے کسیکو حال آیا

جو کچھ نکہنا تھا وہ کہدیا ظفر اُسنے
بھڑاس دل کی وہان ساری مین نکال آیا

لاغری سے حال اپنا کیا کہون کیا ہو گیا
مین زمین پر نقش پاے مور گویا ہو گیا

جل گیا گل کا جگر اُس روے آتشناک سے
قطرۂ شبنم نہین ہے یہ پھپھولا ہو گیا

اپنے زخمی سے تڑق کر تو جو بولا خنگ جو
ٹوٹے یون زخمون کے ٹانکے اک تڑاقا ہو گیا

جبکہ دریا مین پڑا ساقی کا عکس تاب رخ
ساغر خورشید اک حلقہ بھنور کا ہو گیا

آہ تھی میری کہ افعی اُڑکے کاٹا چرخ کو
زہر اُسکا یہ چڑھا اُسکو کہ نیلا ہو گیا

حسن تیرا دو چند آیا نظر تو شرم سے
ماہ کامل جون مہ یکہفتہ آدھا ہو گیا

پشت لعل لب پہ جب نکلا زمردفام خط
ساغر یاقوت پر گویا کہ مینا ہو گیا

کھل گیا سارا جہان گردون پہ جوان رہ
چشمہ کے مانند جب پانؤنکا چھالا ہو گیا

نشتہ ترشی سے گھٹے ہی پر یہ الفت کا نشا
ترش ہونے سے ترکیہ اور دونا ہو گیا

ہی یہ وحشت بھی بلا موذی کہ مجکو ای ظفر
ہر قدم پر نقش کژدم مار صحرا ہو گیا

پھولوں کی نعمت سے ساتھ اوس کی مانند بسینہ
سبزے سے دل کو مرے باندھ جھینکا
کہ گلشن سے جلا وہ ہرے بزم جھینکا
حرف مطلب کا قریب آیا جو مین ہاتھ مین
سب کچھ دو مجھے بات بنا کے جھینکا
اپنے ہاتھ سے وہ بہت بخت یا
باغ مین اور بھی خوش رنگ ہوئی کھینچکا

دم لینے کسکو دے ہی کہ دنیال عاشقان	پھرتا ہی بہر قتل وہ شمشیر زن لگا
پھولا نہ رنگ گل نہ سمایا مین آپ مین	اگر مرے گلے جو وہ گل پیرہن لگا
کیونکر نہ اپنا روز سیہ ہو کہ اب ترا	قسمت سے ہاتھ بوسہ سیب ذقن لگا
حیران ہون خیال گوشہ ابرو کو دیکھکر	ہی نیلوفر بشاخ غزال ختن لگا

طرز سخن کا اپنی ظفر بادشاہ ہی
اُسکے سخن سے ہیان نہ کسیکا سخن لگا

نیلوفر رہتا ہی جو پانی مین سب ڈوبا ہوا	یون ہوا اس رخ کے عرق مین خال اب ڈوبا ہوا
آئینہ کیا دیکھو تجکو آب خجالت مین ہی غرق	اپنی نظرو نمین تو ہی ملک علت ڈوبا ہوا
گردش چشم بتان سے کیا ہو دل کی مخلصی	حلقہ گرداب سے نکلے ہی کب ڈوبا ہوا
دل سے کتنے ہی سیر اسکے زلف خم کی آہ	دھیان مین رہتا ہوں جسکے روز شب ڈوبا ہوا
پنجہ خورشید ہی یارہ شفق آلودہ آج	دست قاتل یہ نہین ہی خون مین اب ڈوبا ہوا
پھانس سی کھٹکے ہی جی مین اسکی مژگان کا خیال	ہر رگ جان مین یہ نشتر ہی سبب ڈوبا ہوا

دل سے جب کہتا ہی اپنے دمبدم یا بو تراب
بحر عصیان سے ظفر نکلے ہی تب ڈوبا ہوا

گل صد برگ جو گل توڑ او تکلے کر پھینکا	مین نے جانا دل صد پارہ کو دلبر پھینکا
اس ستمگر نے مجھے ٹکڑے جو کر کر پھینکا	تو کہین پاؤں کہین ہاتھ کہین سر پھینکا

ق

جلد اول دیوان ظفر

ق

اُسکی پشت لب جان بخش پہ نکلا خط سبز
خضر گویا کہ سر چشمۂ حیوان پہونچا

بخیہ گر کون تھا جو چاک جگر کو سیتا
خوب ہر وقت تو ای ناوک جانان پہونچا

چھوٹتا حشر تلک بھی نہ تجھے ای قاتل
ہاتھ بسمل کا نہ پڑتا سر داماں پہونچا

غم میں اُس پردہ نشین کے ہی ہر اک مین دم
اور صدمہ نہ تجھے ای غم جاناں پہونچا

آتش عشق سے جلتا ہی مرا خانۂ دل
جلد پانی کہین ای دیدۂ گریاں پہونچا

بھاگنا ہاتھ چھوڑا کر تمھیں ہوتا معلوم
گر کبھی ہاتھ مین آجاتا مری جان پہونچا

دیکھیے صبح تری کون سے دن ہوتی ہی
مین تو مرنے کے قریب ای شب ہجراں پہونچا

دیکھنا شوق کہ پانون تلک اُس قاتل کے
سر مرا اُڑ کے مثال ڈر غلطاں پہونچا

ای ظفر ہو سکے پہونچے مرا ہاتھ کب اُس دامن تک
ضعف سے جو نہ مرے تا بہ گریبان پہونچا

جب استخوان سے یہ سوفار تیر کا ٹھہرا
تو مرغ تیر ترا طائر ہما ٹھہرا

عجب ہی سوز محبت سے دل مرا ٹھہرا
کہین بھی آگ پہ سیماب ہی بھلا ٹھہرا

نہ ہاتھ تیغ زنی سے کبھی ذرا ٹھہرا
ہماری جان کو ہلاکو وہ دوسرا ٹھہرا

پہ کسکی چشم کی گردش نے اسکو دی گردش
کہ آسمان نہ گردش سے اک ذرا ٹھہرا

دکھاتے جنبش مژگان ہو دم بسمل ہی
گلے پہ کیا مرے خنجر ہی پھیرنا ٹھہرا

گئی نہ مرکے بھی میرے نصیب کی گردش
کہ سنگ قبر مرا سنگ آسیا ٹھہرا

اسکا پاس ملاے رہا نہ رہا
ظفر اسکی تو زلف مین دل ہے پھنسا
وہ رقیب کا رونق خانہ رہا

ہے خاک راہ یار کی جنکی بھی کیمیا
یہ عشق نے بنا ہمیں اک چٹکلا دیا

ایسا نہو کہ غیر پہ کھلجاے مدعا
قاصد نے میرا خط اُسے جاکر کھلا دیا

سب یار کوچ کر گئے میری کھلی نہ آنکھ
غفلت نے کیا کہوں مجھے کیسا سلا دیا

تمنے کیا نہ یاد کبھی بھول کر ہمیں
ہمنے تمھاری یاد میں سب کچھ بھلا دیا

کھینچا جو نقشہ کاکل تصویر سے یار کا
نقاش چین کو ہمنے ظفر چین بھلا دیا

جگر سے یون دھوان ہر بار اُٹھا ہوا آتا
کہ ہو جس طرح سے ابر بہار اُٹھا ہوا آتا

سر سلطنت پر بیٹھے اتا ہے ننگ اُسکو
ترے کوچہ سے ہے جو خاکسار اُٹھا ہوا آتا

پڑا ہے خاک پر طالع تو کیا جب سر اُٹھاتا ہے
زمین سے ہے وہ موذی کی شکل مار اُٹھا ہوا آتا

جلا کر شمعسان جسکو اُٹھایا تونے محفل سے
وہی جان سوختہ دل داغدار اُٹھا ہوا آتا

خرام ناز سے تیرے سر رہ تیر عاشق پر
نظر ہے ایک فتنہ ای نگار اُٹھا ہوا آتا

اُڑاتا خاک آتا ہے ترا دیوانہ صحرا میں
بگولا سا جو ہے یہ اک غبار اُٹھا ہوا آتا

خدا جانے بھڑک کیسی ہے ظفر کیا آگ سینہ مین
کہ دم کے ساتھ ہے شعلہ سا یار اُٹھا ہوا آتا

مرا دشمن اگرچہ زمانہ رہا
ترا تو بھی دوست یگانہ رہا

نہ تو اپنا رہا نہ بیگانہ رہا
جو رہا سو کسی کا فسانہ رہا

جلد اول دیوان ظفر

میرے گریے نے نہ دھویا دل سے میرے اک داغ
اور اُسکے دل سے اب تو محبت نے دھو دیا

دیکھنا رنگ محبت کیا دکھاتا ہی بہار
تختۂ دامن پہ اشکون نے لالہ بو دیا

اب دل آزاری کرے وہ خواہ دلداری کرے
ای ظفر اُس دلربا کو ہمنے دل اب تو دیا

ہاتھ قاتل تری تلوار کا ایسا چھوٹا
سارے جھگڑون سے جہان کے ترا شیدا چھوٹا

چھٹ گیا ہاتھ سے دامن دم بسمل تیرا
پر دو انگشت ترے دامن سے نہ میرا چھوٹا

عکس چشم اُسکا نظر آنے ہی بیتاب آئینہ مین
جیسے تالاب مین ہو کوئی فوارا چھوٹا

نوک مژگان نے تری ایسا ڈبویا نشتر
رگ جان سے مرے فوارہ لہو کا چھوٹا

سوزش غم ہی تماشا کوئی آتشبازی
نالہ کیا سینہ سے نکلا مرا جیسے کا چھوٹا

نہین تلوون سے ملے دیدۂ تر تو نے کیون
رنگ مہندی کا کف پاے نگارا چھوٹا

کوبکو چھپ گئے مرے واسطے لاکھون جاسوس
مجھسے پر کوچۂ جانان کا نہ جانا چھوٹا

اوڑ کے جا سکتا نہین تا بسر دیوار چمن
دام صیاد سے چھوٹا بھی تو مین کیا چھوٹا

آخر ش لے ہی لیا تیغ نے لب کا بوسہ
ای ظفر یہ نہ لب زخم سے لیکا چھوٹا

جب کہ شبدیز قلم قرطاس پہ جولان کیا
تب قلمرو مین سخن کا اک قلم میدان کیا

چشم بینا ہی تو دیکھو ہی تجلی طور کی
دل مین اپنے جو شرر ہر سنگ نے پنہان کیا

اگر کھینچے سینہ سے ناوک دم تو غالب سے کھینچ
ای اجل جب کھینچ گیا وہ تیر پھر کھینچی تو کیا

کھینچنا تھا پانوں میرا پہلے ہی زنجیر سے
ای جنون تو نے مری زنجیر پھر کھینچی تو کیا

دار ہی پر اُسنے کھینچا جب سر بازار عشق
لاش بھی میری اپی تشہیر پھر کھینچی تو کیا

کھینچ اب نالہ کوئی ایسا کہ ہو اُسکو اثر
تو نے ای دل آہ پر تاثیر پھر کھینچی تو کیا

چاہیے اُسکا تصور ہی سے نقشہ کھینچنا
دیکھکر تصویر کو تصویر پھر کھینچی تو کیا

کھینچ لی ازل ہی سے دل کی عنان اختیار
تو نے گر ای عاشق دلگیر پھر کھینچی تو کیا

کیا ہوا آگے اُٹھائے گر ظفر احسان عقل
اور اگر اب منت تدبیر پھر کھینچی تو کیا

مر جایے یا کچھ ہو کسے دھیان کسی کا
دنیا مین نہین کوئی مری جان کسی کا

ملنے کا تجھے رہتا ہی ارمان کسی کا
لیتا جو نہین نام کسی آن کسی کا

لگتا نہیں ای دست جنوں یک بھی چھوڑا
دامان سے لے تا بگریبان کسی کا

یہ سنگدلی اپنی تم اب چھوڑ دو اتنی
دل چھوڑتے کیون ہو بتو ہر آن کسی کا

ہی لالہ رخان تن مرا الخوردہ ہی جیسے
ایسا نہیں یکدست گلستان کسی کا

ہوتی ہی بُری عشق کی آتش ہی
گھر پھونک ندے آتش سوزان کسی کا

طی منزل عشق اُس سے کب ہو سکے یارو
لٹ جای سر راہ جو سامان کسی کا

الطاف و کرم غیر و نیہ رہتا ہی تمھارا
تم جانتے ذرہ بھی نہین پان کسی کا

بھلا ہووے کیونکر وے اب غنچہ رو کش — کہان منہ ہی اُسکے برابر کسی کا

دل اُسکا ملاؤن مین سن دل سے کیونکر — کہ بس کب چلے ہی کسی پر کسی کا

کمر کا جواب اُسکی عالم ہی ہمدم — نہ دیکھا کوئی ایسا خنجر کسی کا

یہ جی چاہتا ہی کہ سر ہی سے مارین — اُٹھا کر ہم اب در سے پتھر کسی کا

بدل بحر اور قافیہ کو ظفر اب
کہ خوش ہووے دل تا سراسر کسی کا

الفت کا ملا ہمکو مزا یار کسی کا — بیجا کبھی ہوتا نہین اقرار کسی کا

گر ہم ہین گنہگار تو کر خاک کا پیوند — پردہ نہ اٹھا چرخ ستمگار کسی کا

جون آئینہ اب حیرت دیدار سے میرے — رہتا ہی کھلا دیدۂ بیدار کسی کا

رونے کا رہیگا یہی عالم تو پھر اکدن — گھر دیگا ڈوبا دیدۂ خونبار کسی کا

شانہ سے نہ بل کیونکہ کرے ابرہ سراسر — دل زلف بتان مین ہی گرفتار کسی کا

تک یون ہی خبر برق صفت اسکے لینا — پہلو مین تڑپتا ہی دل آزار کسی کا

مستغنی کونین سے رکھو اپنے ظفر کو
محتاج نکر حیدر کرار کسی کا

عشق نے جسدم دیا دل مین آہ کو کا دیا — نالۂ سوزان نے سینہ مین بھڑکا دیا

دم نہین جلاد کچھ تیغ ستم کا اب تری — خم دکھا ہی اُسنے ہمکو اپنی ابرو کا دیا

نہ بانکا اگ سکا زرگر سے بھی صبا انھین
جو تیرے ہاتھ سے غنچہ کا عطردان ٹوٹا

جہاز چشم تباہی مین آگیا جو ہین
مژہ کا باد مخالف سے بادبان ٹوٹا

ہمارا شیشۂ دل گر کے تیرے ہاتھون سے
ہزار حیف ہی محفل کے درمیان ٹوٹا

تمام بادہ کشی خاک مین ملی ساقی
بس اپنے حق مین یہ اک کوہ ہی گران ٹوٹا

خیال خال رخ اُسکے کا دل کو کیا ہی ظفر
یہ ہو کا دانہ پہ ہی مرغ بوستان ٹوٹا

بعد خط لکھنے کا قاصد نے جو پیغام دیا
سر قلم اُسکا کیا اُسنے یہ انعام دیا

دل دکھائی جو تہ زلف سیہ فام دیا
غم دیا درد دیا تحفۂ دشنام دیا

خاک آرام مرے دل کو دل آرام دیا
دل لیا ایک تو اور دوسرا الزام دیا

طپش دل کو لگی آگ کہ یارب کیا ہی
بعد مردن بھی تہ خاک نہ آرام دیا

رشک سے کی کہون کیا اپنے شرارۂ آہ سحر
چرخ خورشید فلک کو لب بام دیا

یاد بھولے ہی کب اُس چشم کی گویا رکو
کبھی نرگس کو دکھایا کبھی بادام دیا

خم کے خم پی گئے یاران سبو کش لیکن
ہمکو اس دور مین ساقی نے اک جام دیا

قطرۂ اشک نہین پر نہین مژگان سے گرے
نخل الفت نے ہمین یہ ثمر خام دیا

جون جرس کی دل مجنون نے جو فریاد سدا
جلنے ناقے کو جو لیلی نے نہ یک گام دیا

جیب و دامن مین جو باقی نہ رہیگا کچھ بھی
نظر آنے یہ اُس آغاز کا انجام دیا

رہ گئے ٹوٹ کے جو پاؤن مین خار سر دشت
چشم پر آبلہ پر ہو گئین مژگان پیدا

خاک پر کشتۂ مژگان کے اگر ہو گلبن
جاے غنچہ سر ہر شاخ ہو پیکان پیدا

حلقۂ زلف مین بل کے کہان ہین موتی
دہن مار سیہ مین ہوے دندان پیدا

اُسکے رخسار مخطط کی کہون کیا تعریف
کہین اس خط کا جہان مین نہین قرآن پیدا

اشک مژگان پہ ہی سوزن سے پھرا پانی
چشم تر کو ہی یہ لڑکا ہوا طوفان پیدا

نہ گئی سوزش خار الم خاک مین ہی
میری تربت پہ ہوے نخل مغیلان پیدا

کون تھا بار امانت کا اُٹھانے والا
گرچہ دنیا مین نہوتا ظفر انسان پیدا

دابو سر کس کا تم اور ہاتھ دباؤ کسکا
سب ذلیل آپکے ہین تمکو دباؤ کسکا

لپنے کوٹھے پہ جو کی آپنے دیوار بلند
دیکھا ای پردہ نشین تمنے دکھاؤ کسکا

ہوے ہم چشم مرے اشک روان دریا سے
دیکھے دو مین زیادہ ہو بہاؤ کسکا

رکھتے ہین سیکڑون وہ سوزن مژگان لیکن
کوئی پوچھے کہ سیا آپنے گھاؤ کسکا

رات دن رہتے ہو تم خانۂ دل مین میرے
گھر تمھارا نہین تو ہی یہ بتاؤ کسکا

اسقدر آج جو بگڑا ہی مرا دل سب مجھسے
نہین معلوم کہ دیکھا ہی بناؤ کسکا

ای ظفر کرتے ہین سب اُن سے لگاوٹ لیکن
کسکا لگا ہو وہان اور لگاؤ کسکا

جبتلک نہ قلم شہر عشق سے بنا لین [illegible]
محرز را وصف دہان ہو نہین سکتا
تا نام تو عشاق مین بس عشق مین ہی [illegible]
مجھسا کوئی رسوا سا جہان ہو نہین سکتا
سودا سا محبت مین ظفر سود نہین سکتا
جبتلک کوئی سودا کا جہان ہو نہین سکتا

دیگر

بن بون وہ لقمہ جان جسے گوشت کو ہوا
لگی سے ادل بن آتش زر دشت کو ہوا
بنلین کرو امید سے ای اونگلیان
بنلا و رنگ فندق انگشت کو ہوا
غنچے ہین بن گانٹھ کا پورا [illegible]
[illegible]

ای ظفر افسوس وہان ہرگز نگاہ اپنی نہ ڈال
گوشت سب شوراب حسرت سے مرا بہان گل گیا

ہمنے سبھی کو عشق مین بدظن بنالیا
تھا دل جو دوست اُسکو بھی دشمن بنالیا

مشق ستم رہی وہی اُسکی کہ جب تلک
ہر استخوان کو تیر نے قطزن بنالیا

دعوی تھا ایک عمر سے اسلام کا ہمین
اُس بت نے ایک دم مین برہمن بنالیا

آنکھون نے تیری سحر کیا اک نگاہ مین
دیوانہ مجھکو ای بت پر فن بنالیا

قصر بہشت تجھکو مبارک ہو زاہدا
ہمنے تو کوے یار مین مسکن بنالیا

اللہ رے تیری سنگدلی تونے اپنا دل
پتھر بنالیا ہی کہ آہن بنالیا

بگڑا مزاج دیکھیے کیسی سے نے ظفر
منہ اُسنے یون جو پھیر کے چتون بنالیا

بے ضبط فغان راز نہان ہو نہین سکتا
اور تجھسے دلا ضبط فغان ہو نہین سکتا

بیتاقتی دل سے یہ عالم ہی کہ اب تو
اشک آنکھ سے بھی میری رواں ہو نہین سکتا

سر تا بقدم شمع صفت گو کہ زبان ہون
پر سوز غم عشق بیان ہو نہین سکتا

جب تک وہ خفا مجھسے ہین بس لو طبیبو
کچھ میرا علاج خفقان ہو نہین سکتا

ہمچشم مری چشم سے ہو ابر تو کیونکر
اسطرح وہ خوننابہ فشان ہو نہین سکتا

کیا جانے بلا کیا ہی ترا غمزہ کہ جسسے
جانبر کوئی ای آفت جان ہو نہین سکتا

دیوان ظفر

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

[illegible]

دیگر

[illegible]

جب کھلکھلا کے ساقیِ گلفام ہنس پڑا
شیشے نے قہقہے کیے اور جام ہنس پڑا

غنچہ کا منھ ہی کیا کہ تبسم کرے گا پھر
گلشن میں گر وہ شوخ گل اندام ہنس پڑا

دندان کی تاب دیکھ کے انجم ہوئے خجل
وہ مہ جبین جو شب کو لب بام ہنس پڑا

کچھ تو خوش آئیں مجھکو تری بدزبانیاں
میں سن کے تیرے منھ سے جو دشنام ہنس پڑا

تھا غنچہ دل گرفتہ نہایت ہی باغ میں
پر کچھ دیا صبا نے جو پیغام ہنس پڑا

سیراب آب تیغ سے ہو کر برنگ گل
ہر ایک زخم عاشق ناکام ہنس پڑا

جس رات ٹھہری آنے کی اُس برق وش کی یاں
گھر کا میرے چراغ سر شام ہنس پڑا

بارش کے وقت چمکے ہی بجلی بھی کیا ہوا
رونے پہ میرے گر وہ دلارام ہنس پڑا

کیا بات یاد آ گئی اُسکو کہ اے ظفر
وہ بے سبب جو سنکے میرا نام ہنس پڑا

وہ نہ آیا یار لائے یوں نہ تھا تو یوں ہوا
اُسکا آنا بن بلائے یوں نہ تھا تو یوں ہوا

ضبط میں کرتا تھا نالہ تا نہو افشاے راز
چشم نے آنسو بہائے یوں نہ تھا تو یوں ہوا

تو نہ تھا دلدار اس سے ہو گیا بیزار دل
کون تجھکو یہ جتائے یوں نہ تھا تو یوں ہوا

وصل ظاہر تو نہوتا تھا ہمیں اُسکا نصیب
خواب میں وہ چھپ کے آئے یوں نہ تھا تو یوں ہوا

عشق کا حاصل نہ تھا ہمکو مگر لینے زخم دل
زخم بھی تو ہمنے کھائے یوں نہ تھا تو یوں ہوا

صبر گر ہوتا مجھے ہوتا نہ میں رسواے خلق
کہتے ہیں اپنے پرائے یوں نہ تھا تو یوں ہوا

قطعہ

[illegible]

مخمس

اے حضرت دل جاؤ ... [illegible]

[illegible]

دیگر

[illegible]

ہر ایک کرتا ہی احوال پر مرے افسوس	غم فراق سے مین ایسے حال کو پہونچا
کیا تصور بوسہ اگر کبھی مین نے	تو صدمہ اُس گل خوبی کے گال کو پہونچا
پہونچ چکا ہی مرا وقت آج ای قاصد	جو تو نہ لیکے نوید وصال کو پہونچا

کیا ہی تو نے ظفر گرچہ دل کو یار کی ملک
تو اپنے پاس نہ رکھ اُسکے مال کو پہونچا

پوچھیے یاروں سے کہتا یار کیا تھا کیا ہوا	آج تک کھلتا نہین اقرار کیا تھا کیا ہوا
نالے کرتے کرتے گر مر جائین اُسکو چہ مین ہم	وہ نہ پوچھے غل پس دیوار کیا تھا کیا ہوا
دیکھ تو آئینہ مین اپنے خط عارض کو تو	تیرا عالم ای پری رخسار کیا تھا کیا ہوا
پھر تا جس تار نفس سے یہ ہی تیلا خاک کا	پوچھنا بعد از فنا وہ تار کیا تھا کیا ہوا
کرتے تھے اخلاق دل لینے کو سو دل لیچکے	کیا بتاؤ نہین کہ اُنکا پیار کیا تھا کیا ہوا
ہو گیا جو کچھ کہ ہونا تھا مری تقدیر مین	کیا کہون مین تجھسے ای غمخوار کیا تھا کیا ہوا
حال دل سنکر وہ بگڑے تھے مجھے امید لطف	ہاے مین سوچا دم اظہار کیا تھا کیا ہوا
چھپتی ہی شیرین کوئی تا تیر خون کوہکن	دیکھ رنگ لالۂ کہسار کیا تھا کیا ہوا
کیا برا ہی درد فرقت دو ہی دن مین کھو ہو	حال تیرا ای دل بیمار کیا تھا کیا ہوا
سرکشی کرتا ہی کیا اپنی ہستی پہ حباب	دیکھنا یکدم مین یہ پندار کیا تھا کیا ہوا
لے گیا وہ نیم غمزہ مین جو دل کو ای ظفر	ہو گیا حیران مین یکبار کیا تھا کیا ہوا

دکھا اگر غیر کو صورت مجھے کیون رشک سے مارا
کہ مین تو مر رہا دیدار کی حسرت مین یون ہی تھا
ظفر تم دیکھتے ہو جس طرح آئینہ کو حیران
کل انکو دیکھکر مین بھی رہا حیرت مین یون ہی تھا

کیا کہون دل مائل زلف دوتا کیونکر ہوا | یہ بھلا چنگا گرفتار بلا کیونکر ہوا
جنکو محراب عبادت ہو خم ابروے یار | انکا کعبہ مین کہو سجدہ ادا کیونکر ہوا
دیدۂ حیران ہمارا تھا تمھارے زیر پا | ہمکو حیرت ہے کہ پیدا نقش پا کیونکر ہوا
نامہ بر خط دیکے اُس نو خط کو تو نے کیا کہا | کیا خطا تجھسے ہوئی اور وہ خفا کیونکر ہوا
خاکساری کیا عجب کھوئے اگر دل کا غبار | خاک سے دیکھو کہ آئینہ صفا کیونکر ہوا
جنکو یکتائی کا دعوی تھا وہ مثل آئینہ | انکو حیرت ہے کہ پیدا دوسرا کیونکر ہوا
تیرے دانتون کے تصور سے نہ تھا گر آبدار | جو بہا آنسو وہ دُر بے بہا کیونکر ہوا
جو ہونا تھا ہوا ہمپر تمھارے عشق مین | تمنے اتنا بھی نہ پوچھا کیا ہوا کیونکر ہوا

وہ تو ہے نا آشنا مشہور عالم مین ظفر
پر خدا جانے وہ تجھسے آشنا کیونکر ہوا

عشق کے میدان مین رستم کا منھ پھر جائیگا | تیغ غم کے سامنے ضیغم کا منھ پھر جائیگا
منھ لگے گا جان کے اور جو لگے گا تیرے منھ | تو اگر پھیریگا منھ عالم کا منھ پھر جائیگا

[illegible]

دیگر

[illegible]

کچھ خبر قاصد نے دی ایسی کہ سنتے ہی چھپا
زلف کو چھیڑا صبا نے اسمین کیا میری خطا
جسنے کہکر اپنا حال دل دیا سبکو رولا
مجھسے عالم اپنے حسن پر شاہ زمانہ کا جھپا
کوچۂ جانان مین جاناہی پڑیگا ہو ہو

دل سے مین مجھسے مرا دل بیخبر ہونے لگا
مجھسے برہم کس لیے تو اسقدر ہونے لگا
ہر طرف رو دال پر رو دال تر ہونے لگا
آپ حیران آئینہ تو دیکھکر ہونے لگا
کیا کرون بیتاب دل پھر اے ظفر ہونے لگا

دیگر

جام و سبو خم سے نہ بھر اک اسمین کا اک اسمین کا
قطرہ چکھا رہے ساقی پر اک اسمین کا اک اسمین کا
جیسے چشم مین آنسو ہین کب ہوتے صدف مین ایسے ہین
دیکھو چشم غور کر اک اسمین کا اک اسمین کا
باغ جہان مین جو ہین دو نون نخل جفا و نخل کرم
نام نیک و بد ہو ثمر اک اسمین کا اک اسمین کا
پایا جو سیپارۂ قرآن ہمنے دل سی پارہ کو
آیا ورق جب پیش نظر اک اسمین کا اک اسمین کا
حال دل و احوال جگر کیا آہ بتا دین اپنا ہم
بیچ مین ٹکڑا اسکو مگر اک اسمین کا اک اسمین کا

[illegible]

خال پیشانی پسینے مین جو وہ آیا نظر | سقف گردون کی ہر اک اختر پہ پانی پھر گیا

چشمۂ حیوان خجل ہی لب سے اسکے کیا ظفر
بلکہ دیکھا تو لب کوثر پہ پانی پھر گیا

رشتۂ آہ سے ہمنے بھی دل و جان ٹانکا
دیکھکر تار نظر سے ہی سراسر جراح
لخت دل یون ہی گلوگیر مرے ای ہمدم
ٹکڑے دامن کے کیے ایسے جنون نے یکدست
دے گیا ہاتھ سے کیا داغ جدائی دلبر
دل جگر چاک مین سینے سے بھلا کیا چل
دھجیان ہوگئین دامن کی و لے وحشت آہ
روبرو تیرے نہین تاب جو ہوسکے کوئی

لگ سکا تجھسے نہ اے سوزن مژگان ٹانکا
زخم دل پر تو لگا آپ رفوگر یکسان ٹانکا
جیسے یاقوت کا تکمہ بگریبان ٹانکا
جہان پیوند لگے اور نہ مری جان ٹانکا
روز گل نے تو یہ اے رشک گلستان ٹانکا
کہ دہن وہ ہو از ان تو نے گریبان ٹانکا
تو نے کب سوزن ہر خار مغیلان ٹانکا
اے ظفر تو نے عجب رتبۂ سخندان ٹانکا

ردیف باے موحدہ

غزل فارسی

نیست از انجم شب تاب چراغان شب
شب ہم از کاکل مشکین تو سودا دارد

گر از خندہ نمایان شدہ دندان شب
کہ شدہ از کاکشان چاک گریبان شب

اوروں سے اشارے کیوں جی کرتے | ہم پر بھی ہین اک نگاہ کیا خوب
مژگاں سے رکھی ہی چشم بد دور | وہ تیری سیہ نگاہ کیا خوب
ہر صبح ہی یہ جو مہر خورشید | پر زر ہی تری کلاہ کیا خوب
ظلمات کہوں میں یا شب تار | ہی زلف تری سیاہ کیا خوب
کیا کیا نہ ستم دکھائے تو نے | ای عشق ستم نباہ کیا خوب
بوسہ جو طلب کیا شب اُس سے | بولا نہ وہ رشک ماہ کیا خوب

ق

دولا یہ خط بھرا وہ ہر روز | کھینچ گیا دل سے آہ کیا خوب

کاہے نہ کہا ظفر کو لاؤ
بس دیکھی تمھاری چاہ کیا خوب

صبر جاوے تو نکر اُسکا دل آزار عقب | فوج بگریختہ کا کیجے نہ زنہار عقب
ابھی ہجا جائیگی آنکھوں مین مژہ تارکی | چھپنا شلنے سے نہ تو موسٰی ای یار عقب
کان تک اُسکے پہونچ کر میں کروں کیونکر بات | آگے دس پانچ ہین اُس شوخ کے دو چار عقب
نعش پر دار وں کا کیوں پانوں نہیں اُٹھتا ہے | کیا جنازے کے مرے ہی وہ ستمگار عقب
جب اکیلا کبھی اس کوچے میں جاتا ہوں | چپکے چپکے چلے آتے ہیں تب اغیار عقب
تو جدھر جائیگا اُٹھکر تو یقیں ہم بھی | مثل سایہ کے رہیں گے ترے دلدار عقب

گل ہرے ہاتھ کے ہرگز نہ خزان سے ٹوٹے | کرسکے کون بھلا اسکے اقبال پہ ضرب
یون فغان کرتا ہی دل چوٹ سے الفت کی مرد | اٹھتی ہی جیسے صدا لگتی ہی گھڑیال پہ ضرب
ہجر مین ہم کف افسوس یہان ملتے ہین | بزم عشرت مین وہان تال کی ہی تال پہ ضرب
تیغ سے ہیکے نکلتی ہی جو ہر موج سرشک | خوب بر رو کتے ہین ہم ہجر دمال پہ ضرب

ہوش اُڑ جائین ظفر رستم دستان کے وہین
گر ترے ہاتھ سے میدان مین پڑے ڈھال پہ ضرب

چشم پر نم کیا اٹھاوے خاک اے ستم کار عجب | جبکہ نیسان پر پڑا ہو دیدۂ پرنم کا ر عجب
سانپ رسی کو سمجھکر ہم دل جاتے ہین آب | پڑ گیا ہی جیسے دل مین کاکل پرخم کا ر عجب
کاسۂ سر مین بھی پندار ہو تو کیونکہ ہو | خوف کچھ فغفور چین کا اور کچھ وہ جم کا ر عجب
کیون نہو آئینہ ابرو دیکھکر وہ آب آب | ہی حلب مین بھی تری اس تیغ آتش دم کا ر عجب

خاک پائے حیدر کرار ہی تو اے ظفر
بند ہو سکیگا ترے آگے خاک اے رستم کا ر عجب

نہ کہو یہ کہ مین یہ دیدۂ پرآب حباب | ہو سکے کیونکہ بھلا ساغر خوش آب حباب
میکشی کے لیے کیونکر نہ ترے رشک چمن | صورت جام بلورین ہو سر آب حباب
تیغ ابرو سے تری موج ہی کیا کانپے ہی | سر پہ رکھو خود بھی پھرتا ہی بگرداب حباب
لمحہ بھر سے کیا بات پہ دریا کے نسیم | صبحدم چلنے ہی شکل گل کمخواب حباب

دل تیرا کس لیے ہوا شوخ و تسنگ آب
ورنہ پیارے ہوتے ہین گریہ سے سنگ آب

روتی نہین ہی شمع پڑی حال دیکھ کر
آتش کا ہو گیا یہ نہ زہرہ پتنگ آب

خط سے نہ کم ہو کیونکہ رخ یار کی چمک
جاتی رہے ہی آئینہ کی زیر زنگ آب

یون خط سبز سے کہ ہین تصویر اسکی سبز
کائی سے جس طرح کہ بدل جائے رنگ آب

عارض پہ تیرے ہو عرق افشان کبھی جو زلف
پھر جائے ایک سر ملک فرنگ آب

مین تشنہ لب ہون جام شہادت کا ہمدمو
آتی ہی مجھکو پیتے ہوئے عار و ننگ آب

مژگان مین لخت دل ہی کہان تیر مین نشان
آتا ہی دیکھ پینے کو بالاے کلنگ آب

تو جلد جام حلقہ جوہر سے دے مجھے
اس اپنی آب تیغ سے ای خانہ جنگ آب

دل کی ظفر ہی بحر محبت مین زندگی
ہان یعنے سچ ہی یہ کہ ہی جان نہنگ آب

چشم کا ہی عشق کی آتش کے چمکانے کو آب
جائے روغن یہ ہی اس شعلہ کے بھڑکانے کو آب

چشم تر کیونکر نہ اپنی اشک افشانی کرے
چاہیے ای مردمان مژگان کے سینچانے کو آب

خال رخ تیرا عرق سے سبز ہوتا ہی نہین
سبز کرتا ہی زمین مین ورنہ ہر دانے کو آب

دل کی گرمی کو نہ کھویا آنسوؤن نے چشم کے
سرد کر دیتا ہی ساقی گرم پیمانے کو آب

کام بھی آئیگی قاتل تشنہ کامون کے کبھی
یا یونہین ہی تیغ بران تیری کھلانے کو آب

دل ہوا پژمردہ میرا اشک افشانی سے آہ
ورنہ ہو جاتا ہی مانع گل کے کملانے کو آب

عرق سے حسن ہی اور اس رخ کتابی پر
وگرنہ چھینکنا پانی مین ہی کباب کو عیب

دل برشتہ کو میرے نہ تو جلا اتنا
لگے گا سوختگی سے کہین کباب کو عیب

جہان مین دل عاشق کو ہو کہان آرام
سمجھتا عشق مین ہی کون اضطراب کو عیب

شراب خود نہین معیوب ساقیا لیکن
بروں کے پینے سے ہی لگ گیا شراب کو عیب

ظفر ہی عشق بتان کا ہنر مرے نزدیک
ہر ایک جانے ہی اس فعل ناصواب کو عیب

خیال رخ سے ترے قطرے ہین پسینے کے
یاد عارض مین ترے نیلم کے نگینے کے قریب

ناوک انگن تری الفت نے دکھائین آنکھین
روزن اک الفت ہوا روزن سینے کے قریب

ساز عشق کو سلتے ازل نے جو ہوا
پہلے جا بیٹھے ہین ناصح اسلیے پینے کے قریب

زخم سینے سے نکلتے ہین ہزارون شعلے
چارہ گر آئے کہان واسطے سینے کے قریب

ابتلک شہر بدر ہی ہین سب سمجھے وہ ماہ
ہمکو یہان آئے ہوا ایک مہینے کے قریب

سینہ صافون سے بھی تم دو بدو ہو گو افسوس
کہ نہ وہ نبض کبھی ہین پاس نگینے کے قریب

کوئی لگجاے اترتے ہوے شاید ٹھوکر
اس تمنا مین پڑا ہون ترے زینے کے قریب

ہی نگہبان دل پر داغ کی آہ پر درد
ہے یہ سانپ بیٹھا ہی خزینے کے قریب

خال یہ متصل ناف نہین تیرے کہ ہی
لجۂ حسن مین ملاح سفینے کے قریب

دیکھو تم غیر سے صحبت نہ رکھو جانکو و
بیٹھے کسو اسطے اشراف کمینے کے قریب

اُس موزون کو کوئی اگر دیو ہوا انشا در
ظاہر ہو گیا اور حق مین بھی آفتاب
صبح ہو سکی سر ساحل ہو وہ ہم ساغر ماہ
اب ساقی فانہ خرابی آفتاب
تب ہی تو شبنم بہ رخ گل ہی آنکھ
دیکھا ہی تو شاید اس کی گلاہی آفتاب

دیگر

خواب مین بھی ہم تماشا صبح دکھلاتے ہین خواب
رات کو اکثر رسا تصور مین ہوا ہم کو ہوا خواب
وہ دلارام نظر نہین ہوا ہی رات
آنکہ جو شکستہ ہوئی گلستان کو بھی جو خواب
بند ہو جاتی ہی بس آنکہ سے ہو جاتا ہی خواب
یاد قامت مین ہو سب ہم بین چہاں مین غافل
صبح تو یہ بات کہہ سکتی ہی اجل آئی خواب
مرے محبوب ہی ہوئی اور نہ کبھی آنکھ ور ہی
دیکھیے یا نون کہان تک ابھی پھیلاؤ خواب

ردیف الباء

اس طرح سے وہ ہوا تیری نظر سے غائب
ہن بے ظالم ترے مضمون کمر کی تاثیر
اڑ گئی دل کی سیاہی انہیں دیکھتے ہی
ہنستے کیا گرم رہ راہ فنا ہستی مین
کیونکہ دل موم کرون اُس بت سنگین دل کا
صبر و طاقت ہوئی یون دل سے کہ گم جیسے
نظر عام سے پنہان ہو نہ کیون بندۂ خاص
پردہ غفلت کا پڑا دل پہ ہے ایسے ورنہ

نور جو دیدہ کا معدوم بصر سے غائب
ہوگیا خط مرا قاصد کی کمر سے غائب
ہوگئی ظلمت شب نور سحر سے غائب
ہوگئے ایک تبسم مین شرر سے غائب
کر اثر ہی مری فریاد جگر سے غائب
گھر کے آرام کا اسباب ہو گھر سے غائب
جو کہ حاضر ہین ادھر ہین وہ ادھر سے غائب
وہ تو اک لحظہ نہین چشم بشر سے غائب

کر گئی دل کو تری چشم پر افسون کا فسر
طرفۃ العین مین پہلو ہی نظر سے غائب

دیکھکر اس مہ کو وقت صبح آئی آفتاب
تیری ہی نوشی کے خاطر ساغر سیمین ہوا ماہ
خانۂ آئینہ مین ہی اس رخ روشن کا عکس
اپنی چشم مست کی گردش اگر دکھلائے تو
شام کا وعدہ کیا ہی اس مہ نے
وہ ہلال ابرو اگر چمکائے تیغ مغربی

ہوگیا منہ پر بجائے آفتابی آفتاب
اور گزک کیواسطے زرین رکابی آفتاب
جلوہ گر ہی یا میان برج آبی آفتاب
رقص مستانہ کرے مثل شرابی آفتاب
یاالٰہی آج چھپ جا شتابی آفتاب
نکلے مشرق سے لیے وہان آفتابی آفتاب

خواب مین بھی ہم تماشا صبح نہین دیکھتے خواب
نصیب مین جو ہو وہ آنے نہ کبھی ہی خواب
ہجر مین اس کے ہی جان کو ہمیشہ خواب
یاد کرتے ہین ترا حسن ستمگر اکثر
دیکھنا مین نے جو تجھکو ہوئی تیری دل خواب
وہ جہان پاؤ رکھے وہ ہی مرا نصیب

دیگر

نہین معلوم کہ ہے کیا مرا نصیب
اب جو اُس ابرو کا سایہ ہو تو اپنا نصیب
ہم کو ہی جان کے صدقہ سے شہا نصیب
نہ ملی گردش تقدیر سے پہ نصیب
یار کی بزم مین کیونکر ہو رسائی ہم کو
ساقیا بادہ گلرنگ کا ساغر دے دے

جو ملے ہم کو نصیب
بیٹھے ہیں بیٹھ کے جو ملا نصیب

باہم

جام جم کی اُسکی نظروں مین نہ کیفیت چڑھے
ہوئے چشم مست ساقی سے جسے ساغر نصیب

آنکھ پہونچائیں گے ان تک اسین ہوتی ہو سو ہو
آج ہم بھی آزمائیں ای دل مضطر نصیب

وہ رہا جب تک بہر صورت رہا حیرت زدہ
صورت آئینہ یہان جسکو ہوا جوہر نصیب

خاک ہوکر بھی گئی گردش نصیبوں کی نہ آہ
خاک کو اپنی بگولے مین ہوا چکر نصیب

جسکی آنکھوں کو نہ تیری خواہش دیدار ہو
اُسکو دیدار خدا ہووے نہ ای کافر نصیب

مست اُٹھا آسودگان خاک کو ای روز حشر
اک ذرا راحت ہوئی ہی اُنکو مر کر نصیب

آتے آتے اُلٹے میرے در سے پھر جاتے وہ کیون
ای ظفر برگشتہ ہو جاتے نہ میرے گر نصیب

دیکھے گر چشم تری ای گل شاداب حباب
شرم کے مارے وہیں بحر مین ہو آب حباب

محو نظارہ ہی اُس لجۂ خوبی کا تو
کیونکہ آنکھوں سے نہ اُڑ جاتے ہی خواب حباب

سیکھتی کس سے کیونکر نہ تری رشک قمر
صورت جام بلورین ہے پر آب حباب

تیغ ابرو سے تری موج ہی کیا کانپے ہی
سر پہ رکھو خود بھی پھرتا ہی بگرداب حباب

کیا تعجب ہی جو دریا مین پھرے ہی ہر دم
گردش چشم تری دیکھ کے بیتاب حباب

داغ دل کی جو مرے حشر مین دیکھے شورش
زہرہ دوزخ کا ہو اللہ وہین آب حباب

چشم کیا خاک رکھے اہل کرم سے ظالم
تیغ کے کھیت کو کرتا نہین سیراب حباب

لمعۂ مہر سے کیا پاٹ پہ دریا کے نسیم
صبحدم چمکے ہی شکل گل کمخواب حباب

دیگر

[illegible]

مے کشی کا ہی یہی بزم محبت میں مزا | دل عاشق ہو کباب اور لب یار شراب
دین عرق کھینچ کے سننے ہی صحبت ہو اسیے | پیے جب تک نہ تری چشم کا بیمار شراب
گر کے ہاتھوں سے جو ٹوٹے جام تو پاسکو تو نا | پہ کرے پانوں سے گر کر نہ گنہگار شراب
چشم ساقی کے کرشمہ سے عجب کیا ہے | زاہد گوشہ نشین بھی سر بازار شراب

بات دل کی نہ کہی اس بت عیار نے ایک
ای ظفر ہینے پلائی اسے سو بار شراب

گو رقیب ہر لحظہ مجھکو میری جان کا ہی خراب | کام شن چاہیے ہو نہیں بھی عشق میں کیا ہی خراب
راہ سر گردان ہوا و ہی تہ بار گران | خوب دیکھا تو یہاں ہو رہے تا ما ہی خراب
دیکھو میرا حال کیا سوز و گداز عشق نے | بزم عالم میں ہی جوں شمع سحر گاہی خراب
واہو غنچہ تو پھر کیوں ہو پریشان بعضو | کرتی ہی اسکو صبا تیری ہوا خواہی خراب
خضر راہ منزل مقصود کر تو عشق کو | ورنہ ای رہرو کریگی تجکو گمراہی خراب
طفل کو راحت زیادہ ہی جوان پیر سے | چین نادانی میں ہی کرتی ہی آگاہی خراب
ای ظفر چاہیے خرابی تیری میخانہ خراب | کردے اسکو تیرا اقبال شہنشاہی خراب

ردیف باے فارسی

اٹھو کے پہلو سے ہمارے جب طرف چلا آب | شل ہوا یہ آپکے ہمراہ ہم آہنگی آب

بے سبب چرخ ہی اک بر سر کیں آپسے آپ
سر پھرا اور کسی کا تو نہیں آپسے آپ

ہے تہ خاک بھی کوئی ترا عاشق جنبات
ورنہ کب آئی ہے لرزش میں زمیں آپسے آپ

ہاتھ پہونچا بھی نہیں تا سر زلف پرچین
ہوگئے کیسے وہ کیوں چین بجبیں آپسے آپ

بخت برگشتہ اگر ہو گئے سیدھے اپنے
تو چلے آئینگے سیدھے وہ یہیں آپسے آپ

دیر کی گھر سے نکلنے میں جو تمنے تو یہاں
تن سے جائیگی نکل جان حزیں آپسے آپ

عشق چمکائے اگر داغ جگر کو اپنے
ہووے پھر کشور دل زیر نگیں آپسے آپ

کھینچیں ہم کلک تصور سے جو تیری تصویر
بولے صورتگر چیں دیکھکے حسن آپسے آپ

گر محبت نے دیا دل کی صفائی میں اثر
میرے مرنے کا انھیں ہوگا یقیں آپسے آپ

کیسی تدبیر ظفر جب وہ کرے اپنا کرم
کام بگڑے ہوئے بنجائیں یونہیں آپسے آپ

حضرت دل تلخ میری زندگی کرتے ہیں آپ
ہر کسی پر مفت جو طوفاں کھڑے کرتے ہیں آپ

بار دنیا نے اٹھایا جانکے جلنے دھرا
اہل دنیا میں اٹھائے اپنا دھرتے ہیں آپ

کیا خط و پیغام بھیجیں ایک رہ دونوں طرف
اس طرف ڈرتے ہیں ہم اور اس طرف ڈرتے ہیں آپ

اس چمن میں کیا کہیں کیونکر صبا پہونچا ہے جی
جوں صبا ہم پھونک پھونک کے قدم دھرتے ہیں آپ

اے ظفر باعث ہے ٹھنڈی سانس بھرنے کا یہی
سرد مہری کی بہت الفت کا دم بھرتے ہیں ہم آپ

کرین عرض حال اپنا سب آپ سے	رہے پھر یہی اک گنہگار چپ
کہا تیرے غمگین نے چپکے سے کیا	کہ سب ہو گئے اُسکے غمخوار چپ

ظفر اور بحر و قوافی بدل
نہو پڑھ کے یہ چند اشعار چپ

ہوئے دونون کچھ ایسا سوچکر چپ	کہ وہ چپ ہین اُدھر اور ہم ادھر چپ
خدا جانے جواب اُسنے دیا کیا	کہ آیا وہان سے میرا نامہ بر چپ
دماغ گل بہت نازک ہی بلبل	نہ کر شور اتنا ای شوریدہ سر چپ
ہمین بھاتی ہی گپ چپ کی مٹھائی	دم بوسہ نہ بول ای لب شکر چپ
ذرا بولا جو غنچہ تو صبا نے	کہا منھ پر طمانچہ مار کر چپ
کہان ہی دل جلون کو تاب گفتار	سراپا گو زبان ہی شمع پر چپ
ہوئی ہی آج مدتین شب وصل	ذرا سو نے دے ای مرغ سحر چپ
نصیحت سن چکے ہم تیری ناصح	خدا کے واسطے بک بک نہ کر چپ

کہون گر حال رسوائی ہی لیکن
رہا جاتا نہین مجھسے ظفر چپ

ردیف تا فوقانیہ

کیا ہوا مجھسے کشیدہ ہی وہ گر بیسے آپ	کشش دل سے کھنچے گی اُدھر آپسے آپ
اوس دل آزار کا کیا جانے کیا خوف مجھے	دل دُھڑکتا ہی مرا دو دو پہر آپسے آپ
ہی ابھی رات کہان جاتی ہی ای ماہ لقا	بول اُٹھتا ہی جو نہین مرغ سحر آپ سے آپ

بیٹھے بیٹھے نہ دس مین بیٹھکے آپس کی بات چیت	پہونچے گی دس ہزار جگہ دس کی بات چیت
لب تک ہین خموش کہ خاطر سے آپ کی	ہمنے نہبت سنی کس و ناکس کی بات چیت
زیبا نہین تمھین لب شیرین سے حرف تلخ	اس لعل شکرین سے جو کچھ اسکی بات چیت
کوئی نہین سمجھتا کہ ہی بیکسی سے کیا	پوشیدہ تیرے کشتۂ بیکس کی بات چیت
درویش کو ہی اپنے گلیم و نمد سے کام	سنتا نہین وہ مخمل و اطلس کی بات چیت
دیکھا گذارتے حوادث جو پے بہ پے	جانا کہ ہی یہ چرخ مقوس کی بات چیت

قطعہ

مدت کے بعد حضرت ناصح کرم کیا	فرمائیے مزاج مقدس کی بات چیت
پر ترک عشق کے لیے ارشاد کچھ نہو	مین کیا کرون نہین یہ مرے بس کی بات چیت

کیا یاد آگیا ہے **ظفر** پنجۂ نگار
کچھ ہو رہی ہے بند و مخمس کی بات چیت

آنکہ بینی ہمہ جا قالب و جان ہمہ اوست	بلکہ ہم قالب ہم روح روان ہمہ اوست
نیست بیرون و درون ہست ہمانست ہمان	راز فاش ہمہ او سر نہان ہمہ اوست
در پس پردہ و بی پردہ در آید از دل	بی نشان و سبب نام و نشان ہمہ اوست
نیست دیر و حرم از شیخ و برہمن آباد	ہمہ جہان دکینی بمکان ہمہ اوست
ای دل آن گوہر یکتا کہ نیرزد بدو کون	چشم بکشا و ببین زیب و کان ہمہ اوست

ناتوانی نے ... احوال ... کی بات
... ہی بیمار اپیار ... کی بات
... قصہ ... کی بات

سیمبر آتا نہین بر مین عزیزو بے زر
مجھو مین مقدور نہین یہ تو ہی مقدور کی بات

دولت حسن کا ہی جیسے ظفر اسکو غرور
خالی از غرہ نہین کچھ یہ مغرور کی بات

ہین وہ ہم ہین کہ جو لیتے ہین اکثر برداشت
نقد دین و دل و جان کھو کے نہ یہ تحفون سے
ہوتا آئینہ مکدر ہی نفس سے ہمدم
نہ تو تابوت نہ تختہ نہ کفن ہی نہ لحد
اُٹھ گئے ظلم اُٹھا کر ترے ہم دنیا سے
بردباری جو دل صبر گزین مین ہی مرے

ورنہ ان باتون کی ہو کس سے ستمگر برداشت
کی ہی سرکار مین اُس نے لغ کی یکسر برداشت
بات کی کسکی کرین صاحب جوہر برداشت
اس ترے کشتۂ بیکس کی ہو کیونکر برداشت
سنگ دل اور سوا ہووے گی پتھر برداشت
نہ تحمل یہ کسی مین ہی نہ دلبر برداشت

کیون نہ برداشتہ دل زیست سے ہون کہ ظفر
تیغ بر قتل من آن غمزہ کافر برداشت

تھا جو کوٹھے پہ وہ جلوہ کنان ساری رات
ہجر مین ہم جو رہے اشک فشان ساری رات
تو رہے کس مست نے تھے جام کہ سنبھلنے سے
آفرین آپکے سونے کو بجا گے او رہم
دیکھو انجم کو جو یاد آئے وہ دردنداں

تو رہی ہم ستارہ نگران ساری رات
تارے گنتے رہے ای ماہ وشان ساری رات
طرف چینی کی سی آتی ہی فغان ساری رات
بس جو بیدار رہے گرم فغان ساری رات
مثل شبنم مین رہا اشک فشان ساری رات

[illegible]

قطعہ

[illegible]

مطلع دیوان پنجم

دوست یکرنگ کہاں جبکہ زمانہ ہو دو رنگ	کہ وہی صبح کو دشمن ہی جو ہی شام کو دوست
میرے نزدیک ہی واحد وہ دشمن اپنا	جانتا جو کہ ہی اس کافر خود کام کو دوست
دوستی تجھسی جو ای دشمن آرام ہوئی	نہیں راحت کو سمجھتا ہوں تیرے آرام کو دوست
چاہتا وہ ہی بشر جس سے بڑھے عز و قدر	پہلے موقوف کر اپنی طمع خام کو دوست
جو ہوا ای رشک چمن کشتہ تری آنکھوں کا	رکھتے ہیں گور پر اُسکی گل بادام کو دوست

ای ظفر دوست ہیں آغاز ملاقات میں سب
دوست پر وہی ہی جو شخص ہو انجام کو دوست

کہہ بیٹھوں جو سوز غم ہجران کی حقیقت	کچھ بھی نہ رہے آتش سوزان کی حقیقت
تدبیر رفو کیا ہو کہ اب ست جنوں نیں	رکھی نہ مری کچھ بھی گریبان کی حقیقت
آنکھوں سے ہی یہ دیدۂ گریان نے دکھایا	کانوں سے سنا کرتے تھے طوفان کی حقیقت
جو حرف ہی مطلب کا وہ اشکوں سے مٹے ہی	کیا خط میں لکھوں میں غم پنہان کی حقیقت
صد کان نمک صرف ہو ہر زخم میں میرے	قاتل نہیں کچھ ایک نمکدان کی حقیقت
ہو گرمی مضمون سے جگہ مہر کی اک داغ	گر خط میں لکھوں میں دل سوزان کی حقیقت

حاضر ہی دل و جان کہ ظفر یار کے آگے
کچھ دل کی حقیقت ہی نہ کچھ جان کی حقیقت

کب بنائے سے بنے ہی کوئی تدبیر کی بات	بات وہی ہی کہ جو بات ہو تقدیر کی بات

دولت

[illegible]

جلد اول دیوان ظفر

کیا تری زلف کے گھر میں شمع کی مہمان تھی رات
تیرہ بختی سے مری دست و گریبان تھی رات

کہکشاں سینۂ گردوں پہ نمایاں تھی رات
کسکے ماتم میں کیے چاک گریبان تھی رات

جوش گریہ سے ترے ہجر میں ای رشک چمن
چشم بد دور یہ آنکھہ ابر بہاران تھی رات

سوزش دل کا مری مجھسے نہ پوچھو احوال
کہ مرے سینہ میں اک آتش سوزان تھی رات

شمع کی طرح مجھے رات جو سوجھی یہ کہی
یاد قامت تری ای سرو خرامان تھی رات

حلقۂ زلف میں دیکھا رخ روشن اسکا
لیے آغوش میں خورشید درخشان تھی رات

چشم پر آپکے چھینٹے نے بچایا ورنہ
لائی بے طرح حرارے تپ ہجران تھی رات

ہلبے تاثیر ترے عشق کی ہمنے دیکھا
شمع خاکستر پروانہ بہ گریبان تھی رات

زخم پر تیغ جدائی کے چھڑکاے دیتی
ای ظفر چرخ پر انجم سے نمکدان تھی رات

ردیف ثاء مثلثہ

سنلے او کافر بدکیش فرا دعصیان ہے بات
جھوٹ سب کہتے نہیں ہم کہتے ہیں ایمان ہے بات

ہی وہ کیا بات کہ تو یوں ہی عدو کی دل و جان
ہمنے مانی تری ہر ایک دل و جان ہے بات

بول سکتے نہیں محفل میں تری ہم منہ سے
کوئی کہتا ہی تو سن لیتے ہیں ہاں کان ہے بات

قطع کرتا ہی جو گلگیر زبان کو اسکی
ایسی سرزد ہوئی کیا شمع شبستان سے بات

یہ بھی قسمت کا لکھا ہے نہ تو وہ خط
اپنے مطلب کی کہوں گر کسی عنوان سے بات

بولتے طوطی تصویر کو دیکھا کسنے
کیونکہ نکلے دہن عاشق حیران سے بات

[illegible]

زر فراہم کرکے نادان سے نہ تو قارون کی ارث
علم کر پیدا کہ ملے تا موسے و ہارون کی ارث

عشق مین یون قیس نے پائی ترے مجنون کی ارث
جس طرح پہونچی ارسطو کو ہی افلاطون کی ارث

لکودے مُہر داغ سے اپنے سیہ نامہ جنون
کب کہا ہمنے کہ ہو اتنی زمین ہامون کی ارث

میل گندم کی طرف جنت مین آدم نے کیا
پہونچتی ہی ہمکو عشق حسن گندم گون کی ارث

جون صدا جو خانہ زاد حلقۂ زنجیر ہو
خانۂ زندان نہ کیون کر ہووے اُس مجنون کی ارث

دیکھو دور چشم ساقی عقل چھپکر مین گئی
کیا ہوا گردش تھی گرچہ پشت سے گردون کی ارث

آل تمغا غم سے نسلاً بعد نسلٍ لکھ دیا
خون فشانی ہی یہ اشک دیدۂ پرخون کی ارث

دی سزا گو اُسنے کشتہ کو زمین صدکہ تھی
نی ہبہ نی زر خرید اور نہ یہ اس مدفون کی ارث

ردیف جیم

اس کو ڈھونڈھا نہ کہیں پایا ہون دل زار کا کھوج
کر گئے دل تو طے خانۂ دلدار کا کھوج
چھپ گیا خال سر زلف چھپا کر دل کو

[illegible]

جلد اول دیوان ظفر

چھوٹے ہم دام سے صیاد کے پر کیا حاصل
نہ رہا گل کا ملا اور نہ گلزار کا کھوج

بے خلل پردۂ دلدار میں ہو سوراخ نظر
ہم نکالے ہیں گے اس روزن دیوار کا کھوج

جب تو دو چار قدم آئے کہ جوں نقش قدم
مٹ گیا خاک نشینوں سے ہے دیوار کا کھوج

اے ظفر کیونکہ رفو ہو کہ جنوں کے ہاتھوں
ہاتھ آیا نہ گریبان میں کہیں تار کا کھوج

جیسے کہ ہیں جو زلف کے خم سے کج ادا کج
ہے یوں نہیں مزاج آپ کا ہے کج ادا کج

کیوں نہیں ہے یہ حباب آنکھ دکھاتا
چلنے لگی کچھ موج بھی تم سے کج ادا کج

ہو کج تری جو چرخ دلا ایک جہان سے
تنہا نہیں کچھ یہ فلک دم سے کج ادا کج

پلکیں تری ہے گریہ جو کھڑی ہوں ہی
سر تیروں کے ہو جاتے ہیں غم سے کج ادا کج

بید مشک کج ادا کج ہے تری جبیں یار
رہتی ہے طبیعت اسی غم سے کج ادا کج

ہے وصف میں اس لفظ کے یہ ہاتھ گور عشق
اب حرف نکلتے ہیں قلم سے کج ادا کج

تشنہ ہوں ظفر اسپہ کہ اس مست کی شمشیر
چلتی ہے عجب طرز ستم سے کج ادا کج

کلی جو لالۂ احمر کی مسکرائی آج
ہنسی چمن میں مجھے تیری یاد آئی آج

مسی یہ شوخ نے لب پر نہیں لگائی آج
گھٹا ہے چشمۂ حیوان سے خوب چھائی آج

نہیں ہے وجہ کدورت کوئی مجھے معلوم
کروں اُس آئینہ رو سے جو میں صفائی آج

گر گئی دل مین سر اسیتا پنے جب تا شیر موج | تب کھلی دریا دلون پر ہمہ ہوئی تو قیر موج
اسلیے پھرتا ہے سر پر خود کو رکھکر حباب | عرصۂ دریا مین آتی ہے علم شمشیر موج
مست ہوا اپنے عشق مین آنا دل دیوانہ | پانون دیوانون کے پڑتی ہے سد زنجیر موج
یہ میرے شک چشم پر عکس خط مردم نہین | ہے سلیمانی اسکے دانے پر عیان تحریر موج

چین پیشانی نہین اُسکی ظفر دیکھو تو آب
صفحۂ قدرت پہ ہے کھینچی ہوئی تصویر موج

ردیف جیم فارسی

سب کا جہان ہیچ ہے سب کا رجہان ہیچ | اس ہیچ سے امید ہے ای ہیچمدان ہیچ
جن نا موروں کے کہ جہان زیر نگین تھا | اب ڈھونڈھیے تو انکا ہے کہین نام و نشان ہیچ
مانند حباب ایک نفس مین ہے خرابی | اس منزل فانی مین ہے بنیاد مکان ہیچ
ایک عمر رہے مایۂ دنیا سے گران بار | آخر کو جو دیکھا تو بجز بار گران ہیچ
خوبان جہان کا ہے تو کیا محو تماشا | جنکی کہ کمر ہیچ ہے جنکا کہ دہان ہیچ
اس باغ مین تھوڑی سی بہار اور پھر اسپر | ای غنچۂ گل خندان تجھے تشویش خزان ہیچ
ہو جنس متاع مایۂ ہستی کے نہ خواہان | یہ جنس یہ بازار یہ گوہر یہ دکان ہیچ
آواز طرب گوش دل محو فنا سے | جز نالہ و فریاد و بجز آہ و فغان ہیچ
جو ہونی ہے ہوگی نہین امکان کہ نہووے | پھر فکر سے کیا فائدہ بجز خفقان ہیچ

آپ کا چوری سے جانا کھل گیا شاید ظفر
آج پھر چرچا ہو رہا تھا انکے گھر والوں کے بیچ

دیکھنا کیا آپڑے اس چشم پر فتنہ کے بیچ
طوق قمری کے نہیں گردن میں سینے آئی ہیں
ساتھ سوتے میں لپٹ کر اسطرح سے لاغر ہے
جسم لاغر کو مرے دیکھے وہ دل کیا ہو
ہی حیا اس عرق چین کو کس ادا سے دیکھیو
پہلوان غم سے خبر ہی جو کشتی رات دن
آگیا دل بیچ میں عاشق کا وقت ہمکشی

ہی یہ زیبا سر بسر شاخ سرا ہو کے بیچ
یہ اٹھایا عشق میں ہمسر و آپ جھگڑے بیچ
پانو نہیں پاوینگے ہوں پانو میں ہوں بازو کے بیچ
آگ پر چلتے نہ دیکھے ہو وہیں تار سو کے بیچ
رکھ لیا پر رو ہر دو دیکھ تلے زانو کے بیچ
کاہیکو رستم کو بھی ہیں یاد اس بازو کے بیچ
دیکھ کر گردن میں استادی بد الجھو کے بیچ

ای ظفر ہر بات اسکی پیچ سے خالی نہیں
میرے دل سے کوئی پوچھے اس بت بدخو کے پیچ

ٹکڑے نہیں ہیں آنسوؤں میں دل کے چار پانچ
منہ کھولے ہیں یہ زخم جو بسمل کے چار پانچ
کہتے ہیں مطلب اپنے ہمیں دل کے چار پانچ
دریا میں گر پڑا جو مرا اشک ایک گرم
دو چار لاشے اب بھی پڑے ہیں ترے در پہ

سرغاب بیٹھے پانی میں ہیں ملکے چار پانچ
پھر لینگے بوسے خنجر قاتل کے چار پانچ
کیا کہیے ایک منہ میں وہاں ملکے چار پانچ
بتخانے لب پہ ہو گئے ساحل کے چار پانچ
اور آگے دب چکے ہیں تلے گل کے چار پانچ

دیکھنا مردم طلسم حسن وہ ترک نگہ کھنچا سینہ سے ترا تیر کب منظور ہے	قتل کرتا ہی مجھے شمشیر کو آنکھوں سے کھینچ ورنہ یون ناوک فگن اس تیر کو آنکھوں سے کھینچ

وہ کہے گر آنکھ سے سرمہ لگا دے تو ظفر
آنکھ مین وہ سرمہ کی تحریر کو آنکھوں سے کھینچ

اُڑ گیا گل کا جو یون رنگ گلستان کے بیچ	ای صبا کیا خبر اُڑتی ہی پری کان کے بیچ
دم مین دم میرے نہین جان نہین جان کے بیچ	زلف کیا کہتی ہی جھک جھک کے ترے کان کے بیچ
موج زن چشم سے ہین اشک خدا خیر کرے	غرق ہو کشتئ افلاک یہ طوفان کے بیچ
گر پڑا کوئی سیہ مست کوئین مین دیکھو	خال کاجل کا ہی اس چاہ زنخدان کے بیچ
عمر کرتا ہون بسر اپنی پری رویون مین	ہون وہ انسان کہ رہتا ہون پرستان کے بیچ
وہ نہ آیا ہی نہ آئے گا بلا سے اُسکی	کوئی مر جاوے اگر حسرت و ارمان کے بیچ
جیسے مژگان سے تری خون جگر سے رنگین	سرخی ایسی ہی کمان پنجہ مرجان کے بیچ
شوخ بدکیش ہی اخلاص سے اتنا بیزار	نہ پڑھے سورۂ اخلاص کو قرآن کے بیچ
عرش سے فرش تلک جو ہی وہ سب ہی اسمین	دیکھ وسعت ہی ظفر کیا دل انسان کے بیچ

ردیف حاء مہملہ

تو نے رخ پر زلف کا حلقہ بنایا بے طرح دیکھیے شبخون کا کسکے ارادہ ہو کہ آج	مرغ دل کو دام مین کافر پھنسایا بے طرح آپنے ملکر مسی کو پان کھایا بے طرح

مرجائے نہ ہو جیسے بت کش مسیح
اچھا یہی ہے اُس سے بیمار کی صلاح

کاکل میں دل پھنسے گر فتار لعنت ہو
فرمائیے جو اسمیں ہو سرکار کی صلاح

انکار وصل کیونکہ نہو تیرا مشورہ
ہی ان سے جو ندین کبھی اقرار کی صلاح

ٹھہری تھی ان کے انکی پھر آج اعتراض
لیکن ہے ٹھہری اُنکے طرفدار کی صلاح

کہنے پہ کیجے پیر خرابات کے عمل
لیجے نہ زاہدان ریاکار کی صلاح

برگشتہ بخت وہ ہون کہ بیچوں جو دل کو میں
پھر جائے لیتے لیتے خریدار کی صلاح

کیا ذکر اپنے منہ سے نکالیں وہ ایک بات
جب تک کہ اے **ظفر** نہو دو چار کی صلاح

سب طرحداروں کو دیکھا ہمنشین اچھی طرح
اُس پری پیکر سے کسی کی بھی نہین اچھی طرح

گر پڑھے خط بھی تو تو خط اُس کا غور سے کہ
حرف مطلب کا نہو خاطر نشین اچھی طرح

سرد مہری کس طرح شیوہ نہ ہو اُس مہ جبیں کا
ہو اگر تاثیر آہ آتشین اچھی طرح

چھین کر تو لیچلے ہو گوہر دل کو مرے
پر نہ کھو دینا اسے رکھنا کہین اچھی طرح

بہہ گئے دریا ابھی ہمنے نچوڑی بھی نہین
پونچھ کر آنکھوں کے آنسو آستین اچھی طرح

سر مرا حاضر ہے قاتل سوچتا ہے دل مین کیا
امتحان تو کر لے اپنی تیغ کین اچھی طرح

خواب غفلت سے کوئی دم جاگ تو زیر فلک
جلکے سونا غافلو زیر زمین اچھی طرح

تو اگر غم مین محبت کے نہوتا مبتلا
کیا گذرتی اے دل اندوہگین اچھی طرح

جلد اول دیوان ظفر

سمجھایا تو نے ہمکو تو سو طرح ناصحا | لیکن ہمارا دل نہین سمجھا کسی طرح
بے طرح دام زلف بتان مین ہی دل اسیر | چھوٹینگے اس بلا سے خدایا کسی طرح
روتے ہی روتے ٹوٹ گیا رشتہ حیات | پر آنسوؤنکا تار نہ ٹوٹا کسی طرح

ٹیڑھا ہے اک زمانہ سے گردون اگر بنے
اسکو ظفر بنائیے سیدھا کسی طرح

ساقی جو تو نہو تو کہو وقت شراب صبح | ہو آفتاب حشر مجھے آفتاب صبح
زلف اپنی رخ پہ دیکھو ذرا لیکے آئینہ | دریا پہ گر نہ دیکھا ہو تو نے سحاب صبح
ہین کامیاب صبح صبوحی سے بادہ کش | زاہد نماز صبح سے ہی فیضیاب صبح
یون تشنگان کو دے ہی مرا آب تیغ یار | مست مئی شبانہ کو جس طرح آب صبح
کیا تاب آفتاب مین ہو اتنی روشنی | جھمکے ہی حسن اور بھی زیر نقاب صبح
پیری مین گر حلاوت غفلت نہ یاد ہو | یارو عجب نہ سمجھو کہ شیرین ہی خواب صبح
نور جمال کا ظفر اسکے نہ پوچھو وصف | عارض جواب مہر و جبین سے جواب صبح

ردیف خاء معجمہ

برگ گل باغ مین ہین سرخ تو کیا خوب ہین سرخ
پر حنائی پہ ترے ناخن پا خوب ہین سرخ

[illegible]

اشارہ دار یہ ہی کھینچنے کا یہ کہ کیسے
کرا ہسنے گاڑی ہی لوہے کی اپنے گھر مین سلاخ
وہ اپنی آنکھون مین پھیرے جو میل سرمہ کی
تو کیون نہ رشک سے ہو میری چشم تر مین سلاخ
تپ درون سے ہمنساتا ہی مثل سیخ کباب
ہمیشہ آہ جگر شعلہ و شرر مین سلاخ
شراب تند کے پیتے ہی بن گئی ساقی
گلو سے سینے تلک میرے لحظہ بھر مین سلاخ
ظفر کے نالے سے اے سنگدل حذر کر تو
گذر ہی جاے ہی یہ کوہ کی کمر مین سلاخ

دیگر

خاک اڑے یہ دشت کی مجنون جو تیرا کھاے چرخ
چرخ کے نیچے بگولا دوسرا بنجاے چرخ
میرا رونا دیکھ کر ہر رات تجھ بن بے لقا
اشک انجم سے نہ کیونکر چشم مین بھر لاے چرخ

جلد اول دیوان ظفر

[illegible]

دل بیتاب ہی میری جو ہو سرزد نالہ
کسنے کیفیت چشم اپنی دکھائی ای شیخ

ماری عالم ابھی اس گنبد افلاک مین چرخ
دختر رز کی جو کھاتا ہی پڑا تاک مین چرخ

شکل مرغ قفسی یہ دل بیتاب مرا
کیونکہ کھائی نہ ظفر سینۂ صد چاک مین چرخ

آنکھین تری لستی مین ہین یون بیجا سرخ
وہ رخ ہی زیر گیسوی پر پیچتاب سرخ
یون آہ سوزناک نے جھلسا دیا جگر
لب سرخ اوسکی روے کتابی مین دیکھنا
ظاہر ہی یون گلو سی تری پیک پان کی
رنگت ہی جو کہ اوس لب نازک کی ہمدم ہو
روتا ہون یاد پای نگاری مین آپ کے
منقار طوطی ایسی نہین سرخ جیسی ہے

جیسے شراب سرخ مین ہووی حباب سرخ
یا شام کو شفق سی ہوا آفتاب سرخ
ہو جیسے بھن کر سیخ کی اوپر کباب سرخ
شنگرف سی کتاب مین جو لکھی باب سرخ
جون شیشۂ بلور مین جھلکے شراب سرخ
دیکھا نہ ایسے رنگ سی ہمنی گلاب سرخ
نکلے ہی اشک آنکھ سی جیسے شہاب سرخ
خار مژہ ہی میرے سبب خون ناب سرخ

کس پر غضب کیا ہی کہ غصے سے ای ظفر
ہی آج یون جو روے بت پر عتاب سرخ

جبکہ ہو تجھ بن مجھی خواب و خورد آرام تلخ
اوس شکر لب کی زبانی لگتا ہی شیرین مجھے

زندگی کیونکر نہو پھر ای بت خودکام تلخ
ورنہ لگتا ہی ہر اک انسان کو دشنام تلخ

روتا ہوں کسکے دست نگارین کی یاد مین
آنسو ہین میری چشم مین جیسے شہاب سرخ

ای مست ناز دل کا مری سوز عشق سے
یہ رنگ ہی کہ جیسے ہو بھُنکر کباب سرخ

ہو لعل لب سی روی کتابی کی کیون نہ زیب
شنگرف سی کتاب مین لکھتے ہین باب سرخ

خون جوش مین ہی تیری شہید و نگار زیر خاک
نکلا زمین کے پردے مین جو آفتاب سرخ

ہے میرے اشک خون سی ظفر راہ عشق مین
ہر سنگ ریزہ صورت لعل خوش آب سرخ

ہجر مین کرتا ہی شبخون کی مری تدبیر چرخ
کہکشان سی کیون نہ کھینچی رات کو شمشیر چرخ

گردش چشم سیاہ یار دکھلا کر مجھے
دیکھیے دیتی ہی کیا کیا گردش تقدیر چرخ

ایک شب گھر مین بلاؤن اپنے اوس مہوش کو میں
دے ستارے مین مرے اتنی کہان تاثیر چرخ

وہ بلا چکر تری دیوانے کے ہی پانو مین
کھائی ہے جسکے اثر سے حلقۂ زنجیر چرخ

اس چمن مین تیرے ہاتھون سی گل و غنچہ کیطرح
ہے کوئی خاطر شگفتہ اور کوئی دلگیر چرخ

ہے بنائے خانۂ دنیا خرابی کے لیے
اس زمین پر کر چکا ہی کتنے گھر تعمیر چرخ

قد خمیدہ ہے مرا گو ضعف سی مثل کمان
پر مرے نالون سی ہی آماج گاہ تیر چرخ

چرخ فانوس خیالی اور ہم حسرت زدے
کھا رہی ہین اس مین کیا کیا صورتین تصویر چرخ

خاک ہو گردش زدون کی گر نہ ہے گرد باد
اسے ظفر ہو وے بنا اک زیر چرخ پیر چرخ

دیگر

کوئی رہ سکتا زمانے مین نہین اک طور پر
کچھ سے کچھ کر ڈالتا ہی ای ظفر دم بھر مین چرخ

دیتا ہی جو مزا ترے لب سے کلام تلخ
رکھتی ہے کب یہ لطف مئی لعل فام تلخ

صیاد آب و دانہ کی تو پوچھتا ہی کیا
ہے اتنو زندگی بھی مجھے زیر دام تلخ

وہ تلخ کام ہون کہ مری وقت تشنگی
ہو جاوی آب چشمۂ شیرین تمام تلخ

کیا کیا غضب سی زہر اوگلتے ہو تم ولے
اک حرف منھ سی کہتا نہین یہ غلام تلخ

صفرای رنج و غم سی ہی تیری مریض کا
منھ تلخ حلق تلخ زبان تلخ کام تلخ

ہے شیشۂ سپہر مین زہراب جای مے
کیونکر نہ عیش بزم جہان ہو مدام تلخ

گو حرف پند تلخ ہی پر دل مین رکھ ظفر
اک روز یہ دوا تری آئے گی کام تلخ

ردیف دال مہملہ

قدر ای عشق رہی گی تری کیا میرے بعد
کہ مجھے کوئی نہین پوچھنے کا میرے بعد

زخم پر دل کے گوارا ہی مجھے گو یہ نمک
کون چکھے گا محبت کا مزا میرے بعد

در جانان سی مری خاک نکرنا برباد
دیکھہ جانا نہ اودھر باد صبا میرے بعد

خار صحرای جنون یون ہین اگر تیز رہے
کوئی آئے گا نہین آبلہ پا میرے بعد

میرے دم تک ہی ترا ای دل بیمار علاج
کوئی کرنے کا نہین تیری دوا میرے بعد

اوس ستمگر نے مجھے جرم وفا پر مارا
کوئی لینے کا نہین نام وفا میرے بعد

دیگر

دیگر

چلنا پا کلی مین اوس کے ہین موتی یہ کیا طلسم
قوس قزح ہے اپنی کسی نوجوان کا خون
حسرت ہے اوس اسیر قفس پر کہ جسکی پیا

چمکائے آفتاب ز انجم کرن کے گرد
لگلگے ہین سجاف دامن چرخ کہن کے گرد
اوڑتے پھرے ہین بعد فنا بھی چمن کے گرد

ہوتا ہے صدقے یون ظفر اوس شعلہ خو کے دل
پروانہ جیسے پھرتا ہے شمع لگن کے گرد

ایسی آنکھوں نہین سمائی رخ جانان کی نمود
کہ نظر پر نہ چڑھی مہر درخشان کی نمود

ہے عجب حسن سے خط رخ جانان کی نمود
دیکھو کس صورت زیبا سے ہے قرآن کی نمود

قد رعنا کو ترے دیکھ کے ای رشک چمن
ملگئی خاک مین سب سرو گلستان کی نمود

متصل زلف کے چمکے ہے کہان وہ در گوش
ہے سر شام مگر اختر تابان کی نمود

مین شہید اوس لب لعلین کا ہون زخم سے مرے
سنگریزون مین بھی ہو لعل بدخشان کی نمود

کھلکھلا کر جو ہنسی باغ مین وہ غنچہ دہن
باندھے بلبل نہ پھر اپنی گل خندان کی نمود

مرحبا دست جنون اس تری چالاکی کو
نہ رہی نام کو بھی تار گریبان کی نمود

شعلہ آہ جگر سوز جو میرا ہو بلند
تو نہ رات کو بھی شمع شبستان کی نمود

تار اشکون کا جو مژگان سے ہم اپنی باندھین
تو بندھے دیدۂ مردم مین نہ باران کی نمود

رخ روشن کو جو زلفون سے چھپایا اوس نے
وصل کے دن بھی ہوئی اک شب ہجران کی نمود

اے ظفر خاک سے انسان کا بنا ہے پتلا
خاکساری ہی سے دنیا مین ہے انسان کی نمود

توميری طرف مائل نظارہ ہو کیونکر / آئینہ ترا طالب دیدار ہے موجود

بیناد محبت کے یہ آثار ہین دیکھو / عاشق جو تمھارا پس دیوار ہی موجود

روکش ہہ تو ہو خم ابروی جو اوسکی / کہتا ہی خبردار یہ تلوار ہے موجود

جز اشک مسلسل نہین کچھ پاس ہمارے / یہ تیرے لیے موتیون کا ہار ہی موجود

کہتا ہی تصور مین دل اوس زلف سیہ کے / مین جاؤن کدھر سر پہ شب تار ہی موجود

ٹھہری کئی بار اوسنے کہ اب ہووی نہ تکرار / پھر دیکھو تو ہر بار یہ تکرار ہے موجود

پڑھ اور غزل کوئی بہ تبدیل قوافی / واللہ ظفر قافیہ بسیار ہے موجود

سب رنگ مین اوس گل کی مری شان ہی موجود / غافل تو ذرا دیکھ وہ ہر آن ہی موجود

ہر تار سے دامن کے مری کرکے تیرا ٹک / سربستہ ہر اک خار بیابان ہے موجود

عریانی تن ہے یہ بہ از خلعت شاہی / ہمکو یہ ترے عشق مین سامان ہی موجود

کس طرح لگاوی کوئی داماں کو تری ہاتھ / ہوفی ہو تو اب دست و گریبان ہی موجود

لیتا ہی ربا رات ترے رخ کی بلائین / تو پوچھ لے یہ زلف پریشان ہی موجود

تم چشم حقیقت سے اگر آپ کو دیکھو / آئینۂ حق مین دل انسان ہی موجود

کہتا ہے ظفر مین یہ سخن آگے سبھون کے / جو کوئی یہان صاحب عرفان ہے موجود

تھا تری تیغ تبسم میں حلاوت کا وہ جوش	رہ گئے میرے لب زخم جگر بند کے بند
بند دریا کے بندھیں خاک کہ ہیں توڑ دیے	جوش گریہ نے تری دیدۂ تر بند کے بند
جان دیں اہل جہان گھر سے جو باہر نکلیں	کیونکہ اس حال میں رہ جائیں نہ گھر بند کے بند

پنجۂ یار کا شب بند ہر جو گیا دل میں خیال
کہدئے ہمنے مخمس کے ظفر بند کے بند

چڑھ گئی گرچہ مری خاک سر افلاک پہ گرد	نہ پڑی پر کبھی اوس ماہ کی پوشاک پہ گرد
خاک اڑائی جو رہ حرص میں تو اور بھی	اہل دنیا کے سوا جامۂ ناپاک پہ گرد
نہ چھپی دل کی کدورت کہ غبار خط سے	صاف ظاہر ہے ترے روی غضبناک پہ گرد
سمجھے ہو وہ مرے مژگان غبار آلودہ	دیکھکر اپنی گلی میں خس و خاشاک پہ گرد
وہ مری گردش طالع ہے کہ جسکے آگے	ہوگیا کاسۂ گردش زدہ بھی خاک پہ گرد
دل پر آبلہ سے گر ہو مقابل تو صبا	جھاڑ دے خوشۂ انگور کی بس تاک پہ گرد
صرصر حرص و ہوا سے ہے مکدر عالم	اے ظفر سب کی پڑی ہے رخ ادراک پہ گرد

ردیف ذال معجمہ

کیونکہ خسرو کو لگیں او سکے نہ دشنام لذیذ	جسکا شیرین ہو دلارام خدا نام لذیذ
تشنہ لب جو کہ شہادت کی ہیں اونکی قاتل	کیون نہ شربت سی ہوں آب دم صمصام لذیذ

لب شیرین زرپیچ ہیں ولارام لذیذ ... ہے سب کو ساقی
وقت پینے کے جو تھی چشم بت بد مست ... ہیں باوام لذیذ
لگ سکے کو تی نہ محبت میں ... تلخ کلامی بھی لذیذ
... کہاں سیب ذقن میں بھی حلاوت ... اندام لذیذ
جام ... بادۂ الفت ... گلفام لذیذ
ایسی تو عقی نہیں ... لذیذ

ضمیمہ اول دیوان ظفر

ردیف الف

خدنگ عشق ہوا کیا جگر کو توڑ کے پار
یہ تیر وہ ہے کہ جاوے حجر کو توڑ کے پار

ہزار دن یہ روزن در ہند کیجیے گا آپ
نگاہ جاوے گی دیوار و در کو توڑ کے پار

اسے نہ آنکھہ مین تل سمجھو تم یہ روزن در
نظر کا تیر گیا ہے نظر کو توڑ کے پار

اوتر سکا نہین دریاے عشق کو کوئی
چلا ہے کسلیے فرہاد سر کو توڑ کے پار

فلک سے آہ ہماری گذر گئی اس طرح
کہ جیسے تیر کوئی ہو سپر کو توڑ کے پار

کہان ہے اوس لب نازک پہ رنگشون کی نمود
ہوئے ہین خاک سے گلبرگ تر کو توڑ کے پار

قلق سے تھا شب مہتاب مین یہ حال اوس بن
ظفر ہوا ہی تھا نالہ قمر کو توڑ کے پار

نہین دیر تو کچھہ بڑی دو گھڑی بھر
اگر ٹھہر جاؤ گھڑی دو گھڑی بھر

ڈبو دینے کو ہے دو عالم کے کافی
مرے آنسوؤں کی جھڑی دو گھڑی بھر

غم ہجر آفت سے مر ہی گیا وہ
مصیبت یہ جسپر پڑی دو گھڑی بھر

کوئی دیکھے پل بھر تو اوس مہروش کو
نظر جیسے میری لڑی دو گھڑی بھر

جہان بیٹھے ہم تفتہ جان دل نہ ہرگز
رہے شمع سوزان گھڑی دو گھڑی بھر

ترے جسنے لعل مسی زیب دیکھے
رہا دیکھکر غش دھڑی دو گھڑی بھر

مغان ہے ابھی میری مستی مین سستی
شراب اور مجھکو کڑی دو گھڑی بھر

کہان تاب وہ دست نازک مین رکھین
کوئی پھول کی پنکھڑی دو گھڑی بھر

[illegible]

وقت غفلت اور ہی ہنگام ہشیاری ہی اور — خواب کی سیر اور ہی اور سیر بیداری ہی اور
اے تجلای صنم مین صدقی تیری شان کے — تیری شان حسن مین طرز و ادا داری ہی اور
دردمندان محبت کا طبیبون سی علاج — کس طرح سی ہو سکی یارو یہ بیماری ہی اور
ہٹ کی کب پابند الفت کی طرح محبوس دام — وہ اسیری اور ہی اور یہ گرفتاری ہی اور
دل کو نظروں مین ہی لے لینا نہ کرنا منہ سی بات — سیکھی اون آنکھون نے اب یہ مردم آزاری ہی اور
میکدہ مین عشق کی جو لوگ ہین کافر تو ہین — لیکن اون کی کفر مین انداز دینداری ہی اور
زخم تیغ عشق کھانی مین ہین کیا کیا لذتین — او نمک پاشی بھی ہو تو پھر مزہ داری ہی اور
چار عنصر کی احاطہ مین ہی کچھ جلوہ عجب — دیر و مسجد کی الگ یہ چار دیواری ہی اور

دیکھکر تاثیر اپنی نالہ ہای زار کی
ہمنے جانا اے ظفر یہ نالہ و زاری ہی اور

خواب مین پہونچی تھی جس کی چین ہشیاری ہی پھر — اوسکی رستی کو نیا پاہم نی بیداری ہی پھر
بند رکھنا چشم کا غافل ہی عین مصلحت — اور اگر کھولی تو کھول آنکھین خبرداری ہی پھر
اے دل ناداں گرفتار محبت تو نہ ہو — چھوٹنا ہووی گا مشکل اس گرفتاری سی پھر
دل تجھی دیتا کہا تو قول سی ہم کب پھری — تو بھی دل لیکر نہ اپنی عہد دلداری سی پھر
سر پہ اول تو اوٹھایا ہمنے اپنی بار عشق — اوٹھ سکا لیکن نہ سر بھی اس گرانباری سی پھر
میری ہر زخم جگر کو یہ تمنا ہی کہ نون — اوس لب شمشیر کی بوسی مزہ داری سی پھر

[illegible]

سخت جانی کو مری دیکھے اگر تیر قضا
طائر سدرہ نشین گرچہ ہو گرم پرواز
منھ پہ چڑھنا نہین شمشیر ستم کی آسان

تو کہے بھاگیے اس تودہ طوفان سے دور
پر کبھی جا نسکے حضرت انسان سے دور
بوالہوس بھاگے نہ کیون عشق کے میدان سے دور

میرے نزدیک نہین جو کہ ظفر کافر عشق
اس سے ایمان ہی دور اور وہ ایمان سے دور

گردش چرخ سے ہی سبکو زمین پر چکر
دل کو یون زلف کے حلقے مین ہی اکثر چکر
ٹھہرنے دے ہی کسے چین سے یہ گردش چرخ
تیر مژگان سے اگر بچ بھی گیا دل تو وہین
رفعت جاہ پہ بھی گردش طالع نہ گئی
ہرزہ گردی کو مری دیکھ کے کہتا ہی شوخ
نہ سمجھ اسکو بگولا یہ کوئی سرگردان
شعلہ خوئی پہ تیری ہو کے بلا گردان برق
شہر سے گر چاک گریبان پہ کوئی تار رفو
پھرتا محفل مین ہی کیا چاک سے بھی پھرتا تھا
اشک سے دیدہ پر آب کے مثل گرداب

اک نیا روز یہ لاتا ہی ستمگر چکر
جیسے گرداب مین کھاتا ہی شناور چکر
آسیا سنگ سدا کھائے ہی پتھر چکر
گردش چشم نے مارا تری کافر چکر
کھاتے ہین دیکھو فلک پر یہ اختر چکر
ہی ترے پانؤن مین دیوانے مقرر چکر
کھا رہا دشت مین ہی خاک بھی ہو کر چکر
کھا سکے جون شعلہ جوالہ سراسر چکر
دشت وحشت سے ابھی ہو ورفو در چکر
ساقیا کھاتی ہی اول سے ہی ساغر چکر
اے ظفر بحر تو کیا کھائے سمندر چکر

ہر دم خدنگ آہ سے ہم اپنی ای ظفر
کرتے ہین چرخ پر حمل و ثور کا شکار

جو عرش سے ہی فرش تلک سب اسی مین ہی
کیا کیا نہین ہی اسمین کہ سب کچھ اسی مین ہی
دل اپنا پہلے زنگ کدورت سے صاف کر
پھر تو بغور دیکھ کہ اس آئینہ مین ہی
پیدا نگاہ کر کہ تجلی حسن یار
شعلہ سے طور کے نہین کم روشنی مین ہی
کیون کعبۂ و کنشت مین سر مارتا ہی تو
تو جسکو ڈھونڈھتا ہی چھپا وہ تجھی مین ہی
جوش بہار حسن سے کس گل کی ای صبا
مصروف اس قدر جو گریبان دری مین ہی
ہو دور جام و صحبت یاران زندہ دل
کچھ ہی اگر مزا تو یہی زندگی مین ہی
ای خود پرست پوچھتا کیا ہی خدا کی راہ
گم کردہ راہ آپ تو اپنی خودی مین ہی

دیکھو آنکھ کھول کر
پر جا ہیے نظر
مانند آئینہ
کیا حسن جلوہ گر
سب جا ہی آشکار
پر رنگ کا شرر
سرگرم جستجو ہو
پر تو ہی بیخبر
ہی یہ جنون کا جوش
ہر غنچہ ہر سحر
کیفیت حباب
باقی ہی دردسر
ہی وہ بت قریب
اس سے ہی دور تر

بوسہ خاکِ لبِ شیرین ترا دل نے لیا | جیتی مکھی کس طرح سے اُسنے کھائی دیکھکر

ای ظفر ہی شرم سے دیکھا رخِ خورشید زرد
یار کے بازو پہ تعویذ طلائی دیکھکر

کیا لچکنے مین ہی نازک شاخِ سنبل سے کمر
تو نے کیون دُور سے یہی باندھی ای صیاد وار
کسکی چھاتی سے لگائے اُسکے جو سینہ کو بچھو
جی مین ہی اس ابر سے پھر سیکشی پر باندھی
کیون نہ اسمین سے روان دریا اشکِ ضعف ہو
بیگنہ ہون طوق مت پہنا کہ ٹوٹنے گی میان
روز و شب جون مہر و مہ پھرتے ہین ہر قرص نان
یکقلم نقشہ اُتار اس رشکِ گل کا کھینچو
کیا کمر باندھے امید وصل پر عاشق ترا
کیون نہ اپنی زندگی کو ہیچ وہ سمجھے میان

بلکہ ہی باریک تیری تا موئے نازک سے کمر
باندھی بلبل کی تھی تارِ رگِ گل سے کمر
دیکھنے دیتا ہو جب وہ کسی حیل سے کمر
تیری ای مینا ہی آواز قلقل سے کمر
جبکہ ہو مشکل محرابِ در بل سے کمر
ساتھ ہی گردن کے بار حلقہ غل سے کمر
اہل دنیا کھول بیٹھے کب تحمل سے کمر
ای مصور خامہ منقار بلبل سے کمر
کٹ گئی اُسکی تو اب تیغ تغافل سے کمر
جسکے ہاتھ آوے نہ وہ فکر و تامل سے کمر

چاہیے کنج قناعت مین توکل ای ظفر
باندھی سیکھے کوئی اہل توکل سے کمر

پیئے اگر تو جو آبِ شراب کا ساغر | نکالے موج سے دریا حباب کا ساغر

حنا سے تو دکھاوے گی آب و تاب ناخن پر
کہ ہوں صدقے ترے برگ گل شاداب ناخن پر

سرا برو گلال اُسنے ملا ہے کب یہ ہتیلی پر
لگا خون شہیدکے ہی اے دل بیتاب ناخن پر

نزاکت سے تری پیارے مرا جی ہم تو گہرا ہے
خدا کے واسطے رکہو کر قلم مت داب ناخن پر

قسم ہے اسکو میرے نام لینے کی جو یہ پوچھے
دکھا دیتا ہے لکہہ کر وہ مرا القاب ناخن پر

شب آئینوکسی کے پوچھیے نقطہ شنگرف آسا جو
پڑا ہے تیر ظالم قطرہ خون ناب ناخن پر

مرے تار رگ جان سے صدائے درد نکلے ہے
چڑھاتا ہے جو وہ مطرب پسر مضراب ناخن پر

زمانہ رفتہ رفتہ اسطرح رنگ بدلے ہے
کہ جیسے ہو جاتی ہے رنگ حنا نایاب ناخن پر

ہلال عید کہتا ہے جسے عالم وہ صدقے ہے
تراشیدہ ترے اے غیرت مہتاب ناخن پر

ظفر کیا سوچ تبدیل قوافی غزل کا ہے
جو نکتہ دے ہے تو دکہا کے پیچ و تاب ناخن پر

سہو کا دہے یوں کہ دل کو وہ صراف ناخن پر
او چہپالے ہے درم کو دکھ کے جوں صراف ناخن پر

کہاں رنگ حنا ہے خوب ہمنے غور سے دیکھا
لگا ہے خون عاشق تیرکے بے انصاف ناخن پر

دکھائی سیر کوہ قاف ہمکو اس پری تن نے
عجب کیا حاضرات اک اُسنے لکہہ کر قاف ناخن پر

نجات کشتی اُسی پل مردمک چشم بتاں میں ہو
لگے نقطہ سیاہی کا جو اس سفاک ناخن پر

ظفر گر برگ گل کو توڑے وہ نازک بدن میرا
نزاکت سے اثر کرتی ہے رنگت صاف ناخن پر

دیگر

جلد دوم دیوان ظفر

ظفر آگے مرے سرسبز ہووے کسطرح کوئی
کرے ہے طنز ہر مصرع مرا اب ہمرہ موزون پر

فرہاد مرگیا یونہین ہے پر سنگ پر — شیرین کی کندہ کرنی تہی تصویر سنگ پر
زانو پہ تیرے غیر کا سر ہو تو کیون نہ پھر — ٹپکے سر اپنا عاشق دلگیر سنگ پر
مٹتا نہین کسیکے مٹائے سے اب یہ آہ — شاید کہ ہے نوشتہ تقدیر سنگ پر
رگہاے سنگ ہون خط مسطر اگر کرین — احوال کوہکن کبہی تحریر سنگ پر

یہ دل تو کیا ہے سنگ مین روزن ہوا ظفر
مژگان لگاے اُسکی اگر تیر سنگ پر

کب اشک چشم کی ہے لخت دل کو ہماین پانی پر — نہین ہے صاحب کشتی کو کچہ وسواس پانی پر
لب دریا پہ کشتی میکشی کی ہے کہ ہے ساقی — تباہ ہر یک حباب بحر جو گیلاس پانی پر
حباب آسا جو تو لو بہر ہے ہر دم دام ہستی — اگر کچہ جنبش دم آیا ہے تجہکو راس پانی پر
دل صد چاک میرا آنسوون سے یون ہے افسردہ — کہ جون ہوتا ہے پژمردہ گل قرطاس پانی پر

نہین گر صورت اخلاص اس سے تو بلا دے تو
ظفر پڑہ کر قل اعوذ برب الناس پانی پر

مطلع ثانی

کرون مین گریہ اگر اپنی ناتوانی پر — فلک نہ مین یہ ہو یون جون حباب پانی پر

دیگر

دیگر

کون سپیہ ہی اہل مہ تابان سمجھکر
دیکھوں میں ترے رخ کو میں قرآن سمجھکر

آیا ہی لب بام پہ وہ صبح نکلنا
تو چرخ پہ ای مہر درخشان سمجھکر

افسوس کہ لگتا نہیں وہ سینہ سے تیر
اس دل کو مرے آتش سوزان سمجھکر

کرتے ہین سلام آنکے ہر صبح ادب سے
خوبان تجھے سب خسرو خوبان سمجھکر

اور بلکہ جھکاتے ہین سر عجز مہ و مہر
صد چند تری آپ سے اب شان سمجھکر

لایا ہوں تری نذر کو لخت جگر و اشک
رکھ دست قدرہ پہ دُر و مرجان سمجھکر

گلشن میں مرے غیرت گلزار کے آگے
ہنسنا تو ذرا ای گل خندان سمجھکر

اور تجھسے یہ کہتا ہوں کہ آنکھیں تو لڑانا
اُس چشم سے ای نرگس حیران سمجھکر

کر دے نہ ظفر لال یہان منھ کو کسیکے
کھایا تو سے غیرون کے تو اب پان سمجھکر

کھینچ مت صید فگن تو دل نخچیر سے تیر
اس نے کھایا ہی کمان کا تری تقدیر سے تیر

قتل عشاق کو ہی جنبش مژگان کافی
کیوں لگے رکھنے میان ہاتھ میں شمشیر سے تیر

ای کماندار میں ہا تھوں لگے تیرے سو بار
جا لگا شہپر مرغان ہوا گیر سے تیر

آہ کیون کر دل حیران سے ہمارے نکلے
چھوٹتا بھی ہی کہیں بازوِ تصویر سے تیر

واہ ای جذب محبت کہ مرے سینہ سے
کھینچ سکا آہ نہ ہرگز کسی تدبیر سے تیر

تجھسے سمجھوں گا قیامت کو بت کلوکیش
تو نے مارا ہی مجھے کون سی تقصیر پر تیر

[illegible]

دیکھنا اُسکے ذرا توسن چالاک کے طور
پھرتا ہی خاک لحد پر مری وہ خاک کے طور

گر رہے ہیچشمی اگر اُس سے تو تیغی جھڑ جاے
رو سکے ابر کب اُس دیدۂ نمناک کے طور

سر بسر زلف بتان سے ہی سدا ربط اُسے
شانہ سان کیون نہو اپنے دل صد چاک کے طور

سر بسر صید دل اپنا ہو نہ کیون وابستہ
حلقۂ زلف وہ ہی حلقۂ فتراک کے طور

دمبدم تیغ بکف ہوتا ہی مجبور وہ ظفر
کچھ نظر آتے ہین بیدعب بت سفاک کے طور

تیرے دیوانے کو مارے ہین پر رو دے پتھر
کوہ چھٹ نام کو لڑکون نے نہ چھوڑے پتھر

عشق وہ سنگ گران ہی کہ کسی سے نہ اُٹھا
کیونکہ بھاری نہ ہر ایک چوم کے چھوڑے پتھر

ہاتھ چھاتی پہ جو ہین مین نے لگایا تو کہا
سخت کیا ہاتھ ہین تیرے یہ نگوڑے پتھر

کوہکن تو نہ ہوا باندھو کہ ہمنے بھی یہان
سر سے مارے ہین دیوار کے پھوڑ کے پتھر

سنگلاخ ایسی غزل تو نے یہ لکھی ہی ظفر
سنکے ہو جائین جیسے طبع کے گھوڑے پتھر

بیوجہ نہین کچھ مری تقدیر گلوگیر
اس چشم کے سرمے کی ہی تحریر گلوگیر

قاتل سے کرون کیا دم تکبیر سخن مین
ہی جوہر شمشیر کے زنجیر گلوگیر

یہ تکمۂ یاقوت نہین تیرے گلے مین
ہی قطرۂ خون دل دلگیر گلوگیر

شب بستر کمخواب پہ آیا مجھے کم خواب
تیری جو رہی خواب مین تصویر گلوگیر

جلد اول دیوان ظفر

[illegible]

دیگر

خدنگ دنبالہ کھایا لیکن نہ لایا شکوہ کبھی زبان پر
کہ بوسہ اُس چشم سرمہ سا کا ہی زہر گویا مری زبان پر

لگا کے باتون مین اُنکو لائین جو حرف مطلب کا کچھ زبان پر
تو ایسی کہدین ٹھکانا جس کا لگے زمین پر نہ آسمان پر

تپ محبت مین سرو قد یہ کہان ہی خشکی مری زبان پر
کہ شکل سوہان پڑ گئے ہین ہزارون کانٹے مری زبان پر

اُٹھائے سوز غم ہر خط ہین یہ خونکے دعوے کوئی غلط ہین
کہ مثل قط گیر خط یہ خط ہین ہنوز باقی ہر استخوان پر

خلش یہی خار خار غم کا رہا تو مرقد پہ میرے سبزا
یقین ہی مانند برگ خرما اوگے گا نشتر کسی زبان پر

کہا یہ سو بار دل کو رو کر حریف مست ترک چشم کو کر
پر آخرش ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بہا ہے مژگان کے ہرسنان پر

وہ چشم و ابرو تمھارے زیبا کہ قاب قوسین ٹھہرے اولی
یہ خال پیشانی کیون تمھارا نہ فوق لیجائے فرقدان پر

ہمارے سر پر سبوے ہامون کہے ہی داغ جنون کہ چمکون
چراغ وحشت سرا ہی مجنون کرون مین روشن چراغدان پر

کوہ ان ہو لالہ مگر اپنے خون سے فرہاد | کیا ہی دامن کہسار کو منقش کر
نہیں ضرور ہی قالین کہ نقش پا سے تو | زمین کلبۂ غمخوار کو منقش کر
ہر رنگ بیضۂ نوروز عکس چمکون کا | سکھے ہی گوہر شہوار کو منقش کر
وہ پہنیں بر میں ڈلا گر لباس گلکاری | تو داغ کھاکے تن زار کو منقش کر
جبین پہ عنبر گلشن تو اپنی جون افشان | بآب زر خط گلزار کو منقش کر

کسی کو بھیجنے ہون گر ظفر یہ چہرہ چھپلے
تو دو کو سادہ بنا چار کو منقش کر

کھائے بخیہ بین نہ کیون عقل رفوگر چکر | چاک دل دیکھ رفو کبھی ہی رفو در چکر
عارض و خال سے ہو اسکے نہ رو کش ہرگز | کھائے گر تا بقیامت نہ وا اختر چکر
اثر طالع گردش سے مرے ای ساقی | کھائے گرداب صفت بزم مین ساغر چکر
چرخ فانوس خیالی ہی کہ جسمین شب و روز | مثل تصویر ہر اک کھائے ہی اکثر چکر
گردش وجد سے دون کوہ کو مین چکر یون | جس طرح کھاتا فلاخن مین ہی پتھر چکر
غمزۂ و ناز و ادا اور نگہ گردش چشم | تیر و شمشیر ہی اور نیزہ و خنجر چکر
دیکھ کر وہ مجھے آوارہ لگے فرمانے | تیرے پانو نہین ہی یکدست مقرر چکر
نہ دیا مجھکو فلک نے کبھی ہر دن بھی قرار | خاک کو روز بگولے مین ہی کیسر چکر
آسیا کی طرح اب غور سے گر دیکھو ظفر | کھاتے گردش سے زمانے کی ہین پتھر چکر

وفور اشکون کا ہی ہمارے نکلتے نالون مین ہین شرارے
نہ کیونکر ہون عشق پر مجھاور زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

پھپھولے پانون مین ہین نمایان تو سر پہ داغ جنون فروزان
نہ دیکھین دیوانے تیرے کیونکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

ذرا جبین عرق فشان پر تو اپنی افشان دکھا دے چنکر
کہ تا نظر آئین ماہ پیکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

نہ سبزۂ گل پہ جوش شبنم نہ چمکے جگنو ہوا پہ ہر دم
نظر سب آتے تھے مجھکو یکسر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

ادہر تو فوارے چھٹتے ہین وہان ادہر ہین اشجار پر چراغان
نئی ہی سیر اک چمن کے اندر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

زمین نہایت ہی تھی یہ مشکل ظفر ہی استاد پر وہ کامل
غرض دکھائی دیے بٹھاکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

بجز انگوکب راضی ہون ہم جب بجے جانے پر
رکھے ہی مرغ روح میکشان تک آب دانے پر

تاسف کوہکن کے بار کوہ غم اٹھانے پر
ٹپکتا تھا یہ سر شیرین کے سنگ آستانے پر

ترا گھر سرا کاشانہ تھا اب ہی غیر کا مسکن
تسلط زاغ نے پایا ہما کے آشیانے پر

اثر دیکھا ترا اے گریہ وہ بیداد کشا ہی
کہ مجھکو آگ لگتی ہی ترے آنسو بہانے پر

دیگر

ہی تری نازکی مین کمر بال برابر
بن جانون بیان فرق ہو گر بال برابر

پاک کرتے ہین جو ریفون کے ہیرونکا جگر
مجھکو یہ عشق ہی اینسے کہ کھلاؤن انکو

تیلیان پلکین ہوئین اور چشم ہے جون کالبک
ہی اس کھیل مین دل صید یون جیسے
اتفاقاً کوئی گر ایسے ہین گھٹ بھی جاوے
کھدو صید ہی ہے کہ تو خوش ہو لیا ہو تا ہی

انکھین کیا کیف کی حاجت ہی بہر کیف ہی
نشہ طائر بھی انھین دیکھکے کہتا ہی کاش

تیر جو کرتے ہین یہ خنجر سنفار ہیٔر
کھائین گردانہ کی جا گوہر شہوار ہیٔر
گر رہین آنکھون مین یہ مرغ نظر دار ہیٔر
دام صیاد مین ہون جیسے گرفتار ہیٔر
ہیزہ دین جو لڑا میرے طرفدار ہیٔر
ہاتھ اندھی کے اگر آگئی اکبار ہیٔر

چشم خوبان کی طرح کیفی و سرشار ہیٔر
دیوے مجھکو بھی بنا خالق دادار ہیٔر

بات مردون کی ظفر ایک ہی کب سنتے ہین
آدھا تیئر کہین آدھا کہین گر یار ہیٔر

بن ترے ای رشک گل رشک بہار
داغ بر دل ہون مین سوز ہجر سے
ہون گرفتہ دل برنگ غنچہ مین
اب تمھین ہی مثل موج آب جو
مین ہون اوارہ برنگ بوے گل
ہوتا اس گل کو نہین مطلق اثر

نوک سبزہ چشم مین ہی نوک خار
کیا خوش آوے مجھکو سیر لالہ زار
ہی روش گل کے جگر میرا افگار
ہاتھ مین میرے عنان اختیار
ایک جا ہرگز نہین مجھکو قرار
مثل بلبل کر چکا نالہ ہزار

دیگر

چھپے رہے چوٹی گو جو اس بیداد گر کی پشت پر
کیون نگین کو رہے نہ اس آشفتہ سر کی پشت پر

بستر گل پر جو وہ سویا تو پھولون کے نشان
نازکی سے پڑ گئے اُس سیمبر کے پشت پر

ماہ کے پیچھے نہ دیکھا تھا کبھی ابر سیاہ
پر سپر کو دیکھا اس رشک قمر کی پشت پر

ناتوان ہون مجھکو یارو اُس گلی مین لے چلو
تم بٹھا کر توسن باد صبا کی پشت پر

مال احمق کے لیے گر ہو سوا یہ چاہیے
اور بھی لادا زیادہ بوجھ خر کی پشت پر

پیچھے آنسو کے نہین لخت جگر اک راہرو
ہے روان گٹھری لیے رخت سفر کی پشت پر

کھل گیا جوڑا جو بالون کا تو بل بے نازکی
پہونچا اک صدمہ ظفر اس مو کمر کی پشت پر

ای ظفر جامۂ گل پر نکرے ناز کبھی
دیکھے رنگین اگر اُس شوخ کی پوشاک بہار

قرّہ ہی خنجر ابروے دلبر کے تلے خنجر
بنایا صانع قدرت نے خنجر کے تلے خنجر

نگہ پھیرے اگر اپنی جو صیاد جفا پیشہ
تو پھر جا نگاہ صید مضطر کے تلے خنجر

وہ تیری سخت جانی دیکھ کر جھنجھلا گیا ایسا
کہ توڑا اسنگدل نے رکھکے پتھر کے تلے خنجر

ہمارا خون نہیں ایسا کہ چھپ جاوے ای قاتل
چھپائے تو اگر دامان محشر کے تلے خنجر

گر کبھی کھول کر مرد سپاہی اسطرح سووے
بغل مین ہو اگر تلوار تو سر کے تلے خنجر

قلق سے ہجر کی شب کاٹ ہی ڈالون گلا اپنا
اگر معلوم ہو رکھا ہی بستر کے تلے خنجر

نظر اُس مہروش کی دیکھیے کس کس کی گردن پر
ظفر ہر روز پھیرے چرخ اخضر کے تلے خنجر

ہر آشنا سے ایسا ہی اب آشنا کا طور
دو دن مین جیسے بگڑے ہی رنگ حنا کا طور

تیرے مریض عشق کی ہو کیا شفا کا طور
نی کچھ دوا کا ڈھنگ نہ ہی کچھ دعا کا طور

ہو وینگے فتنے کتنے ہی پیدا جہان مین
اگر ہی یہی تری نگہ فتنہ زا کا طور

مانند موج ہم ادہر آئے ادہر گئے
کس طور سے ہو بحر فنا مین بقا کا طور

رکھتا ہی تیرے زیر قدم ہر قدم پہ چشم
سیکھا ہی خاک پانے تری نقش پا کا طور

واعظ جو اسکے بیچ ہی مین ہی وہ حور مین کہان
شوخی کی طرز ناز کا شیوہ ادا کا طور

دکھاتی ہے سر عاشق کو قاتل سفاک
ازتیغ و بوسی ستان نشیب و فراز
کبھی ہو پست کبھی ہو فلک سے بلند
اس پیش و پس میں ہر زمان نشیب و فراز
زمین پہ راہ محبت میں ہر زمان دیکھی
نہ کیونکہ کاروان نشیب و فراز
زمیں کو دیکھ کے عصابہ کو نظر آتی ہے
ہر طرف جہان نشیب و فراز
جھلک دکھا کے دکھاتا ہے سعد و نحس
کیا ہے ساتھ ہی فوارہ سان نشیب و فراز
ظفر جو راہ زخود رفتگی عجب ہموار
کہیں بھی ہے کہ نہیں درمیان نشیب و فراز

مارے پتھر مری تربت پہ ظفر یہ اُسنے
کرگیا صدمے سے تعویذ سر تربت جھجرُ

دل مرا ڈالے یل عشق نہ کس رنگ مرور	پنجہ رستم کا بھی ہو دیکہو دم جنگ مرور
ذبح کرتا ہی تو کرلیکے چھری ای صیاد	لیک مت گردن مرغان خوش آہنگ مرور
شکن زلف کے مانند تری ای نوخط	لکھ سکے کب قلم مانی ار زنگ مرور
روکش اُسکے گل رخسار سے یہ ہوتا ہی	دے صبا کیونکہ نہ گوش گل خوشرنگ مرور
ایک دریا سے ہنسکو ہے بجوئے جسم	دامن ترکو ترا عاشق بے ننگ مرور
ہاتھ پکڑ بی جو تصور سے بھی تو وہ کہوے	تو مرے ہاتھ کو اتنا بھی بڈھنگ مرور

سہہ ہے جو نہ طفل دبستان محبت میں ظفر
پھینکا آخر ورق دانش و فرہنگ مرور

ردیف زا معجمہ

بشرکو کیوں ہو دہ پریشاں نشیب و فراز	کہ دم کے ساتھ ہی ہر دم یہاں نشیب و فراز
فلک عروج و تنزل سے اک زمانے کو	دکھائے ہی روش نردبان نشیب و فراز
کیے ہی جاے ہی راہ فنا کو طی ہر دم	سمجھتی کچھ نہیں عمر روان نشیب و فراز
حضیض و اوج میں سیارہین ستارے بھی	دکھاتا کسکو نہیں آسمان نشیب و فراز
کہوں بگولے کو کیا خاک ہیں ملا یا گرد	کہ میری طرح سے دیکھے کہاں نشیب و فراز

دیگر

کھینچ کر تیغ نہ ظالم کے انداز سے رخ
قتل کرتا ہی تو مجھکو تو کہ ای ناز سے رخ
مصحفوں کی جا ای سنا ای صفر
دیکھو صبا دی مرغان خوش آواز سے رخ

جلد اول دیوان ظفر

خواب مین اُسکی جو لین رخ کی بلائین پریتے | پیچ کھاتی ہی پڑی زلف گرہگیر ہنوز
منفعل کیون نہو تقصیر پر اپنے قاتل | شمع کے پانونپہ سر رکھے ہی گلگیر ہنوز
تکمہ یاقوت کا ہی اُسکے گریبان مین کہان | قطرۂ خون ہی کسی کا یہ گلوگیر ہنوز
جلوہ گر ماہ نہین واہ رے افقی فلک | منھ سے رکھتا ہی لگاے قدح شیر ہنوز
کون کہتا ہی معلق ہی یہ سقف گردون | کہکشان کا ہی لگا اس مین تو شہتیر ہنوز
وہ ترا طالب دیدار ہوا ای صید فگن | وارہے کیون نہ بھلا دیدۂ نخچیر ہنوز
کون وحشت زدہ ہی رقص کنان زندان مین | صورت چشم سراپا ہی جو زنجیر ہنوز

غیر تقدیر نہین ہونے کا وصل دلدار
ای ظفر تو ہی عبث درپی تدبیر ہنوز

ہوا غم سے دل ناکام لبریز | مے غم سے رہا یہ جام لبریز
مین وہ مے نوش ہون پی جاؤن گر ہو | سبوے چرخ مینا فام لبریز
ترے ہاتھون سے جام بادۂ عیش | رہا کب گردش ایام لبریز
حنائی کیون نہو وہ دست صیاد | کہ خون صید سے ہی دام لبریز

ظفر اشکون سے اپنا کاسۂ چشم
رہے ہی صبح سے تا شام لبریز

گر خوشی اس دل مغموم سے چاہی آمیز | وصل مین ہجر تو مت کیجو الٰہی آمیز

ہو سخط کب ہی لاگر دیہ اس گال کے سبز
ڈوبے صیاد نے ہین رنگ دیے جال کے سبز

جم گیا گوشہ ابرو پہ نہین کچھ وسمہ
پھول سینے کے ہین اس تیغ کی تمثال کے سبز

کیون پسند آتے نشیمن نہ ہمین قوس قزح
واہ تحریر کھینچی یا بس ہی کیا لال کے سبز

تیرے عارض پہ خط سبز ہی یا آئینہ
ہو گیا عکس سے طوطی کے پر و بال کے سبز

تیرے بیمار کا کیا چارہ کرے کوئی طبیب
رنگ ہو جاتے ہی بس سنتے ہی احوال کے سبز

باندھی مدت مین جو عرٹی و نیکی مجنون نے ترے
پھر ہوا دشت جنون بعد کئی سال کے سبز

اس زمین مین کوئی پڑھو اور غزل بھی رنگین
ہو سخن کس کا ظفر آگے ترے فال کے سبز

سنگ سرمہ نے کیا یون نگہ یار کو تیز
جس طرح سنگ فسان کرتا ہی تلوار کو تیز

پا برہنہ ترا وحشی جو سر دشت آئے
تو کرے باد صبا خار سے ہر خار کو تیز

گل اسے دیکھ کے دیوانہ ہوا ہی قصداً
بلبلین کیون نہ کرین نشتر منقار کو تیز

نوک سبزہ کی نہین کچھ سر مہمیز سے کم
پھر کیا توسن وحشت کی جو رفتار کو تیز

نگہہ یار غضبناک ہے وہ دل کی بہنو
کہ دوا دیجے نہ اسطرح کی بیمار کو تیز

قیمت نیم نگہ دیتے ہین عاشق دو جہان
کر دیا عشق نے یہ جنس کے بازار کو تیز

ای ظفر دیکھتے کیا ہو کہ وہ سفاک جہان
آج پھر دیکھتا ہی اپنے گرفتار کو تیز

بے تمیزی ہی یہان تک کہ زمانے مین ظفر
نہ وہ تعظیم سی شی ہی نہ وہ آداب سی چیز

ردیف سین مہملہ

دل مرا لیکے کیا آپ نے واپس اجی بس — حوصلہ دیکھ لیا آپکا بس بس اجی بس
ہمکو رخصت ہو کہ بس آپکی صحبت کے شریک — رات دن رہنے لگے سب کس و ناکس اجی بس
ہو چکا سیر طبیبون سے مریض غم ہجر — جاؤ کیا دیکھتے ہو گرمئی ملمس اجی بس
ضعف سے بیٹھ گیا جون روش نقش قدم — اٹھ چکا آپکے کوچے سے وہ بیکس اجی بس
ناصحو کیجیے یہ پند و نصیحت موقوف — بس مین دل اور کے ہی پھر انہین بس اجی بس
کیون مقابل ہوے تھے حضرت دل عشق کے تم — ہو چکا آپکا اتنے ہی مین دم کس اجی بس
ہم بھی رکھتے ہین زبان منھ کو سنبھالو اپنے — گالیان دیکے چلے اک بوسہ پہ دس دس اجی بس
پوچھو مت حضرت ناصح مرا آکے احوال — سنکے مغموم نہو خاطر اقدس اجی بس
تار زردی کا جو باندھا تو نہ توڑا ہمنے — ہمسے ہر چند وہ کہتی رہی ہنس ہنس اجی بس
خاک اُس در کی ہی اپنے تن عریان کا لباس — ہمدمون چاہیے کیا مخمل و اطلس اجی بس

پنجۂ یار کے باندھوگے مضامین کب تک
اے ظفر سن چکے ہم بند مخمس اجی بس

مژگان سے کسی کی چبھ گئے نشتر جگر کے پار — روزن جو سیکڑون ہین برابر جگر کے پار

دیگر

[illegible]

چشم کے گرد نہیں حلقۂ مژگان اسکے	آتے ہین لوگ عیادت کو یہ بیمار کے پاس
دیکھ ای ابر بہاری تو نہ کر ہمچشمی	لعل و گوہر ہین مرے دیدۂ خونبار کے پاس
مبتلا گل پہ جو ہمشور رہا ہو تو کچہ دور نہین	دیکھو ہی داغ جگر سینۂ دل زار کے پاس
منکشف کیون نہو آثار محبت تجھپر	قبر عاشق کی ہی ظالم تری دیوار کے پاس
حلقۂ زلف اس ابرو کے نہو کیونکہ قریب	رکھنی قاتل کو سپر چاہیے تلوار کے پاس

سوزش عشق ہین دل کیون نہو بیتاب ظفر
جانے دیتا نہین کوئی مجھے اُس یار کے پاس

آبلہ پیدا ہوا داغ دل مضطر کے پاس	چاہیے تھا واقعی شیشہ بھی یان ساغر کے پاس

مطلع ثانی

زلف آشفتہ نہین خال رخ دلبر کے پاس	شاخ سنبل باغ مین طرفہ ہی نیلوفر کے پاس
جیسے دل کے متصل رکھتا ہون مین تصویر یار	اوسی صورت کا جلوہ ہی خدا کے گھر کے پاس
دل عبث ہمنے دیا ہی ای بت کافر تجھے	لعل کی کیا قدر ہو جب تجھسے ہو پتھر کے پاس
ہین تو سایہ سے بھی اُسکے مانگتا ہون الحذر	ہو جو دیوانہ سو جاوے اُس پری پیکر کے پاس
ابر کی کیفیت نہین خالی رہین بھاتی نہین	بادۂ گلگون سے شیشہ رکھدے بھائی ساغر کے پاس
زلف کے کشتہ کا تیرے ہی جہان مرقد وہان	جا نہین سکتا کبھی کالا بھی مارے ڈر کے پاس
آفرین تجھکو ظفر ہو کیون نہ شاگرد نصیر	اس غزل کو جا کے پڑھو ہر ایک دانشور کے پاس

دیگر

[illegible]

جلد اول دیوان ظفر

[illegible]

ای ابر شتاب آنہ کمتاجی کو تو اُسکے	کرتا ہی صدا نالہ دل مضطر طاؤس
جو داغ بدل ہو وہ ہی سلطان محبت	رہتا سر طاؤس پہ ہو افسر طاؤس

داغوں سے ظفر کیونکہ نہ ہر پر پہ ہو مہر ین
صیاد جفا پیشہ یہ محضر پر طاؤس

یہ نچھکر اشک وہ کہتے رہے ہر بار کہ بس	ہنسنے پر باندھے دیا رشتے کا یہ تار کہ بس

مطلع ثانی

ہم ہوئے شب کو یہ نالاں پس دیوار کہ بس	کھول کر غرفہ لگے کہنے وہ ناچار کہ بس
خوف آتا ہی ترے جعد میں ہو بات کو دیکھو	کیا نکالے ہی زباں اپنی سیہ مار کہ بس
جان و دل تاب و توان ہوش و خرد صبر و قرار	لیجئے اور بھی کچھ ہی تمھیں درکار کہ بس
دیکھتا ہی نہیں تصویر کو جا یوسف کی	اُسکے ہی حسن کا البتہ یہ پندار کہ بس
ہاتھ آیا بانی میں جو کل ٹوٹ گیا ہار اُنکا	اس قدر رہے گے گرد ہوئے ہار کہ بس
ہو گیا سینہ مشبک ترے تیروں سے تمام	کہ تری مرضی ہی کیا اور بھی ای یار کہ بس
جام و مینا و سبو کیا ہی چڑھا جاینگے خم	ساقیا منھ سے نہیں کہنے کے میخوار کہ بس

ای ظفر دل ہو نہ کس طرح سے مضطر کی طرح
آج اس طرح کا دیکھا ہی طرحدار کہ بس

جاے سب جا کے پرائے یہاں وہ نہ اُٹے افسوس	واقعی سچ ہی کہ یہ جا ہی جاے افسوس

کب بزم انبساط ہم اسمین ہوسکے
ہی غنیہ کبود جو چرخ کہن کے پاس

اے دل کیا ہی خضر نے یہ جاہ پر گذر
تحریر خط سبز نہیں اُس فن کے پاس

پھوسلے نہ پیرہن میں سمائیں گے شل گل
پہونچے گرا بکی اُس بت گل پیرہن کے پاس

اپنا تو بعد مرگ بھی ہی عالم جنون
سوزن کا کام کیا ہے چاک کفن کے پاس

تحریر مسی کی وہ دندان ہین خوشنما
کیا طرفہ نیلو فر ہی کھلا یاسمن کے پاس

دیکھے اگر ترے قد دلجو کو باغ مین
قمری نہ بیٹھے آنکے سرو چمن کے پاس

ہیبت سے ہو دو نیم ہین سینہ جرس
آئے کبھو جو میرے دل نعرہ زن کے پاس

اس بحر مین اک اور غزل پڑھیے اے ظفر
رکھتا ہی کون دل سے یہ موتی سخن کے پاس

زلف آگئی صبا وہ خال دہن کے پاس
مار سیاہ کھیلے ہی کیا اپنے من کے پاس

دل مین بیان ہی حسرت نظارہ چمن
صیاد رکھو قفس کو ہمارے چمن کے پاس

ابرو کے پاس تل نہیں کاجل کا ہی بنا
یہ حلقہ سپر ہی بت تیغ زن کے پاس

کل وہ گلے جو عاشق بیمار کے لگا
ق اُسکی طپش کی گرمی جو پہونچی بدن کے پاس

بولا کہ مجھکو تاب نہیں اب یہ حال ہی
شب جیسے شمع جلتی ہی شمع لگن کے پاس

گر جاؤ تات دہر سے غم ہی تو اے ظفر
کر جا کے التجا شہ خیبر شکن کے پاس

ردیف شین معجمہ

بھولا نہ مجھے یہ کبھی اس یاد کو شاباش
شاباش ہمارے دل ناشاد کو شاباش

ہر روز ستم تازہ ہے ہر روز نیا ظلم
اے شوخ ستمگر تری ایجاد کو شاباش

گویائی اگر ہووے لب زخم جگر کو
اتنا کہے اس خنجر بیداد کو شاباش

نازک ہے تو کس کام کا ناصاف ہے گر دل
فولاد بنا آئینہ فولاد کو شاباش

المنۃ للہ کہ ہوئی اتنی تو تاثیر
کہتے ہیں وہ سن کر مری فریاد کو شاباش

یہ قتل کا ہے شوق کہ اُڑ جائے اگر سر
پیدا ہو صدا حلق سے جلاد کو شاباش

مرغ چمن قدس کو اس دام سے کیا کام
پر کھینچ ہی لایا مجھے صیاد کو شاباش

کیا طرز وفا عشق سے سیکھا ہے دلا واہ
شاباش تجھے اور ترے استاد کو شاباش

مر مر گئے ہوئے داخل جنت بنی آدم
پر چھوڑ نہ جائے پدر اولاد کو شاباش

آسان نہیں سنگ پہ سر مار کے مرنا
کیا کام کیا عشق میں فرہاد کو شاباش

ہیں لاکھوں خیالات ہیں فکر سخن اپنا
تیری ظفر اس طبع خداداد کو شاباش

بالش کہاں ہے اور کدھر شوخ سنگ فرش
ہے خشت جا تکیہ ہیں اور سنگ فرش

بستر پہ کیوں تڑپ کے نہ شب کو کروں سحر
تجھ بن دلائے ہے مجھے کیا کیا ترنگ فرش

سیکھی ہے آہ کس سے شرارت یہ شمع بزم
شب کر دیئے جو تو نے جلا کر پتنگ فرش

ساقی پہونچ کہ چادر مہتاب نے کیا
کیا چاندنی کا چرخ پہ یہ بے درنگ فرش

نقد دل لیکے دیا بوسہ لب کیا کھینچے
خود لگا کہنے کہ ہون لعل بدخشان فروش

بدوقت تیر قضا جلد کہین ہو یارب
جتنے ہین کوچہ دلدار مین پیکان فروش

روز و شب قرص مہ و مہر لیے پھرتا ہی
ای ظفر کیون نہ فلک کو کہین ہم نان فروش

وہ چشم ہو کیونکر سحر و شام فراموش
مین مست ہون مجھسے ہو کہان جام فراموش

ہو جسسے کہ ایکبار مرا نام فراموش
وہ یاد دو عالم سے ہو ناکام فراموش

کس وجہ سے جاوی یہ پریشانی دل آہ
ہوتی نہین وہ زلف سیہ فام فراموش

لے سر پہ وبال اپنے اسیرون کا نہ صیاد
اتنا بھی نہو رکھ کے تہ دام فراموش

جس کام کو آئے تھے یہان ملک عدم سے
افسوس کہ وہ ہمسے ہوا کام فراموش

اک مین بھی ترے دور مین ہون مدہوش
تو مجھکو نہ کر ساقی گلفام فراموش

ہو یاد ترے کعبہ رو کی نہ مجھے کیون
کافر ہون جو دل سے کرون اسلام فراموش

اس نرگس مخمور کا رکھتا ہون تصور
ہی جیسے خیال گل بادام فراموش

آرام و قرار و خرد و ہوش وہی ہی
کیونکر ہو ظفر دل سے دل آرام فراموش

نہین قمری کی طرح سرو گلستان پہ غش
شکل پروانہ ہون اس شمع شبستان پہ غش

نہ تو سنبل پہ ہون مین اور نہ ریحان پہ غش
مین ہون اس گل کی خط و کاکل پیچان پہ غش

رکھتا ہون مدام ہجر مین بھی وصل کا مین ذکر
گو عیش نہین پر ہی زبان پر سخن عیش

سیکھے کوئی رندان خرابات نشین سے
ہی زاہد بیچارہ کب آگاہ فن عیش

ساقی کے لب لعل پہ گرمی ہے نشے کی
ہر قطرہ عرق کا ہی سُہیل یمن عیش

کیا بادہ کشی کیجیے کہ سنگ ستم چرخ
ہی خم شکن عشرت ساغر شکن عیش

ہو روبرو اپنے جو اگر شمع رخ یار
کس طرح سے روشن ہو ظفر انجمن عیش

دکھاوے اپنی جو وہ رشک آفتاب تراش
تو آئینہ کی ہو غیرت سے غرق آب تراش

جو تیری چشم سے رکھے خیال ہمچشمی
تو تیغ موج سے ڈالے سپر حباب تراش

ہماری بات کو ہر دم جو کاٹ دیتے ہو
کہان سے تمنے نکالے ہین یہ جواب تراش

ترے لیے فلک ای شہسوار توسن ناز
دکھائے ہی مہ نو صورت رکاب تراش

زبان دراز نہایت ہی شمع ای گلگیر
تو اسکے بزم مین اُسکی زبان شتاب تراش

نہ کر تو مشق ستم میرے صفحۂ دل پر
قلم تراش سے ای شوخ پر عتاب تراش

ظفر مدام یہ ساقی سے اپنے کہتا ہے
بلور کا تو دکھا ساغر شراب تراش

گھر مین اُسکے جاکے پھر کسکو ہے اپنی کچھ بھی ہوش
نہ خبر تن کی رہے ہی اور نہ ظالم دل کا ہوش

سیج پر سوتے ہو تم اور ہم سوتا ہو ...
مجھکو بیان درد جدائی سے نہین بستر کا ہوش

نبض پر رکھتے ہی انگشت پھپھولا پڑجائے — ای طبیبو وہ بلا ہی تپ ہجران کی طپش
نہیں معلوم یہ کیا عشق کی ہے آگ کی — پھونکے دیتی ہی مجھے میرے دل و جان کی طپش

لکھ یہ تبدیل ردیف اور غزل گرم ظفر
جسکو ہو سنکے زیادہ دل یاران کی طپش

جگر و دل میں ہے وہ نشتر مژگان کی خلش — نہ سنان کی جیسے پہونچے ہی نہ مژگان کی خلش
بن ترے بستر گل پر مجھے حق میں ہی گل — ہر رگ گل میں ہے اب خار مغیلان کی خلش
دیکھنا جوش جنون ہی مرے سینہ پہ سوا — نیش زنبور سے بھی تار گریبان کی خلش
تن پہ ہر مو ہے مرے نشتر زہر آلودہ — دل میں جسدم سے ہے نیش غم جانان کی خلش
تم ہو اور غیر میں اب اور ہی گلگشت چمن — ہم ہیں اور آبلہ اور خار بیابان کی خلش
گوہر بالی کی مرے دل میں چبھی ہے جس طرح — نیش کژدم میں ہی کا ہیکو اس عنوان کی خلش

ای ظفر نشتر الماس سے بھی ہے افزون
دل عشاق میں خار غم ہجران کی خلش

مغان اگرچہ ہی یہ موسم بہار تو خوش — بغیر بادہ نہوں لیک میگسار تو خوش
خوشی سے ہنستے ہیں گل گرچہ رو رہی ہی شبنم — بلا سے ایک ہی ناخوش کہ ہیں ہزار تو خوش
بچھڑا نہ مالک عدم سے کوئی ہزار افسوس — کہ اس سے پوچھیے بتلاؤ ہینگے یار تو خوش
ہوے وہ داغ جگر دیکھکر مرے برہم — وگرنہ آگئے ہی یان سیر لالہ زار تو خوش

[illegible]

قسم خدا کی وہ ہی تیری شوخ و شنگ تراش | کہ بت تراش نہ ایسا نہ کوئی سنگ تراش

جو اس طرح سے ہی مشق ستم تجھے منظور | قلم کی طرح مرے سر کو خانہ جنگ تراش

اگرچہ حور پری حسن میں ہیں آپ مشہور | ولے کہاں ہی تمہارا سا رنگ ڈھنگ تراش

کہاں ہیں قطرۂ خون چشم میں ترے عشق اسکا | یہ لایا موتی کے دانے ہیں ایک رنگ تراش

جو اسکے ناوک مژگان کا وصف لکھتا ہی
تو ای ظفر کوئی تو خامۂ خدنگ تراش

کیوں نہ یہ سنکر کھڑے ہوں باغ میں بلبل کے گوش | صبحدم شبنم نے یکسر بھر دیے ہیں گل کے گوش

منہ سے کیا اپنے نکالیں بات ہم ڈرتے ہی | ہیں لگے رہتے ادھر کو اندنوں قاتل کے گوش

یا تو ای زاہد ہمیشہ چار قل سنتے تھے ہم | یا لگے رہتے ہیں اب آواز پر قلقل کے گوش

گوش بر آوازہ ہیں غماز یار روز آ دن | ہو سکے تو بند کر دو اسکے تم بل چل کے گوش

ہو جو زیور کا تحمل کیونکر اسکے کان میں | تو ہیں جسم نازک بدن کے بوجھ سے کاہل کے گوش

چشم میگون ہے نہ اسکی ہو سکے ہم چشم دیکھ | ساقیا تو کھول دے محفل میں جام و مل کے گوش

ای ظفر اک بات میں مقراض فکر تیز سے
کترے ہی وقت سخن تو طالب آمل کے گوش

نہ مجھکو عشق میں ہی جان کا نہ تن کا ہوش | اگرچہ ہی تو ہی اپنے ہی گل بدن کا ہوش

کیا جو مارکے دفن اسنے مجھکو چھت میں | غضب ہی تھا ترے قتال تیغ زن کا ہوش

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہی معقول چہ خوش

دیگر

[illegible] ظفر صورت [illegible]

خیال چھوڑیے دنیا کا کیجے دین کا فکر	تلاش اُدھر کی ہی کیا چاہیے ادھر کی تلاش

جسے تلاش ہی مضمون کی جانتا ہی وہ
کہ ہی تلاش سے سبکی جد ظفر کی تلاش

کرتے ہیں بہت صاحب تدبیر پس و پیش	پر دیکھیے کیا کرتی ہی تقدیر پس و پیش
دل پہلے پھنسا زلف میں جا جھڑکے پیچھے	دونوں ہوکے وابستہ زنجیر پس و پیش
جب تک کہ رہا دم میں کرکے دل سے رہی	آہ سحر و نالہ شبگیر پس و پیش
کہ دیکھو قاصد کہ نہ تھے ہوش ٹھکانے	کچھ خط میں اگر حرف ہوں تحریر پس و پیش
دم جائیگا ساتھ اُسکے پڑی مرگ کو کیا دم	شاید ہو ترے باعث تاخیر پس و پیش
پیکان ہی سر تشت سر سینہ ہی سوفار	کیا خوب برابر ہی تراتیر پس و پیش
ہر روز ترے ساتھ ہی اِک سرو خراماں	سایہ کی طرح عاشق دلگیر پس و پیش

دل جنکا ہی روشن وہ ظفر صورت خورشید
یکساں ہی سدا باعث تنویر پس و پیش

ہر طرح غیر کی دلجوئی ہی معقول چہ خوش	ہمسے ہر بات پہ بدخوئی ہی معقول چہ خوش
بات معقول کہوں میں تو کہے فرزند	تو اتالیق ہرا کوئی ہی معقول چہ خوش
دل ہوا اُسکا سوا اور مکدر ہمسے	گر دکیں گریہ نے کیا دعوی ہیں معقول چہ خوش
جو نہ کہنا تھا کہا منہ سے وہ تمنے ہمکو	واہ کیا آپ کی کم گوئی ہی معقول چہ خوش

[illegible]

عجب طرح کا زمانہ یہ آگیا ہی ظفر
کسی کے ساتھ کسیکو نہین ذرا اخلاص

جو دیکھے داغ دل خانمان خراب کا قرص
ہمارے مردمکِ دیدۂ پُر آب کو دیکھو
تپ فراق بت اس سہ جبین کے دو مجھکو
یہ ترک چشم بتان کے سپر ہی پہلو مین

تو جل کے سوختہ ہو جاے آفتاب کا قرص
بھنور کا بحر مین کیا ہی اس آب و تاب کا قرص
بجاے قرص طباشیر ماہتاب کا قرص
نہین ہی حلقۂ گیسوے مشکناب کا قرص

نہ کیونکہ فوتِ دل ہو ظفر کہ وہ گلرو
بنا کے دے مجھے وہ صندل و گلاب کا قرص

بھری تھی ساغر مین رات ساقی نے ایسی خوشبو شراب خالص
نہ اُسکو پہونچے ہی مشک خالص نہ اُسکو پہونچے گلاب خالص
اس آرزو مین کہ اُسکے پانوٗن کے چھلے کوئی مجھے بنا دے
ادھر تو ہی سیم ماہ خالص اُدھر زر آفتاب خالص
حلاوت اُس شیرین لعل لب کی نہ پوچھو تو سے کی ہی یہ شیرین
کہ جو کوئی انگبین خالص کو گھول لے لیکے آب خالص
دل شکستہ درست میرا انھو دے کیونکر کہ ہاتھ آئے
تمھارے بوسہ کے غال مشکین کے مومیائی شتاب خالص

رات دن سولی پہ ہوتا ہے دمِ منصور کی
کس کو اے فاختہ ہے سرو چمن زار کی حرص

روغنِ آتش کو بجھا سکتا نہیں ہے ہرگز
لقمہ ءِ چرب سے جاتی نہیں پر خوار کی حرص

پیش نیسان نکرے وا لبِ اظہار طلب
ہو صدف کو نہ اگر گوہرِ شہوار کی حرص

ہیں فقط داغ جگر عشق کی دولت کافی
تیرے عاشق کو نہیں درہم و دینار کی حرص

قتل سے اور بڑھا شمع کا شعلہ دیکھو
سر کو کٹنے پہ نہیں گھٹتی ہے زردار کی حرص

بیٹھنے دیتی ہے کب کنج قناعت میں ظفر
ایک دشمن ہے یہ دنیا کی طلبگار کی حرص

ردیف ضاد معجمه

لب نکالیں گے ترے لعل یمن پر اعتراض
زلف ہے کرتی ہے کیا مشکِ ختن پر اعتراض

ہنسنے کی ہے جا کلی اور اُسنے کی خار کلی
واجبی ہے گر کریں ہم کو ہکن پر اعتراض

لاکھ پیچ و تاب کھائے موجِ دریا پر کہاں
کر سکے اُس آستین پر شکن پر اعتراض

ہو وے پھر صبحِ قیامت پر قیامت آشکار
گر نکالے کچھ مری خاکِ کفن پر اعتراض

شاخِ سنبل سے نکالے شاخسار زلف گر
قد ترا کرنے لگے سرو چمن پر اعتراض

باندھیے گنبد اگر اک اپنی دود آہ سے
لاکھ نکلیں خیمۂ چرخِ کہن پر اعتراض

آج کس اہلِ سخن کو اسقدر مقدور ہے
کر سکے جو اے ظفر تیرے سخن پر اعتراض

جلد اول دیوان ظفر

بت کشمیر کے آیا جو نہیں طرف سے خط
کھل گیا راز مین شاید کہیں یہ برف سے خط

باندھتی ہی اُسنے کمر قتل پہ شاید ہمدم
لکھ کے بھیجا ہی جو نخوا نے تنجر سے خط

عمر کی صرف اسی بحث مین تو نے ناداں
لکھنا آتا ہی کوئی نحو سے اور صرف سے خط

ہمدمو آہ مرا دل ہی اسی غم سے نڈھال
نہ پڑا تن پہ جو تیغ بت کم ظرف سے خط

چشم پر خون سے نے تری خانۂ مژگان سے ظفر
دیا گلنار رقم خان کے ہا حرف سے خط

کس طرح جا کے کیجیے جانان سے اختلاط
جب تک مجھے نہ اُسکے ہو دربان سے اختلاط

مانند موج جیسے ہی چین بر جبین وہ ہی
اس آستین کو دیدہ گریان سے اختلاط

کس رو نہ چمکے آہ مری برق سان کہ ہی
اس حسن کو ہی آتش سوزان سے اختلاط

ہیہات مثل گل نہ کبھی رنگ ہو رفو
دست جنون رکھے ہی گریبان سے اختلاط

اس وسے زیر زلف کے کیونکر پھر نہ گرد
پروانے کو ہی شمع شبستان سے اختلاط

ملتا ہی دل مرا رخ روشن کو یون ترے
جون ہو چکور کو مہ تابان سے اختلاط

صد چاک دل یہ اُلجھے نہ کاکل سے اسکی کیون
رکھتا ہی شانہ زلف پریشان سے اختلاط

تا تک نکے شکل نہ صورت آئینہ طلعتان
مجھکو ظفر رہے دل حیران سے اختلاط

مین نے لکھا ہے تو کل اُسے تدبیر سے خط
یا الٰہی وہان پہنچے مری تقدیر سے خط

دیگر

غلامی کو تیغ کی مری جان غلط [illegible]

ای دل تجھی اگر سے تو کسی عنوان غلط

ناصحی فصل بہاری مین جنون کا ہی جنون

شکل گل ہو نہ وہ چاک گریبان غلط

[illegible] مہر درخشان غلط

ہمین پوچھے ہی مین اب دیدہ حیران غلط

حال اسکا ہو جو پریشان ہے تمھاری سرکار

مین ہزار اپنا کرون حال پریشان غلط

چاک بیدست جنون ہو کہ مری جان غلط

ہر چند اپنی جتا دون یار و

ای ظفر اپنے ہی بیان وہ بہ تابان غلط

دیگر

غلامی کا ظفر فخر جہان کی
لکھا ہمنے تو بے آرسے سبلے خط

آج مین نے جو لکھا تھا تجھے تدبیر سے خط	شکر تو خط کہ وہ پہونچا مری تقدیر سے خط
ای پری رویہ ہی خط کش ترے دیوانے کا	تو نے دروازہ کے باندھا ہی جو زنجیر سے خط
خط کے پڑھتے ہی پڑین تارے دل مین سوراخ	اس کماندار نے لکھا قلم تیر سے خط
کر دیا تیغ نظر ہی نے تری کام تمام	گو کہ قاتل نہ پڑا جسم پہ شمشیر سے خط
نامہ بر خط کے جو آتے ہی بجو آیا مرا لکا	کیا لکھا اسمین یہ خالی جو ہی تاثیر سے خط
خط یہ خط آتے تھے اتوار تلک تو وان سے	نہین معلوم کہ آیا نہین کیون پیر سے خط

ای ظفر کیونکہ نہ سمجھے اُسے عاشق ایمان
رخ وہ مصحف ہی تو کچھ کم نہین تفسیر سے خط

اس نے برہم ہو جو بھیجا ای دل افسردہ خط	شکل گل ہم دیکھتے ہی ہو گئے پژمردہ خط
قاصدون کی ہی شہادت کہ مرت کی لگی	وان تلک لیجائیگا کس کا ہی یہ دل گردہ خط
میرے سینہ پر دہرکھدینا کفن مین بعد مرگ	ہو گیا آگ آن مین بس کاغذ نم خوردہ خط
نامہ جانان کے پڑھتے ہی جو یہ آنسو بہے	قاصدا ہو جاؤن مین گر پڑھتے پڑھتے مردہ خط
گو صریحاً وصل کا اقرار تھا مرقوم پر	یون ہوا معلوم کچھ لکھا ہی ہو آزردہ خط
ہو گئی دل کی تسلی یک بیک میری ظفر	قاصدم از جانب دلدار چون آوردہ خط

جلد اول دیوان ظفر

[illegible] ای فقط

[illegible] خط

[illegible]

گر نہ ہستی کا بھروسا کہ غبار ہی اسے	جیسے مٹ جاے سراب سوان آن مین خط
جلوہ دکھلاتے ہین کیا کیا ہمین اللہ قدر	ہین جو یہ رنگ مسی کے ترے دندان مین خط
لکھ کے بیتابی دل ہاتھ سے وہ پھینک اگر	ہو گئے جون طائر بسمل ابھی میدان مین خط
کھینچ گیا شکر مرا نالہ فلک کا سینہ	کہکشان کا ہی یہ کب گنبد گردان مین خط
لکھتے لکھتے جو مجھے حال دل آیا رونا	بہہ گیا کھل کے مرا اشک کے طوفان مین خط

ای ظفر دوسری بھی گر تجھے لکھنی ہی غزل
پھیر کر قافیہ باندھ اور ہی عنوان مین خط

زلف کے تار سے ہی رخ پہ کہان بال سے خط	صحن گلزار مین چلتے ہین برابر مار کے خط
پہنکر ہار سے گلے مین جو وہ سویا شب کو	پڑ گئے گردن نازک پہ کئی ہار کے خط
خط تو پکڑا ہی گیا تھا مرا لیکن نکلے	پاس قاصد کے مرے اور بھی دو چار کے خط
خط عارض ترا وہ ہی کہ ہوئے سر سبز	رو برو کوئی ترے اس خط گلزار کے خط
نامہ بر دیکھیے تقدیر مین لکھا کیا ہی	یار پڑھتا ہی مرا سامنے اغیار کے خط
یاد آئی دم تحریر جو وہ زلف دراز	ہو گیا ایک برابر کئی طومار کے خط
کھینچے ہی تار شعاعی سے ہمیشہ سرخاک	مہر بھی رو برو اس تابش رخسار کے خط
مہر سر نامہ اگر ہو دین نہ آنکھین قاصد	کیونکہ معلوم ہون حسرت کش دیدار کے خط
تیغ ابرو سے ہین جانباز ظفر سینہ سپر	بے اجل پڑتا نہین دھار سے تلوار کے خط

ردیف ظاے معجمہ

[illegible]

[illegible]

لوگ کہتے ہین یہی دیکھو کے مجھکو بخدا
ای ظفر ہیو تو اُس بت کی دعا سے محفوظ

مجھے تو وقت سخن شوخ تند خو سے لحاظ	اُسے نہ شرم کسو سے نہ ہی کسو سے لحاظ
گر آیا دل مرا سو بار پر نہ رہا مین	رہا یہ مد نظر پاس آبرو سے لحاظ
چمن مین اگر وہ جھکائے کھڑی ہی کیون نرگس	اگر نہین ہی کسی شوخ لالہ رو سے لحاظ
وہ بے حجاب ہو گیا ایک ساغری سے	کہ توڑے جس کا نہ سو شیشہ و سبو سے لحاظ
جہان مین پائیگا کیونکر وہ گوہر مقصود	جسے تلاش سے ہو شرم جستجو سے لحاظ
لحاظ ہی یہ فقط تیری دوستی کا ہمین	تری جو بزم مین کرتے ہین ہم عدو سے لحاظ
قسم ہی خنجر قاتل تجھے مرے سر کی	جو وقت ذبح کرے تو مرے گلو سے لحاظ
چمن سے آئے نہ بے پردہ تا بہ بزم [illegible]	اور آئے گل جو نہ اظہار رنگ و بو سے لحاظ

صفائی دیکھو ظفر آئینہ کے دیدے کی
نہ خوبرو سے ہی اُسکو نہ زشت رو سے لحاظ

بسیا ہا مضمون کے رہا تیرا یہ بسمل محفوظ	ایسا ہی روز جزا تو بھی ہو قاتل محفوظ
نالہ و آہ سے خوگر ہوں سدا یہ غمکش	ہو گیا نغمۂ مطرب سے مرا دل محفوظ
مل گئی نعمت کونین اسے اک پل مین	ہو گیا دیکھ کے تجھکو ترا سائل محفوظ
آبرو خاک مین ملی ہائے لگی آئینہ کی	ہو گیا خاک ترے ہو کے مقابل محفوظ

[illegible]

ہو کے گل نازان چمن مین کیون نہ پھولے ای صبا
ہی اُڑائی فی الحقیقت اُسنے تیرے گل کی قطع

غیر سے لکھوا کے تونے قطعہ جب خط مین دیا
ہمنے امید وفا اُس روز سے بالکل کی قطع

ساقیا جوش سرشک خون سے تجھ بن بنگیا
ہی بعینہ دیدۂ تر اپنا جام مل کی قطع

خوش نہ آوے گفتگو کیونکر تری سبکو ظفر
شعر مین تیرے عیان ہی طالب آمل کی قطع

کم نہین ہی سوزش داغ دل دلگیر و شمع
بلکہ ہمسری ہمارا نالۂ شبگیر و شمع

کب تصور اُسکا دل مین ہی اور آہ آتشین
ہین یہ فانوس خیالی مین ہم تصویر و شمع

موج اشک چشم ای پروانہ کب ہی زیر پا
موج سودا ہی آسے پا ہم بجھو زنجیر و شمع

اُس رخ پر نور سے روشن ہو کیونکر ماہتاب
ایک ہو کیونکر چراغ مہر پر تنویر و شمع

ہی اجل سر پر کھڑی یہ کھل گئی شبکو ظفر
ایک جا جو ہین ہمین آئی نظر گلگیر و شمع

عشق مین رکھتی ہی نسبت دیکھو تو بلبل سے شمع
بے سبب کب ہی لگن اپنی لگائے گل سے شمع

موج دود شعلہ اُسکو مت سمجھو اہل بزم
کھیلتی ہی رات کو اپنے سر کاکل سے شمع

شعلۂ آواز قمری سے اگر جل اُٹھے سرو
ساقیا دیکھین اُسے ہم چشم جام مل سے شمع

آہ آتشبار کیا نکلے دل پر داغ سے
ہمنے روشن کی ہی یارو یہ چراغ گل سے شمع

آپ ہی نے یہ غزل لکھی ہی ورنہ ای ظفر
کب ہو روشن اسطرح کی طالب آمل سے شمع

تجھسے تاب حسن بی کش ہوئے شعلہ نگاہ
شمع کو کیا تاب اُسکے روبرو سرکش رہے

اور ہو ہمسر کبھی تجھسے قد و قامت مین شمع
کیا ہوا ساق بلورین ہی تری صورت مین شمع

ای ظفر رکھتی ہی اپنا نام روشن بزم مین
گو تہ فانوس ہی اک گوشۂ عزلت مین شمع

دریا بہائے گر مژۂ اشکبار شمع
تو بھی بجھے نہ سوز دل داغدار شمع

ہوتا ہوں شب جو انجمن آرا [illegible]
لیتا ہوں اپنی آہ کے شعلے سے کار شمع

اُس شعلہ خو پہ کیونکہ نہ دون اپنی جان مین
پروانہ کس طرح سے نہ ہووے نثار شمع

ہی دل جلون کو سوز محبت سے تازگی
آتش سے ہی شگفتہ گل نو بہار شمع

گرمی سے تیرے حسن کے ہو وہ عرق عرق
ای شعلہ رو جو بزم مین تو ہو دوچار شمع

سر تا قدم زبان ہین لیکن کیا کرین بیان
گویائی زبان پہ نہین اختیار شمع

ممکن نہین کہ ہو نہ سزا جرم عشق کی
پروانہ کے ہی واسطے موجود دار شمع

سوز غم فراق سے ہی کیا عجب اگر
بجائے میرا تار نفس مثل تار شمع

پردہ ظفر نہ سوز محبت کا ہو سکا
فانوس کیا ہوا جو ہوا پردہ دار شمع

شعلۂ عشق نہین ہی دل مایوس مین شمع
جنبش شعلہ سے پروانہ کے جلجانے پر

جل رہی ہی عجب اس پردۂ فانوس مین شمع
ہاتھ ملتی ہی کھڑی حسرت و افسوس مین شمع

جلد اول دیوان ظفر

ردیف عین

[illegible]

دیگر

عشق آفت ہی [illegible]

[illegible]

کس شعلہ خو کے کوچے سے آئی صبا کہ یان
بھڑکا حیات عاشق مہجور کا چراغ

جو نقش پا ہین رہتے ہین دنیا مین بہ فروغ
دیکھا ہی کستے خانۂ زنبور کا چراغ

چشم و چراغ بادہ کشان ہی یہ جام مے
روشن ہی جس سے دیدۂ مخمور کا چراغ

مونس ہوا اور کون تپ غم مین رات بھر
دلسوز ہو نہ تیرے رنجور کا چراغ

مثل سگ گرسنہ ہمیشہ ہواے نفس
چاٹے ہی کاسۂ سر مغرور کا چراغ

تربت پہ بیکسون کی مناسب ہی ساقیا
روشن ہو جام بادۂ انگور کا چراغ

روشن اگر ہو نور حقیقت سے تیری چشم
ہی ہر شرار سنگ نشان طور کا چراغ

ہی صرصر حوادث دوران کا غم بھی ساتھ
کیونکر بجھے کہین دل اسرور کا چراغ

روشن ترے فروغ سے کیونکر نہو چراغ
تو ہی ظفر ہی خانۂ تیمور کا چراغ

دیگر

جگر برشتہ و جان خستہ دلفگار دریغ
ہزار حسرت و صد حیف و صد ہزار دریغ

مدام داغ نصیب دل و نصیب جگر
نفس نفس نفس سرد و بار بار دریغ

سحاب و آب روان لالہ زار و جوش بہار
نہ جام بادہ نہ محبوب گلعذار دریغ

ہمیشہ وعدہ خلافی شعار یار افسوس
ہمیشہ جانب در چشم انتظار دریغ

غم محبت و درد فراق و رشک رقیب
ہجوم آفت و یک جان بیقرار دریغ

صد آرزوے وصال و حیات نیم نفس
نفس شماری و اندوہ بے شمار دریغ

دیگر

[illegible]

بہار داغ

[illegible]

دیگر

شب ہجران کی کیا کہیے ظفر ہاے
رہے کھاتے ہم اکثر داغ پر داغ

کیا لائے اس ابرو کی بھلا تاب دم تیغ	ہو جاے اسے دیکھتے ہی آب دم تیغ
جو تشنہ لب آب شہادت ہو ہمیشہ	سفاک اُسے کرتی ہی سیراب دم تیغ
تجھ بن کبھی گر بادہ کشی کرتا ہون میں آہ	لگتی ہی ہر اک موج مئے ناب دم تیغ
کیونکر نہ حباب اپنا سر اب ہاتھ پہ رکھے	بنجاے جو موج سر گرداب دم تیغ

کیونکر نہ خم تیغ ظفر صورت پل ہو
کر دے جو روان خون کا وہ سیلاب دم تیغ

پایا نجاے جسکے گرفتار کا دماغ	پہونچے فلک پہ کیونکہ نہ اُس یار کا دماغ
کیونکہ نہ میرے کعبۂ دل پر لگائے لات	عرش برین پہ ہی بت عیار کا دماغ
ہوتا ہی بوئے گل سے پریشان ای نسیم	نازک تر اس قدر ہی دل زار کا دماغ
بالین پہ اُسکی شور مچاؤ نہ ہمدمو	نازک بہت ہی عشق کے بیمار کا دماغ
منصور تو کسی کو نہ لایا خیال مین	حق ہی کہ عالی ایسا ہو سردار کا دماغ
مجنون نے جبکہ دشت جنون مین کہا قدم	یکسر کچھ اور ہو گیا ہر خار کا دماغ

یہان تک غرور حسن ہی اُسکو کہ ای ظفر
پاتا نہیں ہر ایک طرحدار کا دماغ

جلد اول دیوان ظفر

جب جنبش ابرو سے تری قتل ہو عالم
پھر شرم سے ہو جائے نہ کیوں آب دم تیغ

اے طفل سرشک تو ہی بہادر ہے کہ سب میں
دکھلاتا ہے وہ تیر نگہ تاب دم تیغ

جلاد دکھا اپنی تو شمشیر تو مجھکو
کشتہ ہوں میں ابرو کی جو ہے آب دم تیغ

درکار نہیں تشنہ کو ہے آب شہادت
لیکر نہ نکل موج بگرداب دم تیغ

دم کیونکہ ظفر اوسکا نہ ہر دم میں بھروں اب
ہے گرد رواں خونکا وہ سیلاب دم تیغ

ہوتا ہے روشن بھلا دل کی طرح کب چراغ
غیرت خورشید ہے یہ گہر شب چراغ

تجھسا کوئی مہ جبین پائے نہ ہرگز کہیں
ڈھونڈھے لیکر اگر دیدۂ کوکب چراغ

خانۂ دل میں رہی روشنی داغ عشق
بجھنے نپائے مرا یہ کبھی یارب چراغ

کر سکے اظہار ہم اوس سے نہ سوز جگر
ہوگئے گل عقل کے یہ سر مطلب چراغ

دل تو ہے بیزار زر کیونکہ بجھے گی ہوس
ہے ابھی روغن سے یہ خوب لبالب چراغ

داغ ترے عشق میں کھاتے ہیں سحر و مسا
جلتے ہیں گھی کے ترے گھر میں جو ہر شب چراغ

کیوں نہ مجھے سوز دل دیکھکر اوس زلف کو
کالے کے آگے ظفر جلتا ہے ہاں کب چراغ

ردیف فا

مجھ میں اور گل اوس میں باہم گفتگو تھی صاف صاف
بات کی لغزش نہ تھی واللہ جو تھی صاف صاف

مطلع ثانی

گردش چشم بتان سے مست ہو ساقی مدام
لخت دل سے چنگل مژگان نے کیا ہے ہر دمان

شکل نرگس کیون نہ رکھون میں خوشی ساغر بکف
دست مژگان نے لیا ہے یہ گل احمر بکف

گلشن دنیا میں کیا کیا رنگ کھلاتی ہے ہم
مثل گل ہوتا ہمارے بھی اگر کچھ زر بکف

مثل گل میں تو ہیں یا اندیشہ ای صید گیر
دام الفت سے نہ لے اب تو مری شہپر بکف

تیرہ بختی سے کرین کیونکر نہ ہم دن چاک چاک
دست شانہ کے رہے ہے کاکل دلبر بکف

آبداری اشک کی ہیرے اگر دیکھے کوئی
جوہری بازار میں آوے نہ پھر گوہر بکف

اے ظفر تیرے سخن کی دیکھکر تیزی کا دم
ذکر کیا رستم جو رکھے روبرو خنجر بکف

ہو کبھی اب کا دل یار روٹھا اور طرف
ہم نہ نکل جاوینگے بس سر کو کٹا اور طرف

مطلع ثانی

جلتی ہے جب سے ترا دھیان بیٹھا اور طرف
مست گھٹا دل کو مرے لب سے لگا ساغر مے

دل مرا ایچھٹ گیا اور جی بھی ہٹا اور طرف
کہ چلی یان سے برس کر یہ گھٹا اور طرف

شکل زنجیر کھلی رہ گئیں آنکھیں جس دم
تم گئے آب دم تیغ جٹا اور طرف

او میں پروانے کی دستوری سے بن جو گئی شمع
شب کو جلتی ہے کھڑی کھو دی جٹا اور طرف

شعلہ آہ مرا ایسے جو پلٹے نہ فلک
برق چمکائی نہ رو کش ہو پٹا اور طرف

کیون مرا دون میں تری جان کو قاصد اشک
حیف مکتوب مرا جا کے پھٹا اور طرف

[illegible]

اندنون وہ جو نہین گرمئے صحبت ہمسے
دھانی جوڑے سے لگا تو جو گلے آ میرے
بیقراری نہ کوئی پوچھو عزیزو میری
رات کو گھر مین مری آپ کی آنے سے لوگ
رو کے کہتے ہین کہ کس آنکھہ سے دیکھین ملتے

دل لگایا بخدا تو نے صنم اور طرف
کھا کے سب مر گئے اغیار بھی سم اور طرف
شب سے اُسکا ہوا ہے سینہ مین دم اور طرف
جا کے کرتے ہین بیان وصل کا غم اور طرف
یہ غضب عیش یہان جور و ستم اور طرف

قافیہ پھیر کے اب غزل چہارم کو ظفر
صفحۂ دل پہ لکھو لیکے قلم اور طرف

دل اگر لا کھہ رکھے اپنا تک دو اور طرف
ناصحا منع کئی سے کوئی ہٹتا ہو نہین
شعلہ رو کو مری دلسوزی پہ آیا نہ خیال
رشک سے ناخن پا کی ترد اے غیرت مہر
بن گیے آہ یہ آب دم تیغ اے قاتل
اس طرف کا جو تمھارے نہین ہے دل مین خیال
کیونکر اوس ترک ستمگر سے کرون بوسے کا سوال
ناز و انداز و ادا عشوہ و اشارت چشمک
ایسے لشکر سے بچے کیونکہ بھلا کشور دل

پھر بھی جون شمع لگے چاہیئے لو اور طرف
دل ہے گو ایک طرف گرچہ ہین سو اور طرف
دل گداز اپنا ہے اون کی لگی لو اور طرف
شب کو مغرب سے گیا ہے مہ نو اور طرف
کوئی مجھتی ہے مری پیاس سے جھپو اور طرف
دل ہٹا رہتا ہے بس آپ کا تو اور طرف
مجھکو کہتا ہے وہ ہنس ہنس کہ برو اور طرف
غمزہ الطاف و کرم ہین سبھی نو اور طرف
جاتی کب عشق کی دریا کی ہے رو اور طرف

[illegible]

[illegible] ثابت ہین [illegible] مشکل تکلیف [illegible]
جھیلنی ور نہ بڑی سخت ہی [illegible] تکلیف
عشق کی بات [illegible] قابل تکلیف
عمر [illegible] کیا اظہار تکلیف
[illegible] اول تکلیف

دیگر

[illegible] تکلیف
[illegible] تکلیف
[illegible] پیام سے تکلیف
[illegible] زلف [illegible] سودا [illegible] تکلیف
[illegible] ہم سے تکلیف
[illegible] جان جہان کو
[illegible] عالم سے تکلیف
[illegible] ہم سے تکلیف
[illegible] مصحف

جلد اول دیوان ظفر

[illegible] تکلیف

وشت وحشت کو ارادہ ہی کہ آباد کرون
کھول دی کاٹ مری پاؤنکی زنجیر حریف

نامۂ یار کو قاصد سے اوڑا لینگے بغیر
دیکھو لے بھاگے ہین کیا نسخۂ اکسیر حریف

دوستی مین تری دشمن ہوئی یہ خلق مری
ہدف تیر بنا ہین مری تصویر حریف

پہن زنار محبت نہ پھری زلف سی ہم
ہمکو پروا نہین گر کرتے ہین تکفیر حریف

شمع سان رکھتے ہین ہر چند زبان اپنی دراز
اے ظفر دیکھین تو کیا کرتے ہین تقریر حریف

ہی جو پیشانئ عشاق بداحوال پہ حرف
فال مین بھی وہی نکلے ہی سر فال پہ حرف

خط کے لکھنے کی تو فرصت نہین پر چلدی ہین
لکھدون دو چار کبوتر کے پر و بال پہ حرف

آنکھ کا سرمہ جو رومال سی پونچھا وسنے
بنگیا سرمہ سی اک صاد کا رومال پہ حرف

گر ہو ویگا غلط نسخۂ سودا میرا
آئیگا اوس بت نوخط کی خط و خال پہ حرف

کیا خبر ہے کہ بنا گنبد گردون کب سے
نہین تاریخ کا اس کاخ کہن سال پہ حرف

ہاے کیا بے ادبی ہی کہ ترے نام سے ہی
کندہ عاشق کی نگین دل پامال پہ حرف

ابر رحمت کو بھی سایہ نے کیا جنکی سیاہ
ای ظفر ہین وہ میرے نامۂ اعمال پہ حرف

ذبح کر تا کہ ہوا کدم ہی کی قاتل تکلیف
کہ تڑپنے مین اوٹھائیگا یہ بسمل تکلیف

ہاے وہ چاند سی صورت مجھی یاد آتی ہی
تیری دیکھے سی مجھے ہی مہ کامل تکلیف

[illegible] تکلیف
[illegible] تکلیف
[illegible] تکلیف
[illegible]

[illegible] تکلیف
[illegible] وہ
[illegible] حرف
[illegible] حرف
شمع سان

شمع سان یہ تفتہ جان ہو گرچہ سر تا پا زبان
تاب کیا سوز محبت کا زبان پر لائے حرف

خط اگر ہوتے رقم ہوتے بہت دفتر سیاہ
ہنسے شوق وصل مین وصلی پہ کچھ لکھوائے حرف

بل بے گرمی جل گئے کتنے قلم ہم ایک بھی
اپنی شرح سوزش دل کا نہ لکھنے پائے حرف

تھا ہمین منظور دکھلانا شکستہ دل کا حال
لکھ کے جو خط شکستہ مین اسے دکھلائے حرف

کھتی ہر راز نہانی مین ہے وسعت گفتگو
تیری تنگی دہان مین تنگ ہے پر جائے حرف

رو برو تیرے لب نو خط کے ای یاقوت لب
کیا تعجب گر نگین لعل پر بھی آئے حرف

ب گریہ سر سے گذرے پر نوشتہ کا مرے
لوح پیشانی سے کیا ممکن کوئی مٹجائے حرف

بشم اوسکی صاد ابرو نون ہے دیکھ اے ظفر
کاتب قدرت نے لکھا حرف کیا بالائے حرف

ردیف قاف

چمن په اوس سی ٹپ جاوی دیکھکر اکبار — تمھارے رخ په نمایان ہوا اس چمن سی عرق

نه سمجھو شبنم اسی دامن اپنا چھوڑ دیا — صبا نے پونچھ کے پیشانی چمن سی عرق

مریض عشق کو تیاری بھی ہے تپ ہے — اگر نمود ہو تیری لب و ذقن سے عرق

عرق عرق ہی خجالت سی دیکھکر کسکو — ٹپک رہا ہے جو یون شمع انجمن سی عرق

ظفر سناؤن جو یارون کو مین بھی گرم غزل
تو آئے جاے اونھین گرمئے سخن سی عرق

یون تو مدت سے ہی الطاف و عنایات مین فرق — لیکن ایسا نہو آجای ملاقات مین فرق

پہونچے کیا حسن کو اوس مہر لقا کی لیلی — فرق دونو نمین ہی یون جیسے ہو دن رات مین فرق

دونون مین جای تماشا جو تماشا دیکھو — کچھ نہین خانقه و کنج خرابات مین فرق

دل و جان اس مین اگر جای بلا سے جائے — غم جانان کی نه کچھ آئے مدارات مین فرق

ربط دو دل مین ہو پیوسته جہان مثل دو لب — ہی عجب بات که آئی وہان اک بات مین فرق

تیری شوخی کی ہین انداز سمجھنے مشکل — چشم و ابرو ہی وہی پر ہی اشارات مین فرق

اے ظفر چاہیے درویش کو ضبط اوقات
ذکر اور شغل کہان جبکه ہو اوقات مین فرق

نه رنگ پان و مسی کرد و چار شام شفق — جہان سے جائیگا اوٹھ افتخار شام و شفق

نشے مین چشم سیه دیکھکر ته ابرو — ہوا نه جانب قبله گذار شام شفق

کیون وہ دھوپ مین چہرے کا رنگ ہو تبدیل
کہ جاے ہی رخ تصویر کا بھی رنگ ترڑق

کرے مقابلہ گر ترق چشم سے اوسکی
تو جاے زہرہ رستم بھی وقت جنگ ترڑق

ظفر وہ نالۂ آتش فشان ہے یہ اپنا
کہ جاے سنکے جسے سینۂ تفنگ ترڑق

روز گھر غیر کے رہنا تجھے مہمان طریق
یہ بھی کوئی ہی بھلا اے بت نادان طریق

شانہ سان سلسلۂ زلف مین بیعت ہی آسے
زاہدا اس دل صد چاک کا پہچان طریق

وصل کب اوس سے میرا ہوگا یہ بتلا رمال
کیا کرون دیکھہ کے مین عقلۂ لحیان طریق

شیخ ہی سبحہ بکف میرے گلے مین زنار
اپنا اپنا ہی ابے گبر و مسلمان طریق

اہل دنیا ہین وہی جو کہ بدلتے ہین یہان
طمع زر کے لیے مذہب و ایمان طریق

اے ظفر اوس سے محبت کی توقع مت رکھہ
آدمیت کا جو رکھتا نہین انسان طریق

میری آہ آتشین رکھتی ہے اب تاثیر برق
بلکہ دی اوس نے گھٹا سب عزت و توقیر برق

دیکھکر تیری شرارت حسن کی خورشید رو
زرد خجلت سے ہے رنگ چہرۂ تغییر برق

ساقیا دے ہاتھہ مین مستون کے ساغر سے سپر
دم بدم ابر بہاری کھینچے ہے شمشیر برق

چند دن کی زندگی ...
دل ہی اپنی ...

مطلع دیوان ظفر

استخوان کو مری اس طرح تراشا اوسنے
غیر مانع جو ہوا پڑھنی کو میرا قصہ
ٹکڑے نکلے دل صد رخنہ کے کسب آہ کے ساتھ

جیسے باریک او تاری کوئی زردک کو ورق
تمنے گردان دیا ساتھ ہی چشمک کو ورق
کھنڈ گئے باد سے قندیل مشبک کو ورق

تیرہ بختی کا ظفر حال مین کیا لکھواؤن
کیون سیہ اتنا کرون عشق مین پلک کے ورق

نہ گیسوئے عرق افشان مین اور سحاب مین فرق
نہ فرق کیسہ مو مشک و بوئے کاکل مین
نہ کچھ شراب نگہ مین تری کمی بیشی
نہ قامت اور قیامت مین کچھ تفاوت ہے
نہ فرق تیری بناگوش صبح مین ہرگز
نہ برق اور نگاہ غضب مین تیری دوئی

نہ تاب رخ مین تری اور نہ آفتاب مین فرق
نہ کچھ پسینے مین عارض کے اور گلاب مین فرق
نہ تیری چشم مین اور ساغر شراب مین فرق
نہ فتنہ و نگہ چشم مین اور ساغر شراب مین فرق
نہ کچھ جبین مین تری اور ماہتاب مین فرق
نہ کچھ شعلہ مین اور حسن بیحجاب مین فرق

ظفر یہ وصف مین اوسکے غزل لکھی تونے
اب اپنے وصف مین لکھ تا نہو جواب مین فرق

نہ خون دل مین مری اور نہ شراب مین فرق
نہ میرے اشک مین اور تار چنگ مین دوری
نہ لعل و پارۂ دل مین مری تفاوت کچھ

نہ میرے سینۂ بریان مین اور کباب مین فرق
نہ میری نالہ مین اور نالۂ رباب مین فرق
نہ آنسوؤن مین مری اور دُرِ خوشاب مین فرق

ردیف کاف

دیوان ظفر

نکلے رگ مجنون سی دم فصد لہو کیا
غربت مین اگر آب بقا بھی ہو تو اوس سے
محشر مین بھی آوین تو وہ ڈوبی ہوئی آوین
پیاسا ہی ترا تیر تبا کسکے لہو کا

کا نٹا سا بنا ہو سکا تو وحشت مین تن خشک
بہتر مرے نزدیک ہی خاک وطن خشک
زیبا ہو شہیدونکو نہ تیری کفن خشک
دکھلا دے ہی سوفار صریحا دہن خشک

سوزان ہی تری آہ ظفر آتش دل سے
یون جیسے جلے آگ مین کوئی رسن خشک

سوز دل سے کیا گلوی عاشق مضطر ہی خشک
جسم مجنون گریہ سودا سی کیا یکسر ہی خشک
جوش باران ہی تو کیا ساقی نہین ہی بادہ لطف
اس طرح اہل صفا دنیا مین ہین دنیا سی پاک
اشک خون مژگان پہ میری دیکھیو ای مردمان
بل بے گرمی تیری ای سوز محبت بعد مرگ
کا نشئہ گرد یمین ای تشنہ لبو پانی کہان
جب سی دکھلائی ہی تو نے تابش خورشید حسن

دیکھکر ہوتا جسے قاتل دم خنجر ہے خشک
بلکہ مغز استخوان بھی ہو گیا جلکر ہو خشک
خشک ہی مینا دھر او لٹا پڑا ساغر ہی خشک
جس طرح رہتا ہمیشہ آب مین گوہر ہی خشک
کس طرح سیراب ہی گل شاخ گل کیونکر ہو خشک
عین بارش مین بھی اپنی گور کا پتھر ہی خشک
لگ رہی اس مین تو کچھ تھوڑی سی خاکستر ہے خشک
چشمۂ آئینہ مین آب ای پری پیکر ہی خشک

ای ظفر کٹتی ہین راتین مجھکو روتی ہجر مین
کون سی شب جوش گریہ سی مرا بستر ہی خشک

[illegible]

پل میں بجائی فرنگی زادہ یہ طفل سرشک | سر پہ ٹک رکھ دی اگر اپنے کلاہ مردمک

چشم کا صفحہ ہماری کچھ نہیں محضر سی کم | جلوہ گر ہی جس پہ یہ مہر گواہ مردمک

داغ ہی بر دل رشک سی کیونکر نہو وی دیکھکر | چشم پرخون میں مری رنگ سیاہ مردمک

ساتھ رکھتا ہی سپاہی تیغ کی یعنی سپر | ہی نگاہ چشم کو لازم پناہ مردمک

ہی گل احمر سے یہ بھنورا کوئی لپٹا ہوا | چشم پرخون میں تجھے ہی اشتباہ مردمک

لکھ بدل کر قافیہ ایسی غزل تو ای ظفر
جیسے بسم اللہ ہو مدّ نگاہ مردمک

مار کر ہی نے کیا اس دل بیتاب کو خاک | نکلیا ایک مہوس نے بھی سیماب کو خاک

اشک تھمنے کی نہیں گرچہ ہی آنکھوں میں غبار | روک سکتی ہی کوئی بہتے ہوئی آب کو خاک

خاک کو مسند کمخواب سمجھتے ہیں فقیر | اور وہ جانتے ہیں مسند کمخواب کو خاک

صاف دنیا سی ہیں دنیا پہ کوئی روشندل | خاک پر لگتی نہیں چادر مہتاب کو خاک

سطح خاکی پہ بہت زور دکھائی لیکن | عاقبت کھا گئی رستم و سہراب کو خاک

خاک ہوتا ہوں میں اسپر کہ جھٹک دیتی ہیں | گر لگے جاکے مرے دامن احباب کو خاک

تاب دندان سے ظفر او سکے گری گر بجلی
کری الدم میں جلا کر دُر خوش آب کو خاک

نہ ٹکڑے خاک پہ لیماری پاش پاش پھینک | جو پھینکیے بھی تو سر راہ اپنی کاشکی پھینک

[illegible]

کہاں رہا ہی زر گل خبر تو نے بلبل — اوڑا کے لے گئی باد خزاں چمن سی خاک

ہوئے نہ ہم ہیں فقط راہ عشق مین برباد — ہزاروں ہو گئے یہاں قیس و کوہکن سی خاک

[illegible] جو سوز محبت سی دل مین پروانہ — تو کیا لگائے وہ لو شمع انجمن سی خاک

ہر ایک شخص ہو زیر فلک مکدر ہے — جھڑے ہی کیا کہیں اس خیمۂ کہن سی خاک

بجانہ خاک سی دامن کہ ہان کری گا کیا — لگی زیر زمین جب تری کفن سی خاک

ظفر ہی تو بھی وہ آتش زبان کہ ہو جل کر — دل حسود تری گرمیٔ سخن سے خاک

گرے جو اوس بت بیمہر کی جھلک سی پلک — نہ ذرہ بھر کبھی پھیری لگی پلک سی پلک

کبھی کبھی خار پہ ٹھہرا ہے قطرۂ شبنم — نہو وکیونکہ نہو اشک کی ڈھلک سی پلک

اوٹھا کو دست دعا مانگتا دہائی ہے — لگی نہین تری بسمل کی غنچ پلک سی پلک

دلا وہ طفل فرنگی کہین نہ بولے فیر — لڑا ئیو تو سنبھالا و سکی اوس پلک سی پلک

اٹھا کا سنکے گھٹا دل برای برق یہ بات — لگی ہی رعد کی جس پل مری پلک سی پلک

تری فراق مین کوٹا ہین اس قدر سینہ — لگے فلک پہ ملک کی نہ اوس ڈھلک سی پلک

ظفر ملا سکے کیا کوئی ہمسے انسان آنکھ — بروز جنگ نہ جھپکائین ہم فلک سی پلک

دیگر

ردیف کاف فارسی

وہان کف پای حنائی تک جب پہونچا دست غیر	یان لگی تلوون سے ایسی جا بجھی بس سر مین آگ
یار بن ہوتا ہے نوشی سے دل میرا کباب	سوز ہجران سے ہے پانی بھر مری ساغر مین آگ
شعلہ جوالہ مت سمجھو کہ یہ اے ہمدمون	آگئی ہم دل جلون کو دیکھکر چکر مین آگ
یہ لگانا اور بجھانا تجھپہ ظالم ختم ہے	ہو وے تو دم بھر مین پانی بھی تو ہو دم بھر مین آگ

جی جلائین کیون نہ میرا یہ بتان سنگدل
دل ظفر انکا ہے پتھر اور ہے پتھر مین آگ

غیر سے اونکے ملنے سے گر رشک یان کھاتے ہین لوگ
کیا مر اگر سکتے ہین اپنا ہی سر کھاتے ہین لوگ
جو کہا تنے سو پیچ مین غیر سے ملتا نہین
جھوٹی قسمین کیا یہان پھر آنکر کھاتے ہین لوگ
مجھکو لکھا خط جو ہے اوس سبز خط نے ہمنشین
زہر کیا کیا دیکھیے اس بات پر کھاتے ہین لوگ
تو بھی در پر جانے سے اوسکے وہ باز آتے نہین
جھڑکیان دربان کی اے دل اس قدر کھاتی ہین لوگ
غصہ بھی کھاتے ہین اور ہم خون دل پیتے ہین نت
ساتھ کھانا اونکے جب ان بیٹھکر کھاتے ہین لوگ

ردیف اللام

[illegible]

دیکھو جو شبنم شوخ پر چین سرا بر و کے بل
سنبل پیچان اُگے کیونکر نہ اُسکی خاک سے
روکش موج تبسم ہی جو موج بوے گل
اشک یون رخ گان پر آتے ہین ڈھلک کر چشم سے
دیکھا بل کھاتے جو دو دِ شمع کو محفل مین رات
واہ وا ای جذبۂ شوق محبت واہ وا
بل بے گر مئے تب بجلی بہی تہرانے لگی
جلتے ہین کیا کیا گھسیٹے رہرو راہ وفا
سیدھے کب ہوتے ہین جنکی ہی طبیعت مین کجی

خوشنما ہین شاخ مین کیا سبزۂ آبجو کے بل
مرگیا جو دیکھ کر اُس زلف عنبر بو کے بل
ہنستے ہنستے پیٹ مین پڑتے ہین اُس گلرو کے بل
پیلے پیلے جسطرح لڑکے چلین زانو کے بل
یاد آئے شعلۂ رو مجھکو تیرے گیسو کے بل
رابعہ بصرے سے کعبہ کو گئی پہلو کے بل
دیکھے ماتھے پر اگر اُس شوخ آتش خو کے بل
سر کے بل پانو کے بل سینہ کے بل بازو کے بل
کس طرح کوئی نکالے موج آب جو کے بل

اے ظفر سلجھانے سے بل نکلے نہ زلف یار کے
بلکہ اور افزون ہوئے اُس کافر خم رو کے بل

خط یہ گرا قاصد اُس کا کمر سے نکل
تیر گیا اُسکا یون زخم جگر سے نکل
کون کہے ہی کہ آہ تو نہ جگر سے نکل
ضبط کیا گریہ پر رک نسکا کیا کرون
عکس رخ مہ جبین شب جو فلک پر گیا

تجھکو جو اُس نے کہا دور ہو گھر سے نکل
جیسے نظر جائے صاف روزن شیشہ سے نکل
لیک نہ تنہا نکل بلکہ اثر سے نکل
گر ہی پڑا اشک تر دیدۂ تر سے نکل
بھاگ گیا آفتاب صبح کو گھر سے نکل

[illegible]

اگرچہ دل ہو مرا دو جہان سے آزاد
نہ جائے سلسلۂ زلف ... سے نکل

[illegible]

دیگر

[illegible]

[illegible]

بل بے نفرت کہ رہا چین بجبین وہ ہر قبت — لگیا ہمسے جبین ستم ایجاد کا بل
سخت دل طول امل سے ہین خم و پیچ مین — تار کھا جاتی ہی جس طرح سے فولاد کا بل
گدگدی کیون نکرون مین کہ خوش آتا ہی مجھی — ہائے کھانا نگہ شوخ پریزاد کا بل
کیونکہ سیدھا ہو کہ ہی تیر مژہ مین تیری — ای ستمگر کیش عجب آفت و بیداد کا بل
رشک ہو سنبل پیچان کو ہو آسی دم — دو دو دل کھائے ترے عاشق ناشاد کا بل
پھڑک ای مرغ گرفتار اوڑا دے نکڑے — رشتۂ دام سبب رکھتا ہی صیاد کا بل

ای ظفر اپنی ریاضت کا نہ جب تک بل ہو
نہ تو بل پیر کا کام آوے نہ اُستاد کا بل

دل نہ پہلو سے مرے اٹھکے چل آزار سے بل — ای وفا کیش نہ اُس یار جفا کار سے بل
ریخ دندان پہ یہ ای شوخ مسی کی کب ہو — طرفہ شیلم پہ گیا ہی دُر شہوار سے بل
چشم مخمور تری دیکھکے دل کیونکر غش — آج یہ غنچہ گیا نرگس بیمار سے بل
مرزمان دیدۂ خونبار کی دولت اپنی — پاٹ دامن کا گیا تختۂ گلزار سے بل
دامن چرخ جلا دے نکہین دیکھو ای ابر — شعلۂ آہ مرا برق شرربار سے بل
روکشی کرنیکو آیا تھا جو نیسان کبھی — آبرو پانی بھری چشم گہربار سے بل
تیغ ابرو سے کریگا تجھے اکدم مین شکار — ای دل زار نہ تو اس بت خونخوار سے بل
چمن سینہ مین یہ تیر کھلو کس طرح بہار — داغ دل اپنا گیا لالۂ کہسار سے بل

[illegible]

[illegible]

دیگر

[illegible]

مرے دامن پہ اشک خون کے تو نے | کھلائے خوب ہیں اے چشم نم گل
نسیم بادسے گلشن مین گل کا | بجھے ہے کب چراغ صبحدم گل
قطرہ سے اشک گرتے یون مین سوچا | عجب جھاڑے ہے نرگس یکقلم گل
چمن مین گل نمط چہرہ ترا دیکھ | تصدق ہو گئے ہین ہر ہر قدم گل
جو روئے اشک خون بیٹھ کر مین | ہوا یکدست یہ فرش گلم گل

ظفر گلزار کیا لکھی غزل ہے
عجب گلشن ہے تو سب مین ستم گل

اے جفا کیش تو اب گھر سے نکل پانون نکلے ہین | سو نگ چھاتی پہ مری شوق سے ال پانون نکلے ہین
مجھکو سوجھے ہے کہ اے وزمین گر جاؤن گا | آتش عشق سے جون شمع پگھل پانون نکلے ہین
سر پہ عاشق کے اگر شور قیامت برپا | اس کے آگے بس اب تو چل پانون نکلے ہین
وقت کا تھے سلیمان یہ مرا دل ہے مور | دیکھو بس اسکو مری جان سنبھل پانون نکلے ہین
اسکی پامالی کرے گی تری اے کبک خرام | روبرو اسکے نہ اے چال پہ چل پانون نکلے ہین
وہ فرنگی کا پسر دیکھو مری موج اشک | بولا مت ڈوب کیا لیجے دل پانون نکلے ہین
شیشہ و جام لے تو ہاتھون مین اپنے اتنا | ساقیا نشہ مے ہے نہ اچھل پانون نکلے ہین
سر سے مین آج اٹھاتا دل بیتاب مرا | پایہ چلتا تھا ترے کوچے مین کل پانون نکلے ہین
لکھ ظفر اور غزل ایسی کہ جاتی ہے زمین | سب غزلخوان ترے آگے سے نکل پانون نکلے ہین

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

تختۂ لالہ ہی دامان چمن مین پھولا	باحناسے کے ہین یہ تیرے تن شبدیز پہ گل
لب پان خوردہ سے ہمو تیرے کیون رخ نہ ہو	ارغوان کا ہی کھلا سبزۂ نوخیز پہ گل
چشم مست بت مینوش ہے یہ خال نہین	نیلوفر کا ہی دھرا ساغر لبریز پہ گل

جان شیرین دی ظفر کوہ مین فرہاد نے حیف
کھائے شیرین نے سدا الفت پرویز پہ گل

کیا اشک تر ہین اپنے چشم پر آب گول	دیکھے صدف مین ایسے نہ در خوشاب گول
دل مین مدام چشم بتان کا ہے یہ خیال	ساقی دکھانہ ہمکو سبوئے شراب گول
لاتا ہے اپنے پیچ مین ہر اہل بزم کو	عمامہ سج کے شیخ فضیلت مآب گول
گرمی سے زلف یون ہی تمھارے عرق فشان	برسائے جون تگرگ زمین پر سحاب گول
دزدی سے اسنے گرم یہ گولا اٹھایا ہی	دست فلک مین صبح نہین آفتاب گول
اقرار وصل مین بخدا دیکھیو دلا	باتین کرے ہی کیا ہی وہ خانہ خراب گول

دیکھو ان کچون کو عاشق محرم کے ہی یہ
دریائے حسن مین ظفر کیا حباب گول

آج گلشن مین ہین کس عاشق دلگیر کے پھول	غمزدہ ہین جو گریبان کو صبا چیر کے پھول
حاجت گل نہین مرقد پہ کچھ اسکے مگر و	تن پہ ہین زخم ترے کشتۂ شمشیر کے پھول
گل رنگین سے نہین کمتر ہر ایک سخن	منہ سے جھڑتے ہین ترے کشتۂ شمشیر کے پھول

دیگر

دیگر

حصہ اول دیوان ظفر

نہ قاصد دل ہی نہ کوئی نامہ برِ دل
ہو جاتی ہی کچھ آپ ہی دل کو خبرِ دل

کرتا نہ شکستہ اسے تو سنگ ستم سے
بی قدر جو ہوتی تجھے قدرِ گہرِ دل

سودا محبت مین نہین سود کی امید
یا جسکا زیان اسمین ہی یا ہی ضررِ دل

رہ دل مین بھری کیسی غم عشق نے آتش
جلجاے دو عالم جو گرے یک شررِ دل

کیا ٹھہر سکے آگے تری تیغ ستم کے
ہووے نہ اگر داغ محبت سپرِ دل

دیتا ہی دل اپنا وہی اُس آفت جانکو
نی جان کا ہی خوف نہ جی کو خطرِ دل

دل جاے گر اُس کوچے کو ہی جان بھی ہمراہ
وقت سفرِ دل ہی یہی ہمسفرِ دل

تا منزل مقصود پہونچتا نہین ممکن
ہووے نہ اگر شوق ترا راہبرِ دل

جب تک نہ کھلے یار تری زلف کا عقدہ
کیا دل ہی کہ وا ہووے مرا قفل درِ دل

منت کش عیسےٰ نہین میرا دل بیمار
ہی دولت جان بخش ظفر چارہ گرِ دل

بات نکر ساقیا ہمسے تو چل ہشت گول
ہوویگا ساغر سے کیا مول کی نگشت گول

چرخ پہ کیا کیا ہوا شب مہِ کامل خجل
دیکھکے اُس یار کا ناخن انگشت گول

تا کوئی جانے ہوا یہ نہین وابستہ خون
آپ وہ بنجاے ہی وقت زدِ دست گول

اشک کا دریا ہی کوہ ہی کہ خم فلک
ہی روش لاک پشت اک عیاں گشت گول

زلف کے حلقے مین ہو گرد رخ آتشین
ہیچ ہو آتشکدہ مذہب دشت گول

جھوڑا نہ محبت نے مجھے دیکھکے زاہد
ہر چند کہا تو نے کہ آسوے حرم چل

جاتا ہی ترے کشتۂ رفتار کا تابوت
ساتھ اُسکے بھلا تو بھی تو دو چار قدم چل

سینے سے جو دم آئے لبوں تک تو کہے ضعف
تھک جائیگا تو لیکے ذرا راہ مین دم چل

کچھ بات جو کہتا ہون ظفر اُس سے تو وا مد
کہتا ہی عجب ناز سے مجھکو وہ صنم چل

فنا ہی ساتھ تو بہتر زندگی سے کیا حاصل
فنا سے پہلے فنا ہو کہ ہو بقا حاصل

جھکا دے سجدے مین آنکھوں کو سوے کعبۂ دل
کہ ہو رہیگا ثواب اس نماز کا حاصل

جو دل کو صاف ہو کرنا تو خاکساری کر
کرے ہی خاک سے دیکھ آئینہ صفا حاصل

دیا جواب مجھے زندگی نے بیان لیکن
جواب نامہ نہ قاصد کو وان ہوا حاصل

سمجھکے راحت جان اُسکو دل دیا ہمنے
ہوا نہ پر ہمین کچھ رنج کے سوا حاصل

زمین پر آئے اگر آسمان سے عیسے بھی
مریض عشق کو تیرے ہو نہ شفا حاصل

نہین خوش آیا ہمین زخم بے نمک کھانا
نمک وہ زخم پہ چھڑکے تو ہو مزا حاصل

ہزار پارہ کیا اُسنے تیغ سے دل کو
ہزار شکر ہوا دل کا مدعا حاصل

سمجھتا آپکو ہی خاک پائے فخر الدین
کیا ظفر نے یہ کیا علم کیمیا حاصل

آتنا نہ اپنے جامے سے باہر نکل کے چل
دنیا ہی چلچلاو کا رستہ سنبھل کے چل

ہوں وہ گلے کا ہار اگر ان سے پوچھیے ‖ بکھرے ہوئے پڑے ہیں یہ کیوں ہار کے پھول
کردی صبا نے ڈھیری کر سامنے تو کیا ‖ لے لیتے گلفروش سے بازار کے پھول
احسان کرے جو لائے قفس تک سحر صبا ‖ دو چار تازہ توڑ کے گلزار کے پھول

رنگیں ہوئے ہیں خون سے فرہاد کے ظفر
سب لالہ زار دامن کہسار کے پھول

لیکے کر لک داغ لوں کیونکر دل مضطر سے چھیل ‖ یہ نہیں وہ نقطہ جسکو لیجیے کاغذ پر سے چھیل
کہدے حمامی سے پھینکے سنگ پا کو ہاتھ سے ‖ پائے نازک کو ندے تیرے کہیں جھانوے سے چھیل
جو ہے شے اصلی وہ ہرگز دور ہو سکتی نہیں ‖ کیونکہ لے جوہر کو کوئی تیغ پر جوہر سے چھیل
ناخن دست جنوں کی یوں نکالیں ہی خراش ‖ تیرے سینے کو دیا گویا کہ ہے خنجر سے چھیل
کوئی صیقل گر نہیں ایسا زمانہ میں کہ جو ‖ زنگ کیں آئینہ گردون بد اختر سے چھیل
جائے ہی دشت مغیلاں میں اگر مجنوں تو خار ‖ پوست اسکا ڈالتے ہیں اُن تن لاغر سے چھیل

جس طرح کوئی پکڑ کر انگلیوں میں ای ظفر
لے سراسر چھال چوب خشک کے اوپر سے چھیل

ہو بدل ہونا ہنسی سے دیکھ کر جاناں کی شکل ‖ چشم وا مثل دہن ہو اشک ہو دنداں کی شکل
خنجر موج تبسم سے ہوں زخمی کس کے میں ‖ ہے جو ہر اک زخم دل میرا گل خنداں کی شکل
گر زلیخا دیکھ پائے تیری صورت مہ جبیں ‖ پھر کبھی ہرگز نہ دیکھے وہ مہ کنعاں کی شکل

ردیف میم

ہوا نہ صرف یہ چہرے کا رنگ زرد ہے	تمہارے عشق میں اپنا ہوا ہے ایسا موسم
چمن میں کیونکہ نہ زنجیر پا ہو موج نسیم	بہار کا ابھی یار وہ نہیں گیا موسم

بدل کے قافیہ لکھی دوسری غزل بھی ظفر
بہار باغ سخن کا تو ہے سدا موسم

نظر میں ہے وہ شباب نگار کا موسم	خوش آئے کیونکہ ہمیں لالہ زار کا موسم
دلا و یاد نہ اس پنجۂ حنائی کی	مبادا آگ لگا دے چنار کا موسم
اسیر کنج قفس ہوں میں اے نوا سنجو	بلا سے میری گر آیا بہار کا موسم
نہ وہ گلوں کا ہے تختہ نہیں ہے سبزہ جوان	سدا رہے ہے دل داغدار کا موسم
نہیں یہ لخت جگر سے ہے شاخ مژگان تر	شگوفہ پھولا ہے برگ و بار کا موسم
ہنوز خط کی نہ کیونکر ہو تیر سے [illegible]	بہار تو گئی آیا ہے خار کا موسم

ظفر دکھاتے ہیں برسات کی ہوا ہمکو
ترے یہ گریۂ بے اختیار کا موسم

رکھتے ہیں ناخنوں کی پروا کب کھلا بلبل کے زخم	ہے تو یہ صبا و نسبتے رگ ہر گل کے زخم
رشک کرتا ہے لب سوفار جسکو دیکھ کر	رہ گیا ہے تیر کا تیرے وہ دل پر کھلا کے زخم
نوشدارو سے نہیں کم حق میں [illegible] ساقی مے	لایا پھر انگور تیرے ملتے ہیں بسمل کے زخم
رکھدے گر مہ باف اپنا سپہ تو پھاہے کی جا	تو ابھی پھر آئیں تیرے کشتہ کا کل کے زخم

کب تلک بیداد سے یار بے تمکین چشم وفا — لگ رہے ہیں تاب تو اپنے دل کی غمخواری میں ہم
دیکھ کر آئینہ کیا کہتا ہے یار وابستہ شوخ — ناہ سے صد چند بہتر ہیں ادا میں ہم

ای ظفر لکھو تو غزل بحر و قوافی پھیر کر
خامۂ درریز سے ہیں اب گہرباری میں ہم

دیوانگی میں ہمنے لیا کب وطن میں دم — مجنون کا اپنے آگے نہ ٹھہرا ہی بن میں دم
دم میں نہیں فراق بت سیمتن میں دم — جز نالہ کب ہی نی کی طرح سے بدن میں دم
مانند بوے گل نہ پریشان مزاج کر — لینے دے باد صبح ہمیں یک چمن میں دم
میں اُس پری کا کشتۂ کاکل ہون دوستو — واللیل پڑھ کے پھونکیو مجھ کفن میں دم
محفل میں اسکی قلقل مینا کی طرح آہ — انکا گلے میں آنکے ہر ہر سخن میں دم
خط کیا لکھوں پیام کہوں کیا کہ ابتدا — جون بوے گل سمائے ہی کب پیرہن میں دم

ہنگامۂ جزا کا نہیں غم مجھے ظفر
بھرتا ہوں دل سے دوستیٔ پنجتن میں دم

جو منھ سے لے مرے کوئی اخگر کے داغ کا نام — وہ پھونک مار تو ہوجائے گم چراغ کا نام
بہار اس تن گل خوردہ کی اگر دیکھو — تو پھر زبان سے کبھی لو نہ سیر باغ کا نام
نہو تا گریہ ترا خط سبز خال سیاہ — نشان نہ طوطی کا ہوتا کہیں نہ زاغ کا نام
ہمارے سینۂ سوزاں میں ہر زہ بھڑ گیا — کہ اسکے سامنے روشن ہوا چراغ کا نام

پر یہی حال کہ باحال پریشان ہین ہم رکھتے مانند سحر چاک گریبان ہین ہم	نہ تو ہین نکہتِ گل اور نہ ہم دودِ چراغ داغ سینے کا چھپے کیونکہ بہ رنگِ خورشید

ای ظفر اُسنے تو انسان کو بنایا ہی ضعیف
ضعف سے نالے کرین کیونکہ انسان ہین ہم

پھر نہ دینا اور کو یہ بھی قسم دیدینگے ہم	دل اگر مانگوگے تمکو ای صنم دیدینگے ہم
اور بھڑکے گی جو چھپتا چشم نم دیدینگے ہم	کار روغن کا کرینگے اشک دل کی آگ پر
دم ہی اب سمجھے جاؤگے گر اپنا دم دیدینگے ہم	جاتے ہو آپ یاد مسباز جانبازو نکو بھی
جام مے کیا گرچہ اُسکو جام جم دیدینگے ہم	زاہد بے مغز کو ہوگی نہ کیفیت نصیب
سر ملک بھی عشق مین ای پر ستم دیدینگے ہم	مُنھ نہ موڑینگے تری تیغ ستم سے دیکھنا
ہنسکے کہتے ہین کہ کچھ درد و الم دیدینگے ہم	گر کہو نہ دوگے نشان کیا تم رخصت مجھے
یون دل و جان دین و ایمان یکقلم دیدینگے ہم	یہ بھی تھا تقدیر مین لکھا کہ ای نوخط تجھے
جب تپ کر دم سر کے زیر قدم دیدینگے ہم	سب نکلجائینگی ای قاتل ہماری حسرتین

کندہ ہی دل کے نگینہ پر تمہارے نام دوست
ای ظفر کیونکر کسی کو یہ رقم دیدینگے ہم

موسم اک برسات کا سا سال بھر رکھینگے ہم دیکھ لینا اُسکو بھی اپنا سا کر رکھینگے ہم	یون ہین آنکھون سے روان آنسو کہ گر رکھینگے ہم ہمدم و حسد دم محبت مین قدم رکھینگے ہم

جو لکھین خط اُنھین پیہم اودہر سے ہم
نہونے دین محبت کم اودہر سے وہ اُدہر سے

کہان قسمت کہ بزم عیش مین دے جام بھر بھر کر
مے گلرنگ کے ہر دم ادھر سے وہ ادھر سے ہم

کچھ اُسکے آگے بولین حضرت دل ہمسے کیا قدرت
مگر دیکھین بچشم نم اودھر سے وہ ادھر سے ہم

اگر ہم چشم ہون بادل ہمارے دیدۂ تر سے
کرین سیراب اک عالم اودھر سے وہ ادھر سے ہم

اُڑائی خاک کیسی دشت کی مجنون نے اور ہمنے
چلے وحشت زدہ جس دم اودھر سے وہ اودھر سے ہم

تری محفل مین اپنی پروانہ پر ہم دل جلے بھی ہون
کرین تا شرح سوز غم اودھر سے وہ ادھر سے ہم

ظفر گھبرا رہا ہے دل نہین دو چار بھی ہمدم
کہ تھامے اسکو دیکر دم اُودھر سے وہ ادھر سے ہم

ردیف نون

دیگر

غزل

غزل اک اور بر مضمون ترصد کیونکہ موزون کیا
ظفر [illegible] نیا ہم نے وضع استادانہ رکھتے ہین

ہا [illegible] رہنے لیا سدا ہمسایہ نالان ہین
کہین طوفان نہ برپا ہو کہ یہ آنکھین بھی گریان ہین

مقابل تو ہمارے شاخ گل کے باغ مین مت ہو
تن پر داغ سے ہم غیرت سرو چراغان ہین

سمجھو یون نگین [illegible] کو جیسے صحرا نورد جیسے
کہ اپنی آبلہ پائی ہی او خار مغیلان ہین

یہی ہے دوستی کا [illegible] یار و
جو اپنے قدردان وہ ہین تو ہم بھی انپہ قربان ہین

ہنسا ہی کون ایسا کھلکھلا کر [illegible] صبا کہیہ
چمن مین صبحدم غنچہ جو سر در گریبان ہین

نہ قربان کیونکہ ہم ہو وین [illegible] اپنا [illegible]
کہ وہ سینہ مین اب ہیہم لگاتے تیر مژگان ہین

پروئے تو نے کیا تار سخن مین گوہر معنی
ظفر تحسین کنان محفل مین اب سارے سخندان ہین

بھلا اُنکو کہین کیونکر نہ ہم یکجان دو قالب ہین
نبی و مرتضیٰ یار و ہیم یکجان دو قالب ہین

نہ آئے عشق مین وہ اور ہم یکجان دو قالب ہین
دو مغز یکپستہ ہین جون ہمدم ہم یکجان دو قالب ہین

بظاہر گرچہ دوری ہی عزیز چشم عالم مین
وسے ہم اور وہ اپنا صنم یکجان دو قالب ہین

تمہارے ساتھ سایہ [illegible] ہمدم
جدائی کسطرح ہو ایکدم یکجان دو قالب ہین

کھلے چشم حقیقت مین تو [illegible] نظر آوے
کہ کس صورت حباب موج ہم یکجان دو قالب ہین

ظفر ہی ایک ان آنکھون مین [illegible] نور بینائی
بعینہ یہ تیرے سر کی قسم یکجان دو قالب ہین

کچھ نہ تھا ظلم عاشق ناشاد کی گردن
بیجرم کا خون ہوتا ہی جلاد کی گردن

مت فصد کرو پیر الھو ورنہ بہے گا
خون ہوویگا ناحق مرا فصاد کی گردن

گردن کے جو نقشہ کا گیا سوچ مین تیری
زانو سے نہ پھر اٹھو سکی بہزاد کی گردن

ای تیغ نگہ حشر کو ہونگا مین گلو گیر
گر تو نے مرے تن سے یہ آزاد کی گردن

شیرین نے تو جان الفت پرویز مین کھوئی
اور اسکے گئی عشق مین فرہاد کی گردن

باندھے نہ ہوا باغ مین ہر سرو بھی اپنی
دیکھے اگر اس غیرت شمشاد کی گردن

افسوس ظفر دیکھنے کو حال کے تیرے
اٹھی نہ کبھی اس ستم ایجاد کی گردن

انھین دیوانہ ہم سمجھین ہین جو مستی پہ ہنستے ہین
بھلا کیون رستگاران جہان مستی پہ ہنستے ہین

صفا رکھتے ہین جو آئینہ دل کو یہان اپنے
وہ اے زاہد تری اس آرسی جستی پہ ہنستے ہین

نہین لیتے ہین اک بوسہ پہ دل اور مسکراتے ہین
تماشا ہی کہ وہ اس جنس دل سستی پہ ہنستے ہین

شراب عشق کی کب اہل دنیا سمجھین کیفیت
عجب اندھیر ہی سب عالم مستی پہ ہنستے ہین

خاک تمسے مل سکین ای ہمصفیران چمن
ہم گرفتار قفس تم زیب ایوان چمن

سینہ پر داغ مین نالان رہے کیونکر نہ دل
نغمہ سنجی سے نہین خالی ہین مرغان چمن

دیکھکر دست حنائی اُسکا مرجاوین نہ کیون
رو برو جسکے خجل ہی دست مرجان چمن

شبنم و نرگس نہین یکجا غم بلبل مین آہ
آج ہی سرگرم زاری چشم گریان چمن

عرس ہی کسکے شہیدونکا بتا ای باغبان
لالہ و گل سے جو ہی سرو چراغان چمن

زلف و خط کا اُسکی کس صورت نہ دل ہووے اسیر
منفعل جس سے ہی سنبل اور ریحان چمن

ای ظفر مین ہون غلام طوطی ہندوستان
کب مقابل ہوئین میرے عندلیبان چمن

شب کیونکہ دبے ہار کے گل زیر گریبان
چھاتی پہ تری نقش ہین گل زیر گریبان

دے جام نہ ساقی کہ مین ہون چور نشے مین
ہونٹون سے ڈھلی آئی ہی مل زیر گریبان

یہ تکمہ یاقوت ہی چشمون سے ہماری
لخت جگر آیا نہین ڈھل زیر گریبان

لیتے کو ترے بوسۂ ناوک کے لب زخم
سینے مین رہے ہین مرے کھل زیر گریبان

کھلتا ہی ابھی پردۂ کونین ظفر دیکھو
منھ کھلتے ہی جون غنچہ گل زیر گریبان

کبھی تو آؤ ہمارے گھر مین سنو ہماری بھی چار باتین
عجب ہی شکوہ رقیب کا یہان ہزار منہو مین ہزار باتین

یہ دانہ وہ ہی جسکی جستجو مین زشت یار و
بسان ہمائی دانہ دانائی سے پھرتے ہین

دلا کیا جانیے کیا آشفتگی لائیگی اب سر پر
جو ہم سودے مین اُن زلفونکے سودائی سے پھرتے ہین

چمن مین ہوکے وہ کس شاخ گل کھنچے ہی خمیازہ
کمر لچکا کے وہ جسوقت انگڑائی سے پھرتے ہین

عبث تو دریئی تدبیر ہی ای ناصح مشفق
کہین دیوانے بھی کوئی سودائی سے پھرتے ہین

صف عشاق کا ہی ناک مین دم اُنکے ہاتھونسے
بتان ہند خود بینی سے خود رائی سے پھرتے ہین

الٰہی جلوہ فرما کون ہی یان ذرشب لیسا
مہ و خورشید جو بنکر تماشائی سے پھرتے ہین

قدم آنکھون سے چومے کیون نہ مجنون انکے راہ
کہ خارستان مین اب ہم آبلہ پائی سے پھرتے ہین

عبث دامن کشان خار بیابان جنون تو ہی
کوئی ہم اہل وحشت دشت پیمائی سے پھرتے ہین

گل خورشید ہر نقش قدم انکے اگتا ہی
جدھر یہ مہ جبینان جلوہ آرائی سے پھرتے ہین

دلا ہوتا ہی آشوب قیامت ہر جگہ برپا
یہ خوش قامت جہان انداز رعنائی سے پھرتے ہین

ظفر تبدیل بحر و قافیہ کی یہ غزل سنیے
یہان دانشوران ہند دانائی سے پھرتے ہین

اُسکے کوچے مین دلا جا کے جو ہم پھرتے ہین
آکے تب گرد عدو خوف سے کم پھرتے ہین

وان جو ہر دم وہ کیئے تیغ علم پھرتے ہین
یان ہتیلی ہی پہ سر کو لیے ہم پھرتے ہین

ہم جدائی مین یہان بیٹھے ہین جسکے غمگین
وان خوشی سے وہ غیرونکے بہم پھرتے ہین

جاسے گردون نہ تری بزم مین انکو جسوقت
جو سدا ساتھ لیے لشکر غم پھرتے ہین

کام ہی تمسے ہتو دل کا لگا تا بخدا
سنگ سے شیشۂ دل ہم کبھو ٹکراتے ہم ہین

شمع رو کانپتے ہین تو ہے تری شعلہ تنک
رشتۂ فکر سے اب غوطہ مین جاتے ہم ہین

شکل خورشید اگر لاکھ لڑا تو آنکھیں
تجھسے بے مہر کوئی آنکھ چراتے ہم ہین

خاک پا کو تری ہم خاک شفا جانکے بسر
دیکھ جبین سر سے اب آنکھون سے لگاتے ہم ہین

ترک شاہی کو کر اب طرز گدائی لیکر
کوڑی کوڑی کا سب بابا لگاتے ہم ہین

جیمین کچھ بھی محبت نہین اسکی خاطر
مفت مین جان و جگر اپنا گنواتے ہم ہین

پھیر کر منھ یہ غضب دیدۂ و دانستہ مجھے
کہتے ہین کہ بیگی اسی باعث نہین آتے ہم ہین

چشم کیا خاک رکھین اس سے ظفر ملنے کی
جب کبھی قصۂ غم انکو سناتے ہم ہین

یہ ترے دندان نہین زنگ مسی مین ہین
پارچۂ الماس کے گویا جو نیلم سے کہین

صبح آویگا چمن مین کیا صبا وہ سنگدل
اوڑھنی ہر گل کی ڈوبی جو صبا شبنم سے ہین

تن یہ گل خوردہ نہین اپنا ہی ز تپ کا چمن
اس تن ہر زخم پر پھائے لگے مرہم کے ہین

ای خریدارو مین کیا ہی جنس ہون لیکن کہ آہ
سب جلائے اب یہان مانند پر مرہم کے ہین

حر دمان اشک و لخت دل کی کچھ نہ پوچھ
لعل و گوہر سے قیمت مین یہ کیا کم کے ہین

فرش قالین پر کہان تھے گل انھون
سب یہ گل بوٹے بنائے میری چشم نم کے ہین

تیغ سے قاتل تری کب زخم دل
اور میان تار ہو کے ہم ابر چرخ کے ہین

سرکشی کرتی ہی کیا پروانہ جانسوز سے
دل سے نے بھی عاشق ہو کے سینہ پر داغ مین
کیون نہ گلشن مین کرین مستین نافرمانیان
لالۂ خودرو کہان ہی دامن کہسار مین

شمع سوزان کا فلک پر ہی دماغ آتشین
جون خلیل اللہ دیکھی سیر باغ آتشین
ہاتھ مین لالا کے ہی ساقی ایاغ آتشین
کوہکن کے آتش غم سے ہی داغ آتشین

کون پا سکتا تھا تیرے اس دل گم گشتہ کو
آہ سے پایا ظفر لیکن سراغ آتشین

مہ و خورشید نے واجبسے فلک کین آنکھین
سامنے اُنکے نہین آج تلک کین آنکھین
یاد مین اس تیرے حسن نمکین کی ہم نے
گر ترے رشک سے ہین کان نمک کین آنکھین
حلقۂ ناف ترا دیکھ کے پریون نے نثار
اپنی ای غیرت صد حور و ملک کین آنکھین
نذر کے ہی ماہ جبین انجم افلاک کے بند
دیکھتے ہی تیرے دندان کی چمک کین آنکھین

اُسکا یہ آنکھ چرانا نہین بیجا ہی ظفر
ہمسے رکھتے ہین وہ بے شبہہ و شک کین آنکھین

ہین لخت جگر پنجۂ مژگان کے بس مین
صیاد مرا رکھدے قفس جا کے چمن مین
ایسا بھی تو مین مورد تقصیر نہین ہون
پروانہ صفت کیونکہ جلے شمع کے گرد

یا سرخ لڑانیکو یہ چھوڑ ہی قفس مین
بیتاب ہون نظارۂ گلشن کی ہوس مین
کیون گالیان دیتے ہو مجھے بیٹھکے دس مین
کب اس طرح جل جانیکی طاقت ہی مگس مین

قدم کس منہ سے راہ عشق مین یان بوالہوس رکھے
ظفر اس جا تو قیس و کوہکن سے دھاگ جاتے ہین

یاد کیا تمنے کیا شب اپنے گھر میرے تئین
کیون نہ لاتے ہنسکے ہو تم اسقدر میرے تئین

ہچکیان آتی رہین یہان تا سحر میرے تئین
آبرو ہی آپکی مد نظر میرے تئین

واہ ساقیء ازل ساغر مین تونے بھر دیا
بادۂ ناب اسکو اور خون جگر میرے تئین

خط کو پشت لب دہن کی دیکھ کر کہتا ہی دل
ملگئے کوثر پہ دیکھو اب خضر میرے تئین

کشتیء دل کا خدا حافظ کہ اب لگتے ہی آہ
چین پیشانی تری موج خطر میرے تئین

اب کہان ہی طاقت پرواز تا بام قفس
کر دیا صیاد نے بے بال و پر میرے تئین

اس ہجوم خلق کا دل سے نکالو گا حیال
دو اڑا یار وقت کے تو دو نہین گر میرے تئین

ہی کہان اشک مسلسل عشق کی سرکار سے
یہ ملے خلعت مین ہین سلک گہر میرے تئین

کر دیا خانہ خراب اس خانۂ دل کا مرے
خاک تجھسے چشم ہو ای چشم تر میرے تئین

اسکے کوچے کا تو رستہ دل مین ہی مین کہتے ہین لوگ
لیچلی ہی بیخودی تو اب کدھر میرے تئین

زندگانی کی حلاوت تب اٹھے گی ای ظفر
ایک بوسہ دے اگر وہ لب شکر میرے تئین

رکھے ہی مجھکو یون زیر فلک تقدیر چکر مین
کہ فانوس خیالی مین ہو جون تصویر چکر مین

کہین دیکھا ہی شاید اسنے تیری ناف کا حلقہ
بھنور کی طرح جو ہی عاشق دلگیر چکر مین

جلد اول دیوان ظفر

سے لے خبر للہ جا کر اب تو انکی ای صنم
آج مرتے ہین ترے دو چار جو بیمار ہین

لخت دل و اشک کب تھمتے ہین آنکھوں سے مرے
لعل کے ٹکڑے ہین یہ او وہ دُر شہوار ہین

ہمنے کیا تقصیر کی ہی کیا گنہ سرزد ہوا
گالیان کیون آپ دیتے آپ ہمین آزار ہین

ہمتو انکو چاہتے ہین جان و دل سے نازنین
ہمکو وہ چاہین نچاہین اُسکے وہ مختار ہین

دیکھیے آوین نہ آوین ہمکو کیا معلوم ہی
ایک آنے کا ظفر وہ کر گئے اقرار ہین

ہجر کے ہاتھوں سے اب خاک پڑے جینے مین
درد اک اور اُٹھا آہ نیا سینے مین

خون دل پینے سے جو کچھ ہی حلاوت ہمکو
یہ مزا اور کسیکو نہین مے پینے مین

دل کو کس شکل سے اپنے نہ مصفا رکھون
جلوہ گر یار کی صورت ہی اس آئینے مین

اشک و لخت جگر آنکھوں مین نہین ہین میرے
ہین بھرے لعل و گہر عشق کے گنجینے مین

شکل آئینہ ظفر سے تو نہ رکھو دل مین خیال
کچھ مزا ابھی ہی بھلا جان مری لینے مین

موج دریا ہے ہنو کس وجہ ہمسر آستین
روز و شب رہتی ہی سیری چشم تر پر آستین

سرو ہمسر ہو سکے تیرے قد دلجو سے کیا
کیا چڑھاتا ہی تو ای رشک صنوبر آستین

موج طوفان خیز اُسکو دیکھ کر کیتی ہی خلق
اُسنے پہنی ہی قبا کی اپنے چنکر آستین

کیا بنے یہ دیدۂ تر اپنے ہی چشم حباب
موج دریا بن گئی اب ای ستمگر آستین

بھی قاتل تری تیغ تبسم ابجو ان مین
صفات جاودان کیون کر ہو تو سوزان مین
تو وہ بھی تحو سمجھا ماہ کنعان چاہ کنعان مین
بھی جو چہرہ اپنا آرسی مین ہاتھ کی دیکھا
آئینہ سوہان کی صورت ہی گلستان مین
نہ طاقت ہوق تمرئی کا گلے تخت حیرت ہی
تو تو والی شانخ پیر او راس تحلی چراغان مین
نکل کر سینہ سے آفتاب آہ کی بیزان مین
بین بالکا ہوا پیدا وہ ہو کر ابر بیزار

دیگر

اے ترے قربان مجھکو ذبح کرتا ہی اگر
دست چپ ہی مین نہین موری مین غضب دی مجھے

لے چھری پر ہوکر ابھی تکبیر سیدہے ہاتھ مین
ہی جو رائی یہ تری تصویر سیدہے ہاتھ مین

پانوں بایان چوم لے مانی ترا نقشا اگر
کھینچے گر نیکر قلم تصویر سیدہے ہاتھ مین

دے نشانی اتو چھلا اپنے سیدہے ہاتھ کا
کھائے گل پر انجھا ابھی تا ای پیر سیدہے ہاتھ مین

کچھ ہوے طالع قمر سیدہے جو خط اسنے لکھا
لکہکے بسم اللہ بے تاخیر سیدہے ہاتھ مین

دے خلال اسکو ظفر بازی کا کیون کرتا ہی سوچ
دست چپ مین ہی وزیر اور میر سیدہے ہاتھ مین

ایک تو منہدی کی ہی تحریر دونون پانوئن
دو سر ہی کفش کی تصویر دونون پانوئن مین

آکے پابوسی کرین کیونکر نہ عشاق فتن
ہی یہ دم ترے بت بے پیر دونون پانوئن مین

اشک یون تار مژہ پر ہو روان لخت دل
جون چڑھے نٹ باندھ کر شمشیر دونون پانوئن مین

قتل گہ مین دل مرا قاتل کی پابوسی کو آہ
لوٹتا ہی صورت نخچیر دونون پانوئن مین

سونے دینے کی نہین پر انجھا کو بھوڑ کی صدا
مست ہین خلخال زر ای پیر دونون پانوئن مین

دشت گردی خاک کیجے بعد مجنون اے ظفر
مارے ہی خار بیابان تیر دونون پانوئن مین

ہوئی پھر آمد و رفت صبا کیا کوئی پائین
گئی جو پھوٹ نے جو عشق کی دشت و بیابان مین

کہان ہی عکس موے زلف سیدہ حافظ قرآن مین
نشانی کے لیے سر خط رکھا کافر قرآن مین

دیگر

161

[illegible]

کوئی تار اُس زلف مشکین کا جو ہاتھ آوے تو لا
ای صبا مشتاق کب ہم مشک تاتاری کے ہین

سنکھیا مرہم بھرو تم زخم دل پر یا نمک
پر مزہ کچھ ہو کہ ہم خواہان مزیداری کے ہین

کو بکو خانہ بخانہ پھرتے ہو خورشید وار
مہروش یہ دن تمہارے گرم بازاری کے ہین

ای ظفر تری وفا نے اُسکو سکھلائی وفا
اس جفا جو مین جو شیوہ یہ جفاکاری کے ہین

سرایت گر نہ کرتا کوہکن کا خون پتھر مین
تو پھر اس رنگ کی سرخی نہ ہوتی لعل احمر مین

تم اپنی زلف کے مار یکا گر ڈھونڈھو نشان یہ ہی
کہ اُنکی قبر ہو گی سنگ موسی کے مجمر مین

نہ بھٹکے کشتیِ دل اپنی دریاے محبت مین
اگرچہ دو جہان کو باندھو دیجے اُسکے لنگر مین

ترا کشتہ نہ کیونکر زندۂ جاوید ہو جاوے
اثر ہی آب حیوان کا سا تیرے آب خنجر مین

مرے مضمون سوز دل سے ہو وے جلکے خاکستر
اگر نامہ کو اپنے باندھو دون بال کبوتر مین

طبیعت صاف ہی جنکی نہین آلودہ دنیا مین
گہر تر ہوتے نہ دیکھا تار ہنے آب گوہر مین

ظفر سلطان عشق آیا ہی چڑھ کر کشور دل پر
قلم بردار ہی نالہ غم و حسرت کے لشکر مین

تری مخمور آنکھون مین یہ دنبالے غضب کے ہین
لیے ہاتھون مین ترک مست یہ بھالے غضب کے ہین

ترے گیسوے مشکین دونون کالے غضب کے ہین
ہم انکو چھیڑتے ہین یہ جو چھیڑ ڈسنے والے غضب کے ہین

بہا دینگے ابھی لوہو کے دریا کوی جانان مین
روان مژگان سے تیرے میری پرنالے غضب کے ہین

[illegible]

دیگر

ٹھکانا [illegible] ہم راہ محبت مین جہان بیٹھے ہین
اور وہان مست بت راہ روان بیٹھے ہین
نشۂ غفلت کا ہی اتنا کہ نہیں سوجھتا کچھ
[illegible] ہم اور کہان بیٹھے ہین
ساقیا شیشہ و ساغر ہی کہان لا جلدی
[illegible] بادہ کشان بیٹھے ہین
[illegible] ضعف سے ہم اٹھکے نہیں جا سکتے [illegible] بیٹھے ہین
الغرض [illegible] جہان [illegible]
صورت نقش قدم [illegible] نشان [illegible]
اپنا کھو کر [illegible] نام و نشان بیٹھے ہین
[illegible]

جلد اول دیوان ظفر

پاس آداب سے کیونکر نہ رہے شمع کھڑی — گر تری بزم میں ہم سوختہ جان بیٹھے ہیں
استقامت کی نہیں جا یہ منزل کہ یہاں — سارے برداشتہ دل پیر و جوان بیٹھے ہیں
اُٹھے حیرت زدہ اس بزم سے کیا جون پیر — گر جہاں اُنکو بٹھایا ہی وہاں بیٹھے ہیں

ای ظفر بارش گریہ ترا کیا طوفان ہی
آج اس کوچے میں کتنے ہی مکان بیٹھے ہیں

تدبیر کو کس طرح کی تدبیر سے بدلوں — تقدیر کو کس طرح سے تقدیر سے بدلوں
ہاتھ آئے جو تصویر تری عالم تصویر — میں حضرت یوسف کی نہ تصویر سے بدلوں
زہر آب محبت میں حلاوت ہی کچھ ایسی — میں اُسکو نہ ہرگز شکر و شیر سے بدلوں
بیماری ہجران سے اب اتنی نہیں طاقت — بستر پہ جو کروٹ کسی تدبیر سے بدلوں
آنکھوں میں جو ہی سرمہ کحل جواہر — میں خاک در یار نہ اکسیر سے بدلوں
انجم سے جو داغ سوا ہیں جو کہو تو — اس بات پہ شرط اس فلک پیر سے بدلوں
تنگ آیا ہوں میں گو میں جو کچھ بھی ہی — اس گھر کو اگر خانۂ زنجیر سے بدلوں
گر آب بقا بھی مجھے ہاتھ آئے تو ای خضر — میں اُسکو نہ آب دم شمشیر سے بدلوں

واللہ ہی نہیں دل کو ظفر آہ جو بس ہو
اس غنچہ کو میں غنچۂ تصویر سے بدلوں

رات دن تیرا تصور ہی خیال اور نہیں — کہ سوا اسکے محبت کا کمال اور نہیں

[illegible] فخر الدین

دیگر

[illegible]

فراموش ہی کوئی او نہ کوئی غمگسار	غم مرا غمخوار ہی مین غم کے غمخوارون مین ہون
جو مجھے لیتا ہی پھر وہ پھیر دیتا ہی مجھے	مین عجب اک جنس ناکارہ خریدارون مین ہون
خانۂ صیاد مین ہون طائر تصویر وار	پر نہ آزادون مین ہون نہ اور گرفتارون مین ہون

ای ظفر مین کیا بتاؤن تجھسے جو کچھ ہون سو ہون
لیکن اپنے فخر دین کے کفش بردارون مین ہون

بیان لیلیٰ و شوق کے عشق مین ہوئے ایسے ہین	سمجھتے ہیچ ہین مجنون کو وہ مستانے ایسے ہین
جو انکے نیش زن پلکو نکے ہین سوراخ سینے مین	کہو تو خانۂ زنبور مین کب خانے ایسے ہین
صفا دندان لب نگین کہون کیا وصف مین اسکا	نگین لعل ایسے ہو تیونکے دانے ایسے ہین
سنوارین پنجہ مژگان ہمارے اُسکی زلفون کو	خدا کی شان یہ ہی اُنکو شانے ایسے ہین
بُرا ہو سخت جانی کا کہ آرے سر پہ چلتے ہین	دم شمشیر قاتل پر پڑے دندانے ایسے ہین
صراحی دار جو گردن ہو اسکی اور لب میگون	نہ شیشے ہمنے دیکھے ہینگے نہ پیمانے ایسے ہین

ظفر کی داستان غم کو وہ سُن سُنکے کہتا ہی
رہو چپ بس سنے ہمنے بہت افسانے ایسے ہین

مرشد پاک روان فخر الدین	قبلہ و کعبۂ جہان فخر الدین
اک جہان فخر جہان کہتا ہی	پیر ہی فخر دو جہان فخر الدین
مین گدا ہون تیرے دروازے کا	جاؤن اس در سے کہان فخر الدین

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

لیکے نام اُسکا بت آہن بھر اگر تا ہون
کیون ابھی ای دل بیتاب کہے تو کہدون

رخ کو تیرے نکہون برق نہ شعلہ نہ قمر
بلکہ خورشید جہان تاب کہے تو کہدون

نکہون سینہ کو سینہ نکہون ناف کو ناف
اسے دریا اُسے گرداب کہے تو کہدون

عکس انگن نہین آئینہ مین کانونکے مگر
مچھلیان وہ ہین تہ آب کہے تو کہدون

رنگ پان نے لب نوخط کو ترے لال کیا
مین اب اس پستہ کو عناب کہے تو کہدون

یون تو افسانہ مرادہ نہین سنتا ای دل
اُس سے یہ قصہ دم خواب کہے تو کہدون

ای ظفر چرخ مین سب کہتے ہین مہتاب کو بھی
ماہ نو ساغر سیماب کہے تو کہدون

موسم گل کی چمن مین کب خبر اُڑتی نہین
پر قفس سے بلبل بے بال پر اُڑتی نہین

یون تو اپنی جوش وحشت کی خبر اُڑتی نہین
دھجیان ہوکر قبا تا سر بسر اُڑتی نہین

کون سی شب ہی کہ تجھ بن اس مری فرقت سے
نیند ہمسایون کی ای رشک قمر اُڑتی نہین

ہاتھ سے اُس شوخ کے اُڑ جاتی ہی رنگ حنا
پر ہماری سرخی خون جگر اُڑتی نہین

دام حیرت سے اُڑا دے ہی ہوس پروانکی
بلبل تصویر پھر رکھے ہی پر اُڑتی نہین

اُس رخ تابندہ پر قطرے عرق کے کیون رہا
ہی عجب خورشید سے شبنم اگر اُڑتی نہین

کاروان عمر جاتا ہی کدھر یا من کہان
گرد بھی اُسکی سر راہ سفر اُڑتی نہین

زلف کو جنبان ہوا دیکھو اُس رخ پہ تو
شپرک مہتاب مین دیکھی اگر اُڑتی نہین

کہین مین جوش وحشت ہون کہین مین محو حیرت ہون
کہین مین آب رحمت ہون کہین مین داغ عصیان ہون
کہین مین برق خرمن ہون کہین مین ابر گلشن ہون
کہین مین اشک دامن ہون کہین مین چشم گریان ہون
کہین مین عقل آرا ہون کہین مجنون رسوا ہون
کہین مین پیر دانا ہون کہین مین طفل نادان ہون
کہین مین دست قاتل ہون کہین مین حلق بسمل ہون
کہین زہر ہلاہل ہون کہین مین آب حیوان ہون

کہین مین سرو موزون ہون کہین مین بید مجنون ہون
کہین گل ہون **ظفر** مین اور کہین خار بیابان ہون

وائے ای بے خبر و تمکو خبر خاک نہین	کہ سفر سر پہ ہی سامان سفر خاک نہین
تیرے بیمار کی کیا خاک کرے کوئی دوا	ہوتا اکسیر کا بھی اُسکو اثر خاک نہین
برسون گذرے کہ ہوئی خاک ہماری برباد	اب تو اس کوچے مین ای باد سحر خاک نہین
جل کے ہم خاک ہوے عشق مین اُسکے لیکن	اُسکو ابتک اثر سوز جگر خاک نہین
ذرہ ذرہ مین ہی یہان خاک کے پیدا خورشید	لیکن آیا تجھے غفلت سے نظر خاک نہین
دے ہی تقدیر سو انکو ہنرمندون سے	جنکو جز بے ہنری آتا ہنر خاک نہین

ابر تر کو بھی ہین رولائین طوفان پر اک طوفان لائین
وقت وفور گریہ اپنے دیدۂ پرنم ایسے ہین

گل ہی کہین اور خار کہین ہی نور کہین اور نار کہین ہی
ایک ہی عالم کیا ہی ہزارون اُسکے عالم ایسے ہین

غیر کے گھر مین تو ہی خندان ہم ہین اپنے گھر مین گریان
عیدکدہ وہان ایسے ہین اور یہان ماتم ایسے ہین

جیسے گل رخسار پہ اُنکے طرفہ عرق کی بوندین ہین
دیکھے گل لالہ پر کسنے قطرۂ شبنم ایسے ہین

وہان ہی عیش و عشرت باہم یہان ہی آہ و نالہ ہردم
اُنکے ہمدم ویسے ہین اور اپنے ہمدم ایسے ہین

بیعت کرتے ہینگے ظفر سے دنیا کے عشاق تمام
واقعی ہوتے عشق مین کامل عاشق یان کم ایسے ہین

اشک کب پیوستہ ہین مژگان تر کی شاخ مین
تو تیا کے پھول باندھے نیلوفر کی شاخ مین

کیا عجب گر ہووے چشم شوخ پر ابروی کج
ہوتی ہی اکثر کجی آہو کی سر کی شاخ مین

دیکھنا انگشت ہین اُس گل کی انگشت ششم
نیشکر کی شاخ پھوٹی نیشکر کی شاخ مین

اُسکے ابروی کشیدہ پر نہین کاجل کا خط
ہی گل سوسن کمان فتنہ گر کی شاخ مین

اپنی گر سوختہ جانی پہ ظفر وجد کرون
جون سپند آگ پہ یکبار اُچھلکر کود ون

نہین زیب گلوے فاختہ یہ طوق گردن مین
تجھے ای ابر مژگان آفرین خوب اشک برسائے
بھر آتا ہی دل آہن کا میرے زخم سینہ پر
نہ سمجھو پارۂ دل نالہ پر دود مین میرے
اُڑاتین دھجیان کس کس طرح سے دست وحشت کے
مسی آلودہ دندان جبکہ وہ ہنسکر دکھاتے ہین

محبت سرو کی ڈالے ہوے ہی ہاتھ گلشن مین
برستے اس طرح بادل نہ دیکھے ہمنے ساون مین
بجلے تار ہی اشکون کا تار ابر چشم سوزن مین
اگر چنگاریان سی اُڑ رہی ہین دود گلخن مین
اگر ڈھونڈو تو نہ پاؤ تار ثابت جیب و دامن مین
تو پڑتی ہی گل سوسن پہ کیا کیا اوس گلشن مین

خدا نے کیا بنایا ای ظفر دل سخت آہن کا
نہ وہ سختی ہی پتھر مین نہ وہ سختی ہی آہن مین

سب حرکتین سمجھتے ہم آن آن مین ہین
قرآن کی آیتین ہین وہ خط مصحف رخ
یہ مار زلف نے ہی بانبی پہ من کو اُگلا
بنت العنب ہی ساقی وہ فاختہ کہ جسکے
اُس شعلہ رو کا آیا نہ کو جب زبان پر
کھا جائینگے وہ دل کو ہی اُسکا یہ نمونہ

تم اپنے دھیان مین ہو ہم اپنے دھیان مین
پر جانتے نہین ہم یہ کسکی شان مین ہین
آویزے لعل کے کب اُس گل کے کان مین ہین
سب نا آشنا ہین جتنے جہان مین ہین
پوچھو سو پر نہ پوچھو جو وہ زبان مین ہین
سارے ہی الایچی کو کہتے جو پان مین ہین

نشان تیر سے کف پا کا دیکھتا ہون جہان
طرارت آنکھون سے کی ناز ا[illegible] بار ہون مین
وہ کاروان کہ جو منزل پہ اپنی جا پہونچی
الٰہی کہان مجھے روان صورت غبار ہون مین
نہ مین ہون [illegible] بسمل نہ ماہئ بیتاب
الٰہی کیا ہون جو بیتاب و بیقرار ہون مین
مجھے جو عشق مین ہوش و خرد [illegible]
[illegible] دار ہوشیار ہون مین
جو مین ہون کہ جب [illegible] مثال پروانہ
خدا گواہ مجھے [illegible] نثار ہون مین
نہ شمع روا بھی [illegible]
ظفر جو کیون نہ وہ نازک مزاج دامن کش
کہ خاک راہ محبت ہون خاکسار ہون مین

دیگر

چشم کی دیکھی ہو گردون درین [illegible] کھنچین
جھانکنا دل بھی [illegible] داغ جگر [illegible] کھنچین
چھاؤ وہ بیٹھو ہین مجھسے پہ عمل ہی کھنچین
مین سر [illegible] نہین دیکھ کا نظر [illegible] کھنچین

جلد اول دیوان ظفر

هو گئی کچھ صفحۂ گردون پہ آرائش سی اور — جدولین جو میری آہ آتشین کی کھنچ گئین
جلوہ فرما کون ہوگا جو خطوط مہر سے — ڈوریان نمگیرۂ چرخ برین کی کھنچ گئین
زلف مشکین کو جو اُس کافر نے باندھا کھینچکر — اور بھی مشکین دل اندوہگین کی کھنچ گئین

جابجا ہو کیون نہ شہرت حسن کو اُسکے ظفر
ابتو تصویرین ہزارون اُس حسین کی کھنچ گئین

جی مین کیا تیرے سمایا اسے کیا کہتے ہین — ہمسے ہر وقت کنایا اسے کیا کہتے ہین
ساتھ سوتے ہو لپٹ کر مرے تم شرم کہان — یہ جو مُنھ تمنے چھپایا اسے کیا کہتے ہین
اُنپہ ہم محو ہین وہ اور پہ غش ہین مفتون — یہ ستم یار خدایا اسے کیا کہتے ہین
پوچھا ہر چند بھرے کان تمھارے کسنے — نہ بتایا نہ بتایا اسے کیا کہتے ہین
دن کو تو یون وہ نہ آیا کہ ہین نام غیار — خواب مین شب جو نہ آیا اسے کیا کہتے ہین
گل صد برگ بنایا دل صد پارۂ عشق — تونے کیا گل یہ کھلایا اسے کیا کہتے ہین
بید مین پھل نہین سایہ ہی مری آہ کا نخل — نہ ثمر رکھے نہ سایہ اسے کیا کہتے ہین
لاکھون انداز ہین کس کس کو ہم اُنسے پوچھین — تمکو یہ کسنے سکھایا اسے کیا کہتے ہین

گریۂ خون سے سلگنا ہی تھا دل اور ظفر
سرد مہری نے بلایا اسے کیا کہتے ہین

وہ تیر اور ہی جس تیر کا قزاق ہون مین — وہ دام اور ہی جس دام کا شکار ہون مین

دل وہ کہ [illegible] ہین [illegible]
[illegible]

دیگر

[illegible]

[illegible]

دیگر

[illegible]

غیر پر چشم عنایت مجھکو دیکھو قہر سے
غم مرا غمخوار ہی کرتا ہی وہ غمخوار گی

مین ہو حیران روبروئی یار کے آئینہ وار
واہ وا کہتے ہین میرے لب کھلے ہی رہگئے

جم گیا دل خاک کوئے یار پر جون نقش پا

آنکھ سے دیکھا کرون کیونکر کہو تو کیا کرون
مین نہ دم اسکا بھرون کیونکر کہو تو کیا کرون
اپنی صورت کو تکون کیونکر کہو تو کیا کرون
اور وصف انکا کہون کیونکر کہو تو کیا کرون
اُٹھ نہین سکتا اُٹھون کیونکر کہو تو کیا کرون

اپنا احوال محبت سامنے اُسکے ظفر
آپ مین لکھ کر پڑھون کیونکر کہو تو کیا کرون

پاک شی کچھ اور ہی مین قطرۂ ناپاک ہون
خواہش دنیا ہی در پی استقامت کیونکہ ہو
دور ہی منزل بہت اور پانوئمین طاقت نہین
بے حجابی سے اُٹھا کافر نہ تو مُنھ سے نقاب
ناصحا کرتا ہی کیا چاک گریبان کو رفو

بولتا کیا جانے کیا ہی مین تو مشت خاک ہون
اُڑتا پھرتا مین ہوا مین جون خس و خاشاک ہون
گرچہ مین رکھتا طبیعت عشق مین چالاک ہون
دیکھ کر کیا جانے کیا بولون کہ مین بیباک ہون
فکر کر اسکا کہ رکھتا سینہ مین صد چاک ہون

ای ظفر دونون جہان مین کیون نہو مجھکو ظفر
جان و دل سے مین غلام صاحب لولاک ہون

مین ملون کیونکر کہ وہ پیمان گسل ملتا نہین
اُسکی صورت سے ملے کس وجہ یوسف کی شبیہ

میرا دل ملتا ہی اُس سے اُسکا دل ملتا نہین
رخ سے رخ گیسو سے گیسو تل سے تل ملتا نہین

[illegible]

دیگر

[illegible]

سنکے وہ آواز کو دہلیز پر رکھین پاؤن
آج کیا جانے وہ کس مشکل سے گھر مین آئے ہین

رات کو کرتا ہی وہ نالے کہ اُڑ جاتی ہی نیند
لوگ سب عاجز ترے نالے سے گھر مین آئے ہین

جب کبھی کوچے مین خاک کوے جانان پر تو ہم
کیا معطر ہو کے عطر گل سے گھر مین آئے ہین

جب گئے ہین لوگ سمجھانے ترے دیوانے کو
اپنے پاؤن ہو کے وہ قائل سے گھر مین آئے ہین

تو نہو گھر مین تو دل گھر مین لگے کیا سنگدل
تو اُٹھے ہم سر کو گھر کی سل سے گھر مین آئے ہین

اُٹھ سکو شور حشر سے آسودگان گور کو
مست اُٹھا تھک کر ابھی منزل سے گھر مین آئے ہین

کس کی چشم مست کو تم دیکھ کر اب ای ظفر
آپ جو یون مست لایعقل سے گھر مین آئے ہین

دیگر

ہزارون طرح کے چلتے ہین ہر تدبیر سیدھی مین
نہین چلتا کوئی پلٹا اگر تقدیر سیدھی مین

پڑی ہی زلف پر خم مصحف رخسار پر ایسے
لکھی کی دیکھو جدول کھینچنے کی تحریر سیدھی مین

جو صورت راستی کی چاہتا ہی تو نہ خم کھا
کہ ٹیڑھی شکل تو ہی بد نما تصویر سیدھی مین

ترے سمجھانے کیا ہوتا ہی ناصح جب دل سمجھے
نگر تقریر کج بختی کی اس تقدیر سیدھی مین

پتا یہ کشتگان ابروے خمدار کا پایا
لگی ہر مقبرہ کی رہ گئی تعمیر سیدھی مین

کرون مین بات الٹی یا کہ سیدھی لیک کیا حاصل
نہ ہی تاثیر الٹی مین نہ ہی تاثیر سیدھی مین

اگر دشمن مین وضع راستی بھی ہو حذر کر تو
کہ برش کیا نہین ہوتی ظفر شمشیر سیدھی مین

دیگر

ہست یہ رو مینڈو اشعوران کرو کپنا اپدل
از غم درد وبچھڑان کدی اثر تسکو نہین

نالہ و آہ کنم مینڈی نیا مین کب تک
شب ہجر ست آسان او کبے سحر تسکو نہین

نام نیکم ہونا ہر نہ وچ او سدی برباد
پاس یکذرہ مینڈی نام وا پہ تسکو نہین

کیست تا آگہی کولی اوسنو ہمارا احوال
آنکہ حالست بلو ہم اپنا ظفر اسکو نہین

عشق کے ساغر سے گر ہشیار بیہوشی کرین
جام چشم مست سے تقسیم بیہوشی کرین

چاند دیکھین عید کا جب دیکھین روئے یار کو
عید ہم اسدن کرین جبدن ہم آغوشی کرین

اپنا دم رکتا ہی گر کیجے خموشی اختیار
یار رکتا ہی اگر ہم ترک خاموشی کرین

چاہتے ہین زخم دل کے کھول کر آغوش ہم
پھر دم شمشیر قاتل سے ہم آغوشی کرین

کیونکہ اپنا بار اس قدر تھے ہین اب منزل ہی بار
یہ مسافر چاہیے فکر سبکدوشی کرین

عشق وہ آتش کا پرکالہ ہی چھپتا ہی نہین
اتنا ہی ظاہر سوا ہو جتنی خس پوشی کرین

وہ کسی برقع مین ہونگے دیکھ لینگے ہم ظفر
ہو چکا پردہ کہوان سے نہ رو پوشی کرین

کیا کرون گریہ کہ آنکھون مین مری خواب نہین
کیونکہ مین آہ کرون دل کو مرے تاب نہین

خاکسارون کے لیے کسوت خاکستر ہی
غم نہین انکو اگر اطلس و کمخواب نہین

ہوئی جمعیت ظاہر سے پریشانی اور
جس سے جمعیت خاطر ہو وہ اسباب نہین

دیگر

[illegible]

خاک کا اُنکا بستر ہی اور سر کے نیچے پتھر ہی
ہاے وہ شکلین پیاری پیاری کس کس چاؤ سے پلیان تھین

جاتا ہی سو آتا نہین ہی آتا ہی سو جاتا ہی
جب یہ وہ سن لیتے تھے تو پڑتین کیا کھابلیان تھین

تلخی اُٹھائی موت کے چکھے خاک سب اُنکو چاٹ گئی
جنکی باتین میٹھی میٹھی مصری کی سی ڈلیان تھین

روز بہاران لوٹتی تھی وہ جا جا کر جن باغون مین
شوق رنگ بہ جو دیکھا وہان نا پھول ہین اور نا کلیان تھین

دیگر

دیکھے گر اپنی بھوین وہ مہ جمال آئینہ مین
کھیلین طاق اور جفت مل کر دو ہلال آئینہ مین

تیرہ بختون کا ستارہ پھر نہ نکلا ڈوب کر
رخ پہ جو دیکھا بنا کر تمنے خال آئینہ مین

گرد کھائین آئینہ تیرے مریض عشق کو
صاف ہو معلوم سکتے کا سا حال آئینہ مین

ہی نمود اس وجہ سے عارض پہ اُسکے خط سبز
جیسے عکس طوطی شیرین مقال آئینہ مین

اپنے بوسے آپ لیتا ہی وہ کس کس پیار سے
دیکھتا ہی صاف صاف اپنے جو گال آئینہ مین

گر کنول تالاب مین تو نہ دیکھے ہو تو دیکھ
وقت مستی اپنی آنکھین لال لال آئینہ مین

دل مین اُس ہو سے کمر کا اس طرح آیا خیال
ای ظفر آجا ہی جس صورت سے بال آئینہ مین

دیگر

[illegible]

جلد اول دیوان ظفر

[illegible]

[illegible]

لب تمھارے ہون زلال و خضر جان بخشین تو ہم
طالب آب بقا تمسے نہون تو کس سے ہون

ذات اقدس کو تمھاری کہتے ہین مشکل کشا
عقدۂ سب مشکل کے وا تمسے نہون تو کس سے ہون

غرض ہی شاہ ولایت سے ظفر اتنی کہ ہم
ملتجی یا مرتضےٰ تمسے نہون تو کس سے ہون

کہو تو زلف کے آشفتہ میری جان کتنے ہین
بلا نوش ان مین کتنے ہین بلا گردان کتنے ہین

دکھاؤن سینہ اپنا چیر کر اُس ناوک افگن کو
کہ سوفار اُسمین کتنے دیکھو اور پیکان کتنے ہین

ہزارون رنج و غم ہین خانۂ دل مین نہین کھلتا
کہ صاحب خانہ انمین کتنے اور مہمان کتنے ہین

مجھے چوری سے شب گھر اُسکے جانا یہ کسے پڑا
کہ وہان کتنے ہین چوکیدار اور دربان کتنے ہین

کوئی جانباز یون کو عاشق جانباز سے پوچھو
کہ ہین یہ کام مشکل کتنے اور آسان کتنے ہین

جو ہم وہ چپکے چپکے باتین کچھ آپسمین کرتے ہین
تو کتنے جوڑتے ہین منھ لگاتے کان کتنے ہین

سفر دنیا سے ہی درپیش مجھکو پر خدا جانے
کہ بے سامان ہین کتنے اور با سامان کتنے ہین

کئے ہی صید افگن صیدگہ مین کھینچکر خنجر
کہ کتنے رہگئے جاندار اور بیجان کتنے ہین

غضب مین ہی نہین جون آئینہ محو جمال اُسکا
کہ سرگشتہ تو ہی کتنے ہین اور حیران کتنے ہین

بظاہر سب ہین انسان لیک باطن کی خدا جانے
کہ ہین انسان انمین کتنے اور حیوان کتنے ہین

سمجھنا عشق کو آفت اور آفت مین جا پھنسنا
غرض دانا بھی ہم کتنے ہین اور نادان کتنے ہین

کسی دن کھینچکر تیغ امتحان کر اپنے بازو کا
کہ دیتے جان کتنے اور بچاتے جان کتنے ہین

[illegible]

تجھکو کہنے کی طاقت کہوں تو کیا احوال
نہ اسکو سننے کی فرصت کہوں تو کس سے کہوں
کسیکو دیکھتا اتنا نہیں حقیقت میں
ظفر میں اپنی حقیقت کہوں تو کس سے کہوں

[illegible]

خدا جانے یہ کیا جان پر اس دل کے گذری ہے
کہ گھس بیٹھا ہے دشمن سخت کافر بنکے پہلو میں

بغیر اُس گل کے لیتا ہوں جو کروٹ بستر گل پر
تو چبھتی ہے رگ گل میرے نشتر بنکے پہلو میں

لکھے گی لاغری کیا حال میرے صفحۂ تن پر
ہوئیں جو پسلیاں موجود مسطر بنکے پہلو میں

یہی تاثیر سوز عشق ہے تو دیکھنا آخر
جلا دیگا یہ دل پہلو کو اخگر بنکے پہلو میں

شبا جب پاوے تابان رخ ترا تو کان کا موتی
ہوا تابندہ مہ کے ایک اختر بنکے پہلو میں

نہ پہونچا اُس پری تک ہائے مرغ نامہ بر بنکر
رہا دل لوٹتا یونہیں کبوتر بنکے پہلو میں

کہاں تک تمکنت ہاں کچھ تو بول اے سنگدل مجھ سے
نہ بیٹھ اتنا بھی تو خاموش پتھر بنکے پہلو میں

ظفر راحت ہو گر انکو مری پہلو نشینی سے
رہوں پہلو کا تکیہ میں نہ کیونکر بنکے پہلو میں

بھری ہے دل میں جو حسرت کہوں تو کس سے کہوں
سنے ہے کون مصیبت کہوں تو کس سے کہوں

جو تو ہو صاف تو کچھ میں بھی صاف تجھ سے کہوں
ترے ہے دل میں کدورت کہوں تو کس سے کہوں

نہ کوہکن ہے نہ مجنوں کہ تھے مرے ہمدرد
میں اپنا درد محبت کہوں تو کس سے کہوں

دل اسکو آپ دیا آپ ہی پشیمان ہوں
کہ سچ ہے اپنی ندامت کہوں تو کس سے کہوں

کہوں میں جس سے اُسے ہووے سنتے ہی وحشت
پھر اپنا قصۂ وحشت کہوں تو کس سے کہوں

رہا ہے تو ہی تو غمخوار اے دل غمگیں
ترے سوا غم فرقت کہوں تو کس سے کہوں

جو دوست ہو تو کہوں تجھ سے دوستی کی بات
تجھے تو مجھ سے عداوت کہوں تو کس سے کہوں

[illegible]

[illegible]

جگر کو چھان کر ٹھہرا ہو ے قاتل کے مژگان مین
چراغ خانہ مین بتّی رکھی ہے کر محبت نے
اسیری مین ترے دیوانے کی ہے جوش پر وحشت
کہان ہین رنگے تھوڑے سے اسکے رو برو ہش پر
ہنسی ہے اُس لب لعلین کے یون دندان نظر آے
جنون صد آفرین صد مرحبا شاباش ہے مجھکو
نگاہ یار نے اک دم مین ٹکڑے کیے دل کے
نکر برباد میری خاکساری خاک پاہون مین
تمھارے دل جلے جلتے ہین زیر خاک بھی دیکھو

بھری خون سے زیادہ آب ان تیرونکی پیکان مین
مٹے گا یہ نشان کب ہی ہو دل کے داغ سوزان مین
کئی دن سے جو غل ہوتا ہی برپا روز زندان مین
مگر خط شعاعی ہین یہ خورشید درخشان مین
در ناسفتہ گویا بھر دیے ہین درج مرجان مین
نہ چھوڑا نام کو اک تار بھی تو نے گریبان مین
نہ دیکھا ہم نے کاش ایسا کسی شمشیر بران مین
مجھے رہنے دے ای باد صبا تو جا بیابان مین
دھوان ہی سوز دل سے گھٹ رہا گور غریبان مین

ظفر تیرے سخن کے رو برو کسکا سخن چمکے
سخن کی تاب طاقت ہی نہین رہتی سخندان مین

خواب مین جو نظر آیا وہی بیداری مین
جنس ناکارۂ ہستی کی خریداری مین
کون منت کش شمشیر اجل ہو قاتل
زلف مشکین کی تری بو وہ بلا ہی کافر
جو تری نرگس بیمار کا بیمار ہوا

فرق مطلق نرہا غفلت و ہشیاری مین
سود ہم جانتے ہین اپنا زیان کاری مین
طاق تیرا خم ابرو بھی ہی خونخواری مین
سنگ حسرت سے ہی خون نافۂ تاتاری مین
تا دم مرگ رہا وہ اسی بیماری مین

[illegible]

نہ عکس ابروئے خمدار ڈال پانی مین
اُتر پڑیگا فلک سے ہلال پانی مین

وفور اشک مین مژگان کو دیکھ حیران ہین
کہ خشک کیونکہ ہووے یہ نہال پانی مین

ہر اک حباب ہو مانند اختر پر نور
پڑے جو عکس رخ مہ جمال پانی مین

بنے ابھی تہ دریا صدف برنگ عقیق
جو پان کھاکے وہ پھینکے اوگال پانی مین

کیا ہی جنگ کا سامان کس سے دریا نے
کہ موج تیغ ہی گرداب ڈھال پانی مین

نہین ہی فرصت یکدم یہ سرکشی زیبا
کہو حباب کو سر مت نکال پانی مین

سرشک ترمین نہین لخت دل ظفر ترتے
بہائے ہمنے کنول لال لال پانی مین

ہمدمو ان تم میری حالت مجھسے کچھ پوچھو نہین
دیکھ لو چہرہ کی رنگت مجھسے کچھ پوچھو نہین

تھی جو تم بن شب کو آفت مجھسے کچھ پوچھو نہین
شب تھی یا روز قیامت مجھسے کچھ پوچھو نہین

دل سے دل کو راہ ہی دل ہی سے اپنے پوچھیے
دل کو جو ہی تمسے الفت مجھسے کچھ پوچھو نہین

آنکھ اُٹھاکر بھی جو دیکھون مین تو دکھلاتے ہین آنکھ
اُنکی کچھ چشم عنایت مجھسے کچھ پوچھو نہین

ایکدم مین ضرب نالہ سے پتھر کو توڑ دوں
پتھر تو کیا کہ سد سکندر کو توڑ دوں

پہلو میں اپنے شہپر خنجر کو توڑ دوں
گویا کہ مرغ روح کے شہپر کو توڑ دوں

خون جگر سے لعل کا بھی مول دوں بہا
گر آنسوؤں سے قیمت گوہر کو توڑ دوں

جوڑا اثر الٰہی کیے ہی کہ دل تو کیا
یاروں جو مشت کا اژدر کو توڑ دوں

دیوانہ ہو کے تیرا کے صاف آئینہ
زنجیر و طوق و حلقۂ جوہر کو توڑ دوں

ہمسر جو تیری ابروے پرخم سے گر کمان
شاخ کمان و دست کمانگر کو توڑ دوں

جی چاہتا ہی اپنا لگاؤں گلے سے میں
بند قبائے شوخ ستمگر کو توڑ دوں

کیا دشمنی ہی اہل کرم سے کیے ہی چرخ
یہاں تک جھکاؤں شاخ ثمر ور کو توڑ دوں

توڑا دل اس صنم نے نہ آیا خیال
ہی گھر خدا کا کیونکہ میں اس گھر کو توڑ دوں

ناچار ہوں تری صف مژگاں سے ورنہ میں
وہ صف شکن ہوں میں صف لشکر کو توڑ دوں

گو ناتوان ہوں پر ظفر اک تیر آہ سے
نہ پایہ سپہر بد ور کو توڑ دوں

محبت کی کوئی اب آنکھوں تجھسے ہم ٹھہرا تے ہین
جو دے کوئی کالا جو دل کی ہم نہ کمو کہینگے

نسیم صبح کے جھونکے ہیں بادی جو دہ بلبل
نہیں شمشیر سے جنکی جھبکتی آنکھ میدان میں

علم ہوں گرچہ سو شمشیر کی کب دم ٹھہرا تے ہین
کہ تیرے خال رخ اور گیسوئے پرخم ٹھہرا تے ہین

کہ گلشن میں نہ گل اور شبنم ٹھہرا تے ہین
نظر وہ دیکھ تیرا ابروے پرخم ٹھہرا تے ہین

دیگر

رو بہ رو اُس تابش رخ کے تھا نہ مہتابی پہ رات چشمِ فتاں بھا مری جیسی البچا نجش بار	فرق کچھ مہتاب اور مہتاب کے اقتباز مین طاق وہ جادوگری مین فرد یہ اعجاز مین

ہر قدم پر فتنۂ محشر کو ٹھکرا اے ظفر
ہے وہ فتنہ اُس ستمگر کی خرام ناز مین

سو بھا بجز کی طرف دیکھ کے چل رستے مین
ناتوانون کو تو پانوون مین نہ بل رستے مین

ہے وہ چھپ کے چلے تھے طرف خانۂ غیر
ہمنے بھی جاہی لیا بھیس بدل رستے مین

خانۂ چشم سے آجائے مژہ تک آنسو
طفل ابتر جو یہ جائے نہ مچل رستے مین

لیتو ہم جائینگے دنیا سے متاع ایمان
نفس شیطان بھی ہی پر دزد دغل رستے مین

ہی مری گر ہے ترا پا کی خاک سر راہ
پانوون اُسکا کہین جاکے نہ پھسل رستے مین

منتظر لب پہ ہی کب سے ترے بیمار کا کام
آتے آتے گئی کیا ٹھہر اجل رستے مین

دل کا یہ حال ہوا مانگ مین چلتے چلتے
جیسے ہو جا کہ مسافر کوئی شل رستے مین

ہم بھی وہ سنتے ہو آتے ہیں پیچھے پیچھے
تھی جو غیرون سے تری رد و بدل رستے مین

پہونچے گا نامۂ جانسوز مرا اون تک کیونکر
کہ پر و بال کبوتر گئے جل رستے مین

قطرۂ خون کف پا ہی سر خار جنون
خوب روشن کیے مجنون نے کنول رستے مین

سب حال اپنے دکھاؤں اسے کیونکر شعار
جی مین ہی پھینک دون لکھکے غزل رستے مین

نامہ بر جاتا ہی کیا قاتل سفاک کے پاس
دم ترا جائیگا ہیبت سے نکل رستے مین

لہرون کو دیکھو دیکھو کے پانی کی بادہ کش
مجھے نشے کی لہرین ہین جون کی پسلیان

عاقل کو گوشہ مین بھی کرے تنگ گر فلک
خم کی بغل مین توڑے فلاطون کی پسلیان

ہین گنج و زر و مال سرو دوش بار بخش
کیا کمتی ہونگی بوجھ سے قارون کی پسلیان

تھا جس زمین پہ قبض و تصرف ہی زمین
توڑے ہی بعد مرگ فریدون کی پسلیان

لاغر ہی یہ کہ جون خط مسطر جدا جدا
پہلو نشین گنے ترے محزون کی پسلیان

رحم اس تن حقیر پہ شیشہ کی ہی سبب
ظاہر ہی موج بادۂ گلگون کی پسلیان

دل کی طپش بڑا ہی مژگان کی طرح سے
تیرے مریض چشم پر افسون کی پسلیان

ترکیب مین ہی جسکے سخن مین خلل ظفر
توڑین ہین اُسنے معنی و مضمون کی پسلیان

مجھکو وہ زلفین بلا اپنے بسمین کھینچلین
پر پسیر دل کی کہین کافر نہ بسمین کھینچلین

دے اگر پروانگی صیاد تو دل کھولکر
اور بھی دو چار نالے ہم قفس مین کھینچلین

ہے جسم زار سے سرکش ہوئی شعلہ عشق کے
کھینچنا ہو جتنا اس خار و خس مین کھینچلین

کھینچکر آہ رسا کو دل سے گر یارب کمند
نہ فلک کو ہم زمین پر اک نفس مین کھینچلین

کھینچ لین ہل مین تصور سے جو ہم تصویر یار
منہ ہی کیا گر وہ مصور سو برس مین کھینچلین

کسکے دل مین یہ کشش جو کھینچے اُسکا نقش دل
رنج جنکو کھینچنے ہون اس ہوس مین کھینچلین

ایک دم کی شرم کیا ہم وہ نہین مست شوق ہیں
ای ظفر انکو پکڑ کر ہاتھ دس مین کھینچلین

جلد اول دیوان ظفر

شب گرچہ ہوا سے بھی دروازہ اُنکا کھڑکے ہے
کیا کیا اپنے دربان کو وہ اُٹھ کے سحر گھُرکاتے ہین

دل مین نگاہ گرم سے اپنی آگ لگا کر آتش خو
جنبش دامن مژگان سے پھر اور سوا بھڑکاتے ہین

یون تو سوا وہ گھر سے باہر جاتے نہین اک مدت سے
لیکن گھوڑے کاغذ کے گھر بیٹھے وہ دوڑاتے ہین

تار زلف مین ہین کیا کافر پیچ و تاب محبت کے
دل ہی اُلجھتا اور زیادہ جون جون ہم سلجھاتے ہین

مارتے ہین پر دام و قفس کو ایک ذرا جو ہم تو ابھی
ہاتھون سے صیاد کے گویا طوطے سے اڑ جاتے ہین

مار بستر میرے حق مین یارو مار بستر ہے
کیونکہ کاٹون رات کہ مجھکو یہ تو کاٹنے کھاتے ہین

ناز و غمزہ آفت گر ہین تیغ ادا کے صیقل گر
کیا کیا قتل عاشق پر وہ اُسکو ظفر چمکاتے ہین

جب کبھی دریا مین ہوتے سایہ افگن آپ ہین
فلس ماہی کو بناتے ماہ روشن آپ ہین

سینے مین سوزن سے چاک سینہ کیا [illegible] چارہ ساز
خار غم سینے مین اپنے مثل سوزن آپ ہین

دیگر

نکر تو سرکشی غافل برنگ آب خوارہ	کہ لائیگی یہ تری سربلندی تجکو پستی مین
ہنو نا تندرستی کا کرے ہی مضمحل جان کو	کہ ہی نقصان جاکم ملک کی بے بندوبستی مین
خدا نے وسعت امکان ہمت کی عطا جسکو	نہین ہونیکا ہرگز تنگدل وہ تنگدستی مین

کرے صوفی بھی کیا کیا ای ظفر پھر رقص مستانہ
دکھائے گردش چشم اپنی گر وہ عین مستی مین

دل بیتاب کو ہم کیونکہ سنبھالے جاوین	کوچۂ صبر سے ڈر ہی نہ نکالے جاوین
اُنکے گھر جائین اگر ہم تو نکالے جاوین	اور وہ غیر کو یون گھر سے بلا لیجاوین
ہین یہ ذر دیدہ نگاہین تری کافر وہ چور	آنکھون آنکھون ہی مین جو دل کو چرا لیجاوین
پھر وہ بدست گیا باغ مین ڈر ہی مجکو	کہ گلون کے نہ کہین ٹوٹ پیالے جاوین
یون تو جا سکتا نہین ضعف سے مین تا دریا	میرے آنسو ہی مگر مجکو بہا لیجاوین
ای کماندار لگا تیر محبت ایسا	تیرے قربان ترے چاہنے والے جاوین
ہمسے وہ روٹھ گئے ہین کوئی اُنسے پوچھو	کہ جو مرضی ہو تو ہم آکے منا لیجاوین
آج مین اپنی محبت کو اگر دکھلاؤن	تو ابھی عرش برین تک پر نالے جاوین
صدمہ پہونچے یہ نہ پہونچے کوئی اُنسے کہدو	گل بازی کو نہ ہاتھون سے اُچھالے جاوین
ہان مگر جی مین ہمارے بھی آتا ہی کہ ہم	دست گلچین زدہ سے گلدستہ بنا لیجاوین
کر کے گلگشت گلستان محبت کا ظفر	تحفہ اس گل کے لیے اور تو کیا لیجاوین

دل شامت زدہ آجاتی ہے جو پیچ میں انکے غضب ہے زہر آنکھوں میں تاثیر ہے جنکی	تو اپنا ہی سمجھ کر کھیلتے وہ مار گیسو ہین جو افعی سرمہ کا دنبالہ ہے مژگان بھی بچھو ہین

ظفر ہاروت کو آنا تھا کیا اور سامری کو کیا
سکھائے نرگس جادو نے اسکے سبکو جادو ہین

لوگ کہتے ہین کہ وہ تمسے قرین رہتے ہین
واہ رے بیخبری ہم بھی یہین رہتے ہین

کیا خطا ہیری کہ جو تیرے خط چین جبین
کھینچے تیغ ستم خنجر کین رہتے ہین

رہتے اک جا نہین آوارہ ہین جون خورشید
صبح رہتے ہین کہین شام کہین رہتے ہین

جلوہ دکھلادے کبھی اپنا اٹھا کر پردا
تیرے مشتاق ہم اے پردہ نشین رہتے ہین

دل مین بستے ہین ہمارے صنم کافر کیش
خانۂ کعبہ مین یہ دشمن دین رہتے ہین

ساتھ لیجاتے ہین جو خاک مین بیتابی دل
خاک آرام سے وہ زیر زمین رہتے ہین

وسعت آباد جہان مین ہے جنھین خواہش نام
گھر مین بھی تنگ وہ مانند نگین رہتے ہین

بحر پر موج کو کیا خاک کنین دریا دل
اہل بخشش بھی کہین چین جبین رہتے ہین

چٹکیان لیتی ہین دل مین تری کافر مژگین
ہاتھ نچلے کبھو مژگان کے نہین رہتے ہین

تم کبھی راہ پہ بھی آؤ کہ جون نقش قدم
چشم بر راہ کئی خاک نشین رہتے ہین

شور و فریاد سے دلہائے ستمکش کے ظفر
روز ہنگامے سر چرخ برین رہتے ہین

یہ دل تفتہ جو نالے کھینچتے گو سے نکلتے ہین	شرر کی جا شعلہ ہر کے پتھر سے نکلتے ہین
جگر مین اسقدر کرتے ہین کاوش خار خار غم	کہ تن پر رونگٹے بھی کیر نشتر سے نکلتے ہین
خجل کیونکر نہو وے غنچہ نشگفتہ مین شبنم	اسی مین وہ چمکتے دانت گوہر سے نکلتے ہین
بکا کرتے ہین ہم جس سرزمین پر اشک خون سے	تو وہان کے کنگرے یاقوت احمر سے نکلتے ہین
عجب کیا ہو وے آتشدیدہ مژگان سے جالین	کہ اشک آتشین اس دیدۂ تر سے نکلتے ہین
مرے پانون کے چھالے مین ہو ہین خار کب نشتر	علم بردار یہ وحشت کے لشکر سے نکلتے ہین
نکلتے چشم سے ہین اشک خون یا لال انکھاکے	بجاے دانۂ اسپند مجمر سے نکلتے ہین

ظفر شعر و سخن سے راز دل کیونکر نہ ظاہر ہو
کہ یہ مضمون سارے دل کے اندر سے نکلتے ہین

ترے پانے کا ڈھب ای یار ہم گم ہوکے سیکھے ہین
یہ ہان سچ ہی کہ جو سیکھے ہین کچھ وہ کھو کے سیکھے ہین

لگانا غوطہ دریاے محبت مین نہین آسان
مگر یہ ہاتھ اپنی جان سے ہم دھو کے سیکھے ہین

سنا تھا آج تک منھ سے نہ انکے حرف بد ہمنے
خدا جانے سکھانے سے وہ کس بد گو کے سیکھے ہین

سکھایا تو سہی سوز و گداز و دل محبت نے
برنگ شمع لیکن ہم بہت رو رو کے سیکھے ہین

کام سب تقدیر پر ہین ہو اگر تدبیر شرط — کچھ سبب بھی چاہیے اس عالم اسباب مین
پیش از تعظیم ہے جو سب جھکین تیرے ... — کون پھر سجدہ کرے گر خم ہنو محراب مین

سوز غم سے کیا کہون حال دل پر اضطراب
ای ظفر آتش لگی ہی معدن سیماب مین

دیگر

مانگ ہی یا کوئی سیدھی راہ ہی ظلمات مین — یا عیان ہی کہکشان کا خط اندھیری رات مین
ہو گئے ہم جلکے خاکستر بھی پر ای شعلہ خو — اب تلک وہ ہی شرارت ہی تری ہر بات مین
ای صنم سارے پری رویون سے ہے تو نام خدا — ہی زیادہ ناز مین شوخی مین چھب مین گات مین
دیکھیے کب دائو پر چڑھتا ہی وہ آہو نگاہ — لگ رہے ہین ایک مدت سے ہم اوسکی گھات مین
اپنی صورت دیکھکر آئینہ کو دیکھے ہی کیا — تو شبیہ یوسف کنعان کو تصویرات مین
یون ہے گریہ سے اوسکے رخ پہ نکلا خط سبز — سبزہ ہو جاتا ہی پیدا جس طرح برسات مین
آفت جان ہی دلاوہ غمزہ و ناز و ادا — دیدہ و دانستہ کیون پھنستا ہی تو آفات مین
مہرہ شطرنج کی صورت بساط دہر پر — ہر گھڑی کتنے ہی اس دنیا کی برد و مات مین

کیا حقیقت واصلان حق کی پوچھے ہی ظفر
ہو گئے ہین محو بالکل وہ تو اوسکی ذات مین

ہوا کیون نہ ہجر کا غم چار باری ہر مہینے مین — عجب ہی ہو محرم چار باری ہر مہینے مین
اگر وہ آٹھون دن بھی قدم رکھے گر ... — تو مل جاینگے ہمدم چار باری ہر مہینے مین

جلد اول دیوان ظفر

جلائے آہ مجھی کو جو سنگدل ہو نہ موم
یہ کیا غضب ہے اثر وان نہیں تو ہاں بھی نہیں

جو آج تیغ بکف تو ہے سر بکف ہیں ہم
درنگ عربدہ گر وان نہیں تو ہاں بھی نہیں

صلاح کار نہ یک بیک کے سر پھرا ہے عبث
پھر اکسیکا جو سر وان نہیں تو ہاں بھی نہیں

وہی صلاح ہماری ہے جو ہے اُنکی صلاح
اگر مزاج میں شر وان نہیں تو ہاں بھی نہیں

جو عاقبت کا ہے سودا وہی ہے دنیا کا
جو ہمیں تجھکو ضرر وان نہیں تو ہاں بھی نہیں

نہ دیکھا دیر میں تو کیا حرم میں دیکھے گا
وہ تیرے پیش نظر وان نہیں تو ہاں بھی نہیں

اُدھر وہ بوسہ عنایت کریں ادھر لیں دل
جو کوئی عذر ظفر وان نہیں تو ہاں بھی نہیں

بن گل تن پہ عشق دلربا میں پھول کھڑتے ہیں
تماشا ہمنے یہ رنج و بلا میں پھول کھڑتے ہیں

ہے ہیں خاک پر لخت جگر دست مژگان سے
مری آنکھوں نے یہ جوشِ بکا میں پھول گر تے ہیں

حالت کشش میں جیسے تختۂ گل ای گل خوبی
عجب خیاط نے تیری قبا میں پھول کترے ہیں

ہا حال دل صد پارہ جب ہمنے تو کاغذ کو
اُٹھا کر یار نے دست جفا میں پھول کترے ہیں

لق کے دیکھ کر ٹکڑے نشیمن ہمکو یہ سوجھا
یہ کستے دامن چرخ دوتا میں پھول کترے ہیں

ظفر تیغ جفا نے اُسکی سیکڑ تن پہ زخموں سے
کہو نہیں کیا جو میدان وفا میں پھول کترے ہیں

ژگان کو جو خوبان سیمین تن بلا تے ہیں
تو کیا کیا آتش دل پر کے دامن ہلاتے ہیں

قطعہ

مانند حباب اتش سے ہون لبریز
بلا سے قبل

دیگر

کب ہجوم غم سے میری جان گھبراتی نہین
کون ہی جسکو نہین ڈر آہ سوزان کا مرے

کیا ہوا ابداصل گر ظاہر مین ہین نیکو صفات
ساقیا فرقت مین تیری تابہ بارش گھٹا

صاف خوب زشت کہتا ہی سخنور آئینہ
آسمان بنا ہی وہ چکر کہ جسکو دیکھ کر

چشم مشتاقون کی تیری حسرت دیدار مین

مین تو مر جاؤن کرون پر کیا کہ موت آتی نہین
کانپتا شعلہ نہین یا برق تھراتی نہین

جوہر ذاتی پر انکا غیر بد ذاتی نہین
میکشون کی سر پہ کیا کیا تیر برساتی نہین

دل ہے دیدے کی صفائی آنکھ شرماتی نہین
کون ہی ایسا کہ اسکی عقل چکراتی نہین

ہمنشین مژگان سے کسدن کو بھی چھاتی نہین

ای ظفر دیکھو کھٹکا باغبان کا کس قدر
باغ مین بلبل کی آج آواز بھی آتی نہین

دو چھریون بات دل کی جب ہین سب چکتے پکرتے ہین
کہ خال لب سے اک بوسہ پہ سو سکتے پکرتے ہین

نجانین یان سے یہ چاہین ہین پیران دوتا قامت
زمین دانتون سے اپنے جب وہ ہین جھکتے پکرتے ہین

ستمگر رشتہ اپنے گور کا عاشق تیرے کوچے سے
محبت سے جب اسکے دل نہین سکتے پکرتے ہین

نہین جب دیکھتے تو وہ اور دل مین ہین
تو ہم دامن پکڑنے سے نہین سکتے پکرتے ہین

[illegible]

دیکھیے

[illegible]

ہے یہ ہماری میں تمنا گرچہ برنگ نقش قدم
زیر قدم ہوں تیری سرِ راہ اپنی دمِ رفتار آنکھیں

دیکھا ہمنے سیہ پوش اکثر سرمہ سے یا کاجل سے
کشتۂ تیغ نگہ کی اپنے ہیں وہ ماتم دار آنکھیں

گو کہ تجکو شک مسیحا کہتے ہیں لیکن فائدہ کیا
میرا اُدھر بیمار ہے دل اور تیری ادھر بیمار آنکھیں

سب میں وہی ہے جلوہ نما خورشید سے لیکر ذرہ تک
پر جو ہوں اسکی گرم نظارہ ہیں وہ ظفر درکار آنکھیں

پردہ اس سوز جگر کا کبھی ہونے کا نہیں
داغ پر بھی مرہم رکھا کبھی ہونے کا نہیں

دفن ہو ویگا ترا کوئی جہاں سوختہ جان
سبزہ واں خاک سے پیدا کبھی ہونیکا نہیں

ہیں اطبا تو یہ کیا آئے مسیحا بھی اگر
تیرا بیمار غم اچھا کبھی ہونے کا نہیں

لکھدیا جو تری تقدیر میں ہو ویگا وہی
جو نوشتے میں نہو گا کبھی ہونے کا نہیں

آسمان کینۂ عالم سے نہو گا لبریز
خالی اس جو سے یہ مینا کبھی ہونے کا نہیں

دیکھ دل اپنا پشیمان ہوں کہ گر جان گئی
بچ گئی کام پھر ایسا کبھی ہونیکا نہیں

کرکے نظارۂ گلزار جہان ای غافل
پھر میسر یہ تماشا کبھی ہونے کا نہیں

وعدۂ وصل سے ہوا نکے مجھے کیا تسکین
جانتا ہوں کہ وہ سچا کبھی ہونیکا نہیں

[illegible]

دیکھیے

[illegible]

دیگر

[illegible]

تجھ بن ای آرام جان کب جان گھبراتی نہین
پیٹتے ہم سر نہین یا کوٹتے چھاتی نہین

ہمسری کرتا ہی گل عارض سے اسکی ای صبا
دو طمانچے مار کر تو اسکو سمجھاتی نہین

شمع بل بے حوصلہ تیرا کہ جل جاتی ہی تو
پر زبان پر شکوہ سوز جگر لاتی نہین

ہی جو ہر غنچہ چمن کو تیرا کھٹکا باغ مین
باغ مین بلبل کی آج آواز بھی آتی نہین

جنبش دامان مژگان تیری کس دم شعلہ خو
دل مین تیر تفتہ جان کے آگ بھڑکاتی نہین

پہونچے ہی چاک گریبان تا بدامن ہر گھڑی
مین کہون کیونکر کہ وحشت پانون پھیلاتی نہین

یان تو ہم باتین بناتے ہین ہزارون ای ظفر
جاکے وہان کوئی بھی ہمسے بات بن آتی نہین

پھپھولے دل پہ جو دس بیس داغ ہین دو تین
تو قمقمے ہین بہت اور چراغ ہین دو تین

نمود سینہ پہ اپنے جو داغ ہین دو تین
یہی تو عشق کے چشم و چراغ ہین دو تین

رہین نہ ہوش بجا جسکے ایک جرعہ سے
ہم اس شراب کے پیتے ایاغ ہین دو تین

نہین ہی اسکے دو مشکین خط سبز کے پاس
قریب بیٹھے یہ توتی سے زاغ ہین دو تین

وہ چاہے آنکھون مین یا سینہ و دل مانئے
جو ڈھونڈو اسکے مقام سراغ ہین دو تین

جو تو سنے تو زیادہ نہین مرا مطلب
وہ باتین ای بت نازک دماغ ہین دو تین

ظفر زمانے مین آرام کا ہی یہ احوال
ہزار تنگ ہین گر با فراغ ہین دو تین

[illegible]

لگی ہی اگر آتش پانی سے بجھاتے ہین — پر اشک مرے دل مین اور آگ لگاتے ہین

ہین بخت جو خوابیدہ وہ بھی تو کبھی جاگین — ہر رات مرے نالہ سو تونکو جگاتے ہین

جو بات کہ غصے سے کہتے ہین وہ اورونکو — ہم خوب سمجھتے ہین یہ ہمکو سناتے ہین

دل اُس بت کافر سے پھرنیکا نہین اپنا — ناصح یو نہین بک بک کے سر اپنا پھراتے ہین

ہم ہین وہی جو آگے رو تونکو ہنساتے ہین — اب حال ہی یہ اپنا ہنستو نکو رلاتے ہین

کب داغ ہین سینے مین سوزِ غمِ ہجران سے — یہ حضرت عشق آنکھین پردہ دکھاتے ہین

احوال ظفر اُنسے کس طرح کہین اپنا
ہو جاتے ہین بیخود ہم جس وقت وہ آتے ہین

روز ہی اک غم نیا میرے دل غمناک مین — روز ہی اک چاک تازہ سینۂ صد چاک مین

تیرا صید بستہ فتراک کھل کر گر پڑا — رہ گیا لوہو کا دھبا دامن فتراک مین

انکو انجم مت سمجھنا میرے تیر آہ سے — ہو گئے روزن ہین یکسر سینۂ افلاک مین

اشک خون مژگان سے ہین اسطرح لپٹے ہوے — لگ رہی جس طرح ہو آتش خس و خاشاک مین

پردۂ مینا سے تو جلدی نکل ای دخت رز — دیکھ تو بیٹھے ہین کب سے مست تیری تاک مین

اُسکے رخسار صفا کی جو دیکھی آب و تاب — ملگئی بس آئینہ کی آبرو سب خاک مین

عشق کے دریا مین تیرے کون عاشق کے سوا
ای ظفر اتنی کہان طاقت کسی تیراک مین

جو پوچھے کوئی اچھے کون ہین گر [illegible]
مسلمان ہین
ہون جو آشنا ہین اسی صنم سے وہی
اچھے ہین
انسے جنکے زمانے بھی ہین سب ہین [illegible]
اُٹھا [illegible]
گر اس بزم مین اسی [illegible] سے دوہی
اچھے ہین
بڑا کیا نام ہی اچھا کہ جنکے حرف ہین
اُسکا
نکلے ہر جا مین سکا قلم سے دوہی اچھے
ہین
بہادر
الفت مین اچھے ہین جو اسپر
جو ہین سینہ ہیں تیغ ستم سے دوہی
اچھے ہین
جو داغ عشق دین تو کیا کرون مین [illegible]
ذرے سے

سوبار کی بغور نگہ آفتاب مین	تیرا سا جلوہ دیکھا نہ گہ آفتاب مین
خال اُسکے رخ پہ ہی کہ سیاہی ہے زنگ کی	کھا کر گرہ گئی ہی یہ رہ آفتاب مین
دکھلاؤن دل کا داغ تو نکلے ذرا فرق	کچھ اسمین اور غیرت مہ آفتاب مین
آئے اگر عرق ترے رخ پر تو کیا عجب	شبنم سے جائے آب جو یہ آفتاب مین
اک تیر آہ خانۂ زنبور کی طرح	روزن پڑے ہزار جگہ آفتاب مین
وہ جائے زیر سایۂ دیوار دے کسے	بیٹھا رہے کوئی سر رہ آفتاب مین
حیران ہون نہین خطوط شعاعی کو دیکھکر	کسنے لگائے تیر فرہ آفتاب مین
تو جام ہی مین ہر دمک چشم مست دیکھ	ہی مثل ماہ داغ سیہ آفتاب مین

شاہان عصر مین ہی ظفر تو وہ سر بلند
پڑتا ہی عکس تاج کلہ آفتاب مین

ہوئے واقف نہ جو دنیا کے غم سے وہی اچھے ہین
جو ہستی مین نہین آئے عدم سے وہی اچھے ہین
چھوٹے یون تو ہزارون گوہر خوش آب نیسان سے
مگر جو اشک ٹپکے چشم نم سے وہی اچھے ہین
برابر ہین پریشانی مین ہم اور بال زلفون کے
وہ اکثر تیرے منھ لگتے ہین ہمسے وہی اچھے ہین

اسے نزدیک دنیا و درم سے وہی
اچھے ہین تو سب اچھے ہین برا ہے
ظفر یون [illegible] سے وہی
اچھے ہین

[illegible]

جاکر دکھاؤں دل پہ ہی جو داغ بیحساب
گر ہو حساب دام و درم لکھ کے بھیجدوں

یہ کیوں لکھوں کہ میں ہوں سیہ تیرہ بخت
مضمون خط و خال مبہم لکھ کے بھیجدوں

باور نہو تجھے کبھی ای شوخ بیوفا
سو عہدنامہ گر بقسم لکھ کے بھیجدوں

پہنچے یہ میں جگر کے ظفر اُسکو حال دل
مژگان تری اگر ہو قلم لکھ کے بھیجدوں

یار ہو پیش نظر یہ کبھی ہونیکا نہیں
ہو تو دیکھوں اُدھر یہ کبھی ہونیکا نہیں

آہ دکھلائے اثر یہ کبھی ہونیکا نہیں
سر زمیں آئے ثمر یہ کبھی ہونیکا نہیں

سنگ و آہن مری فریاد سے ہوں گرچہ گداز
دل ترا موم ہو پر یہ کبھی ہونیکا نہیں

کھینچکر تیغ ستم ہو وہ مقابل جسدم
ہوں میں سینہ سپر یہ کبھی ہونیکا نہیں

ضبط گریہ کا نہ لے نام تو ہم چشموں میں
تجھسے ای دیدۂ تر یہ کبھی ہونیکا نہیں

دل حیرت زدہ ہی غنچۂ تصویر اپنا
تجھسے وا ہو مگر یہ کبھی ہونیکا نہیں

غرق ہو جائیگا گریہ سے مرے ایک جہان
پر تجھے سوز جگر یہ کبھی ہونیکا نہیں

گھر میں گو اُسنے ہمیں اپنے بلایا لیکن
جا رہے دل میں ہو گھر یہ کبھی ہونیکا نہیں

صبر مشکل ہی نکر صبر کا دعوے ہرگز
عشق میں تجھسے ظفر یہ کبھی ہونیکا نہیں

ہر مژہ موج زن ہے اشک خونیں تیز رکھوں میں
کہ ہر موج جنکی موج طوفان خیز رکھوں میں

ہمدم ہی عبیر کفن اُس در کی مجھے خاک	خوشبو نہ لگا تو مرے جل ہشت کفن مین
اُس مغبچہ کا سوز غم عشق پس از مرگ	بھڑکائے ہی اک آتش زردشت کفن مین
دیکھا ہے حسرت زدہ کو بعد فنا بھی	دانتون کے تلے دابے سر انگشت کفن مین

مقدور حریفون کو ظفر ہو تو زر و سیم
لین باندہ پس از مرگ بھی یکمشت کفن مین

ردیف واو

تیغ ابرو کی تمھین جسکو دکھانی آب ہو	کیون نہ ہر دم زہرہ اُسکا یار جانی آب ہو
وصل سنتے ہی صنم کا کاروان سمجھے	یہہ چلی آنکھون سے اپنی سب نشانی آب ہو
قدر جاتی ہی ہمارے اشک و مژگان کی رلا	جسکو اس دُرِ نجف کی آہ پانی آب ہو
حال درد عشق اپنا گر کہین دو چار مین	لیلے و مجنون کی پھر اُس جا کہانی آب ہو
چشم پرخون کو ہماری دیکھ کر ساقی تم	کیون نہ پھر جام شراب ارغوانی آب ہو
نقش وہ کندہ کریگا ان نگینون کے نیچ	جسکو پھر ایسے نگینے کی نشانی آب ہو

کھینچکر تیغہ جو نکلے چشم سے یہان موج اشک
ای ظفر خجلت سے تیغ اصفہانی آب ہو

ہمارے دیکھ کے دریائے دل کا بار چڑھاؤ	اُٹھتا ہی کیا ہی سمندر کا ایک بار چڑھاؤ

پانوؤن مین مہندی لگا بیٹھے ہو تم وان یہات
مار رکھے گی سراسر ہی یہ کافر دل کو
مجکو رسوا کرو روکے نہ تم ای آنکھو
غنچہ ساں دل مین گرہ ہے سے نرکھو اب تم
شدتِ گرمی سے دم اپنا بہت گھٹتا ہی

خون دل ہوتا ہی یہان جلد حنا کو کھولو
جان مسند رخ پہ نہ تم زلف دوتا کو کھولو
راز جو چشمون مین ہت مانو خدا کو کھولو
گلے لگ جاؤ بس آغوش وفا کو کھولو
یا الٰہی کہین جلدی سے ہوا کو کھولو

بخدا یار و **ظفر** سے وہ بہت رکتا ہی
کوئی باتون مین بہت ہوش ربا کو کھولو

کام دن رات جسے چشم گرفتار سے ہو
کیون نہ پرہیز اسے نرگس بیمار سے ہو

محو نظارہ آئینہ فقط وہی ہمنشین
دام حیرت مین پھنسے ہم ہی گرفتار سے ہو

آبرو خاک مین تیری ابھی مل جائیگی
رو کش ای ابر نہ اس چشم گہربار سے ہو

زخم دل پر ہی مرے عکس خط سبز اسکا
فائدہ کیون نہ تجھے مرہم زنگار سے ہو

زلف کو چھوڑ لیا مانگ کا رستہ دل نے
سوے ظلمات چلا کشور تاتار سے ہو

کرسکے دل کی نہ اس آئینہ رو سے کچھ بات
روبرو اسکے کھڑے رہ گئے ناچار سے ہو

منہ پہ مہتاب کے گر شب کو ہوائی چھوٹے
کہ مقابل وہ مری آہ شرربار سے ہو

سنگ کا بھی غم فرہاد سے ہی زہرہ آب
کیون نہ سیلاب رواں چشمہ کہسار سے ہو

ای **ظفر** ایسی ہی اک در غزل ہمکو سنا
تاکہ محظوظ طبیعت تری گفتار سے ہو

خال قدم خوبان ہی ظفر کا
ابدال نہ دکھلاؤ نہ اوتاد دکھادو
دنیا ہمیں سر چشمہ دکھادو
تا شام ابی مجھے تصویر دکھادو
ناحق نہ ہو انکی نگاہ کا بسمل دکھادو
تم عاشق کو زلف اگر اب دکھادو
کہ جلوہ یار کی اگر تجلی دکھلادو
ہی عجب کوئی صاحب نظر دکھادو

خال اب نہ تہ زلف سیہ فام دکھاؤ	تا راب مجھے مست ایک سر شام دکھاؤ
اُس نرگس بیمار کا بیمار ہون مین آہ	لالا کے نہ مجھکو گل بادام دکھاؤ
معلوم ہوئے آپکے جوہر ہمین صاحب	ہر دم نہ لبس اب کہ غنچے کے صمصام دکھاؤ
اُسکی ہی بلائین کہین ہے لیکے چھپین ہم	ای کاش تم اپنا ہمین ہمنام دکھاؤ
پہونچا نہ کبھی قافلہ تک آہ عزیزو	مجھسا بھی جہان مین کوئی بدنام دکھاؤ
بیوجہ ہنوداب ہی خط رخ پہ تمہارے	مست طائر دل کو یہ قمری دام دکھاؤ

کہتے ہین سخندان ظفر اک اور غزل تم
تغیر قوافی سے کر ارقام دکھاؤ

یارو نہ مجھے سرو نہ شمشاد دکھادو	جس قامت موزون کی ہے اب یاد دکھادو
جاویگا نہ اس کاوش مژگان کا تصور	گر لا کو مجھے نشتر فصاد دکھادو
دل نیم نگہ سے ہوا اس یار کے بسمل	کشتہ کوئی ایسا ہو جو جلاد دکھادو
مرغان چمن دام مین ہرگز نہ پھنسین	گر مجکو ذرا صورت صیاد دکھادو
سو دل سے مین قربان ہون جو وہ کسی کی تو تصویر	تم لا کے اگر مانی و بہزاد دکھادو
دیوانہ صفت جسکی تمنا مین ہون پھرتا	یارو وہ مجھے وہ شوخ پریزاد دکھادو
شیرین ذہنو کوہکنی مین بھی تو دیکھو	تم چل کے مجھے مرقد فرہاد دکھادو
بتخانے مین کیا برہمنو جاکے کرونگا	ٹک تم مجھے وہ حسن خداداد دکھادو

تبدیل قوافی سے ظفر دیکھین تو اسکو
ایک اور غزل کر ہمین تحریر دکھادو

جلد اول دیوان ظفر

دیکھا اگر کسی کی الودہ ...
کیا بات ہے ... [illegible]

[illegible]

ظفر [illegible]

دیگر

[illegible]

ظفر جس شکل سے چاہ ذقن سے اسکے دل نکلا
نکلتے یون نہین دیکھا کوئین سے ماہ نخشب کو

خطا بخشو کہین دل کی بس اب زلف دوتا کھولو
یہ قیدی مرنجائے اسکی تم مشکین ذرا کھولو

حجاب اتنا بھی کیا لازم ہی عقدہ بحر عالم کا
حباب آسا ذرا تم آنکھ ای اہل فنا کھولو

سحر خون شفق مین پنجۂ خور ڈوبے خجلت سے
جو تم دست حنا بستہ کو اپنے مہ لقا کھولو

بتا اک عقدۂ دل بستہ ہی جان حزین میری
تم اسکو ناخن شمشیر سے بہر خدا کھولو

نہین وہ تو دکھاتا ہی نہین یاقوت لب اپنے
تمھین ای دیدۂ تر درج درّ بے بہا کھولو

برنگ غنچہ ہو لب بستہ تم جو یون کئی دن سے
ارادہ حضرت دل آپکا ہمسے ہی کیا کھولو

لٹا یا اور تو سب کچھ تمنا ہے تو وصل مین
رہی ہی ایک جان اسکو بھی بہر دعا کھولو

ظفر [illegible]

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

دیگر

عرق جو رخ پر ہی یہ تمھارے بڑا تعجب ہی ورنہ پیارے
کبھی نہ ٹھہرے گی خور پہ شبنم ادھر کی دنیا اگر ادھر ہو

کب اشک شوق ذہن میں تیرے کہ کھینچ کر پھر نہیں ہی پھرتے
رہے گا یہ ہی رہے گی دامن ادھر کی دنیا اگر ادھر ہو

یہ زخم چھاتی پہ ہی ہمارے کسی کے خنجر کی یادگاری
لگانے دینگے نہ اس پہ مرہم ادھر کی دنیا اگر ادھر ہو

یہ ہین جو لخت جگر مژہ پر مجھے تعجب ہی دیدۂ تر
شرار و خاشاک ہوں نہ باہم ادھر کی دنیا اگر ادھر ہو

تم اسکے بھو حسن عارضی کا ظفر بھروسا نہ کیجیے گا
رہے ہی ہرگز نہ یہ تو عالم ادھر کی دنیا اگر ادھر ہو

دیگر

رکھو ہاتھ سر پر جو ہمت قرآن سے بولو
خدا سے تو ڈرو تم اے بتو ایمان سے بولو

کہاں تک میری جانب سے رہیگی بدگمانی تمکو
گرہ دل کی کہیں کھولو ذرا ایمان سے بولو

سبک باتیں نہ مجھسے اس قدر ہر دم کیا کیجے
لیاقت میری کچھ سمجھو اور اپنی شان سے بولو

وہ دن مجھے کون سے بولو یہ جو ہمکو جو کہتے تھے
وہی دیوانے ہم ہیں کسی انسان سے بولو

مجھے ہر دم جو کہتے ہو کہ تو غیروں سے ملتا ہی
سر بازار تم جاکر ہر اک دکان سے بولو

جلد اول دیوان ظفر

ابھی یہ ذوالفقار اک دم میں قتل عام کرتی ہی
میان ابرو کی اپنی کھینچو مت تیغ دو پیکر دیکھو

تمھارے آتشین رخسار جون شعلہ فروزان ہین
جو اشک گرم ہی پیارے وہ ہمرنگ شرر دیکھو

کسی کا دل جلانا شعلہ رویان کیا بھلا ہیگا
کئے ہی شمع کا سر آہ لبس التقصیر پر دیکھو

نہین ہو جہ لاکھا زنگ پا نکلا اُسکے ہونٹون پر
ہوا وہ مستعد تازہ کسی کے خون پر دیکھو

شتابی اس زمین مین اور لکھو اک غزل تازہ
تکلف مت کرو اچھا نہین ہی اے ظفر دیکھو

مکان چشم کو میرے ذرا تم آن کر دیکھو
کیا ہی صاف کیا جارو بہ مژگان نے یہ گھر دیکھو

وہان بالے کے حلقے مین ہی عارض جلوہ گر دیکھو
عزیزو دیدے کو نکلا ہی ہالے مین قمر دیکھو

خدا کیواسطے دکھلاؤ مت یہ جنبش مژگان
دو عالم کو نہ اک پل مین کرو زیر و زبر دیکھو

عجب صورت سے اُسکے حسن کا ہی جلوہ اے یارو
اُسے آئینہ سان ہردم بآئینی گر دیکھو

نچھوڑا پنجہ مژگان سے چشم یار نے دل کو
گری شاہین کبوتر پر ہی کیا یہ باندھ کر دیکھو

نہین موقوف تیغ و برہمن کچھ دیر و کعبے پر
ہر اک سو جلوہ گر حق ہی جدھر چاہو اُدھر دیکھو

چمن مین تمسے چشم لطف کی رکھتی تمنا ہی
تمھاری نذر کو نرگس لیے ہی سیم و زر دیکھو

بہار ابر سیہ سے باغ مین دو چند ہوتی ہی
ذرا تم چھوڑ کر چہرے پہ زلفین سر بسر دیکھو

غزل اک اور لکھو اس زمین مین ایسی ہی رنگین
قلم کو ہاتھ سے رکھدو نہ تم اب اے ظفر دیکھو

آج ہر ایک جو یار و نظر آتا ہی نڈھال — اپنی ابرو کی وہ کھینچے ہوئے صمصام ہنو
ہی جو شوخ کی بالیدہ وہ کافر انکھین — جسکے ہم چشم ذرا نرگس بادام ہنو
صبح ہوتی ہی نہین او نہین کٹتی ہی رات — رخ پہ کھولے وہ کہین زلف سیہ فام ہنو

ای ظفر چرخ پہ خورشید جو یون کانپے ہی
جلوہ گر آج کہین یار لب بام ہنو

دل سوزان کو مرے ای بت خونخوار نہ چھو — اخگر عشق ہی یہ تو اسے زنہار نہ چھو
ای طبیب آبلے پڑ جاینگے ہاتھو نمین ترے — نبض بیمار تپ عشق کو ہر بار نہ چھو
ڈر لگت آہ اسیران قفس سے صیاد — ہر گھڑی بال و پر مرغ گرفتار نہ چھو
وادی قیس مین پھر آگ نہ لگجاے کہین — دامن گرم رو عشق کو ای خار نہ چھو
دل نہین سینہ مین میرے وہ دبی آتش ہی — ہاتھ ہرگز نہ لگا اُسکو خبردار نہ چھو
کہین لگجاے نہ اس سقف کہن مین آتش — قصر افلاک کو ای آہ شرربار نہ چھو
صورت شانہ یہ ہوتا نہ دل اپنا صد چاک — زلف کا اُسکی اگر لیتے ہر اک تار نہ چھو
کرنہ ای باد صبا خاک شہیدان برباد — دامن گرد رہ کوچۂ دلدار نہ چھو

وہ برہمن بچہ ہر دم تجھے کہتا ہی ظفر
تو مسلمان ہی سر رشتۂ زنار نہ چھو

لشکر درد و الم بھیج نہ ای جان تو — کشور دل کو نکر اب مرے ویران تو

ابرو پہ اُسکی زلفین کیا آ جُھکے آنگیبن ہین
جاسوس لگ رہے ہین دیوار و در تلے دو

یارو قدم سمجھکر رکھنا ٹک اُسکے گھر مین
ظالم کی تیغ سے ہین وابستہ پر تلے دو

بس قتل کو ہی ہے ابرو کا اک اشارہ
تلوار ہاتھ سے تم رکھو اب سپر تلے دو

یارو نہ اب گھٹا و دل کو گھٹا دکھاکر
یہ وقت میکشی ہے ساغر نہ دھر تلے دو

شیشے قریب ساغر کسنے دھرے ہین ساقی
یہ آبلے نہین ہین داغ جگر تلے دو

کانو نمین یہ نہین ہین اُس شوخ کے موتی
تارے سے ہین چمکتے اپنی نظر تلے دو

نیند آ گئی ظفر کو زانو سے یار پر اب
ای یارو کوئی تکیہ رکھو اُسکے سر تلے دو

جب لب پہ تیرے رنگ مسی جلوہ نما ہو
تب چشمۂ حیوان پہ نمودار گھٹا ہو

نرگس کی روش ہاتھ مین لے کیون نہ عصا وہ
آنکھین جو تری دیکھکے بیمار ہوا ہو

عکس رخ دلدار وہ مین ہووے نمایان
ان بن آئینہ کچھ دل مین اگر اپنے صفا ہو

جب کھولتے ہو کاکل پیچان کو تم اپنے
تب سر پہ مرے ایک نئی لاتے بلا ہو

کیون دیدۂ دانستہ نہ ہم خاک مین ملجائین
ای شوخ جو سرمہ تری آنکھون مین لگا ہو

بوسہ جو طلب مین نے کیا اُسنے تو وہین
جھنجھلا کے لگا کہنے کہ چل یہان سے ہوا ہو

وحشت سے گریبان کو کرے کیونکہ نہ گل چاک
زنجیر چمن مین جو لیے موج صبا ہو

محراب حرم کیونکہ نہ سمجھے وہ بہر شکل
سر جسکا خم ابروی جانان مین جھکا ہو

جب اپنے تو یہ پابال کر سکیں تو بھرا وج
نالہ ہے جو ہاتھو اٹکے ... سے کیون نہ صبا بات آن
ہین نیزے دل و جان کے ... ان فدا ... ہجمیں نقاب
کیا جانا ... عشق ... دہ بہار ... کھلا اب
یا بوتہ ظفر ... ور پکہ
[illegible] ... اگر جیان کے گریبان او
... سر زا و
... دل نازک
... بس جاؤ

جلد اول دیوان ظفر

... گلستان مین ذرا ... تم لاؤ
... سرد اپنی نسیم صبح سے
چمن مین ہین دل پر داغ ... ہوا
... گرمی بجھانے ذرا
... پھول ... شرما
ہوا کھاؤ
تو اپنے گالون کی ... بولا
پہلو بسی ای ظفر مت گالیان کھاؤ ہو الگ
دیا مر
جب پہ جلد

جب یہ چمک تمہارے ابرو کے خال میں ہو
یہ کہیے کیونکہ تارا شب کو ہلال میں ہو

ای حضرت دل اتنو فکر رہائی کیجیے
بیوجہ پھنستے تم تو زلفوں کے جال میں ہو

فرقت کی رات جسنے کاٹی تڑپ تڑپ کر
یارب وصال اُسکا روز وصال میں ہو

آگے لبوں کے تیرے بھرتا ہی قند پانی
ایسی کہاں ہے لذت آب زلال میں ہو

مجلس میں میکشوں کے کیا کام ہی تمہارا
ہاں تم تو شیخ صاحب مست اپنی حال میں ہو

کبک دری کو تونے پامال کر دیا ہی
کیونکر نہ چلبلاہٹ اب تیری چال میں ہو

گو چرخ پر بھرا کرے مہ آپکو ولیکن
ہمسر تو بھی تم سے حسن و جمال میں ہو

نکلے ہی مہر تابان جوں صبحدم شفق میں
لگتے ہو مجھے تم ایسے اس سُرخ شال میں ہو

اُٹھو کہیں ظفر اب بیٹھے عبث ہو در پر
وہ خواب ناز میں ہی تم کس خیال میں ہو

خط میں عاشق کے نہ تم حرف ضرر داخل کرو
ہی یہ ملفوف اسمیں سب نام دگر داخل کرو

بس ہی ابرو کا اشارہ دمبدم کھینچو نہ تیغ
تور خانے میں یہان تیغ و سپر داخل کرو

ایک بوسہ پر ہی سودا کیجیے ای جانمن
اس متاع دل کو میرے اپنے گھر داخل کرو

مرغ خوش الحان بنیں بس جمع کر دو صید افگنو
مت کے کنج قفس میں مشت پر داخل کرو

کلبۂ احزان میں دل کھاتا ہی ہر دم پیچ و تاب
بس جواب خط حرا تم نامہ بر داخل کرو

اُسکی دیکھی ہیں خمار آلودہ آنکھیں ساقیا
ساغر گل میں می رنگین سحر داخل کرو

ن کو مارا پارۂ دل و دن نگاه ناز کو
چاہیے ہی طعمہ بعد از صید دینا باز کو

ن کے پا جاتی وه بیگر دل ہے کے راز کو
وہم نے اُسکے بٹھایا ہی بڑے غماز کو

دیکے سر الفت مین اُٹھے تازه سر پیدا کیا
دیکھنا روشن دلو تم شمع کے اعجاز کو

وه قیامت ہی مرا نالہ کہ دم مین بھر دون
بند کر دون صور اسرافیل کی آواز کو

ہی لب زخم جگر کو یہ جو جنبش دم بدم
دے رہا ای قاتل دعائین تیری تیغ ناز کو

زردی رخسار نے تیرے مریض عشق کی
کر دیا فق چھٹتے ہی مہتاب آتش باز کو

ہاتھ سے صیاد کے اڑ جاؤن جون رنگ حنا
بال و پر کی کچھ نہین حاجت تری پرواز کو

ساحری کرتا ہی دعوے ساحری کا ای ظفر
یک نظر دیکھا نہین اس چشم افسون ساز کو

خواب مین جلوه جو شب آ سینے دکھایا مجکو
صبح تک غش مین رہا ہوش نہ آیا مجکو

چین تھا خواب عدم مین مجھے ای شور ظہور
تونے کیون دشمن آرام جگایا مجکو

جل اُٹھا نبض کی گرمی سے مرے دست طبیب
تپ ہجران نے تیرے ایسا جلایا مجکو

دل دکھانے کے لیے مجکو بنایا میرے
دکھ اُٹھانے کے لیے تیرے بنایا مجکو

دل نخچیر سے تیر اُسکا یہ کہتا ہی کہ لے
جذبۂ شوق ترا کھینچ کے لایا مجکو

بہتے جاتا تھا کہ آنکھون مین کہیگا وه مجھے
آستے آنکھون ہی سے جون اشک گرایا مجکو

لیگیا خضر تصور مجھے اس راه سے وان
راه مین نقش قدم ایک نہ پایا مجکو

وہ زلف و روے نورانی اُہو ہو ہو اُہو ہو ہو
وہ ابرو اور پیشانی اُہو ہو ہو اُہو ہو ہو
وہ دندان کیا کہ سلکِ دُر آہا ہا ہا آہا ہا ہا
وہ لب کیا لعل رمانی اُہو ہو ہو اُہو ہو ہو
تمھارے روے روشن سے نقاب ایکدم اگر اُٹھے
کرے پھر ماہ کنعانی اُہو ہو ہو اُہو ہو ہو
دیا دل اُسکو جسکو قدر مطلق ہی نہین دل کی
ہوئی کیا ہمسے نادانی اُہو ہو ہو اُہو ہو ہو
ہمارے اشک دریا کی یہ تمکو سیر لازم ہی
کرے ہی موج طغیانی اُہو ہو ہو اُہو ہو ہو
صنم کا نقشہ کھینچا ہمنے وہ کلکِ تصور سے
کہ مانی نے بھی چین مانی اُہو ہو ہو اُہو ہو ہو
کسی کی یاد فندق مین لہو کا قطرہ مژگان پر
بنا لعل بدخشانی اُہو ہو ہو اُہو ہو ہو
وہ پورا دوستی مین ہون کہ ہر دم میرے پانون پر
گرا وہ دشمن جانی اُہو ہو ہو اُہو ہو ہو

یقین ہو رات کا پردہ اُلٹ کر صبح روشن مین
ہوا سے رخ پہ گر زلف سیہ اُلٹی سے سیدھی ہو
صبا کھولے ہزار ای عندلیبو رخت غنچہ کو
جو نہ اُلٹی ہو اسمین وہ نہ نہ اُلٹی سے سیدھی ہو
ہراساں ہی دل عاشق کبھی سے فوج مژگان کے
کچھ ایسا ہو یہ برگشتہ سیہ اُلٹی سے سیدھی ہو
اگر ہی سرنوشت اُلٹی جھکا سر کو عبادت مین
کہ نہ سجدہ نہ مہرا ہی روسیہ اُلٹی سے سیدھی ہو
کبھی سیدھا نہ ہوتے ہمنے دیکھا نیش کژدم کو
تری کس طرح سے نوک مژہ اُلٹی سے سیدھی ہو
کجی اور راستی جو ہی سو ہی خلقت مین انسان کے
نہ گہ سیدھی سے اُلٹی ہو نہ گہ اُلٹی سے سیدھی ہو
ظفر تقدیر سیدھی جسکی ہو حق کی عنایت سے
کرے وہ بات اُلٹی جس جگہ اُلٹی سے سیدھی ہو

کان دھو کر وہ سنے تقریر ہو اتنی تو ہو	بات ہو ایسی تو ہو تاثیر ہو اتنی تو ہو
تونے قاتل اک نگہ مین دل کیے دو ٹکڑے کیے	واہ ری برش اگر شمشیر ہو ایسی تو ہو

کہتے ہیں وہ آئینہ میں جلوہ اپنا دیکھکر	ماہ پیکر مہر طلعت ہم ہیں تو کون ہو
ہم ہیں عاشق ہمکو آب تیغ ہی آب بقا	تشنۂ جام شہادت ہم ہیں تو کون ہو
جب نہو وے آشنا کوئی حقیقت آشنا	فی الحقیقت بے حقیقت ہم ہیں تو کون ہو
آکے بالین تک ہمارے جبکہ پھر جاوے وہ یار	واقعی برگشتہ قسمت ہم ہیں تو کون ہو
دیکھکر آہو کو یاد آیا کوئی آہو نگاہ	دشت میں سرگرم وحشت ہم ہیں تو کون ہو
شیفتہ ہیں ہمنشین ہم اُس دہان تنگ کے	تنگ اے حضرت سلامت ہم ہیں تو کون ہو
ساتھ غیروں کے لگاتے ہیں وہ غوطے ہیں	غرق دریاے خجالت ہم ہیں تو کون ہو

ہے گنہگاروں کی خاطر اُسکی بخشش اے ظفر
مستحق عفو رحمت ہم ہیں تو کون ہو

ارادہ اور کچھ ہے یار جانی اور کہتے ہو	خطوں میں اور لکھتے ہو زبانی اور کہتے ہو
جو اُسنے حال دل لکھیے تو کہتے ہیں خفا ہوکر	کہ کہہ تو اور بھی گر کچھ کہانی اور کہتے ہو
بھروسا کیا تمہارا تم نہیں اک بات پر قائم	دم قہر اور وقت مہربانی اور کہتے ہو
نہیں کہتے ہو تم کیا کیا مجھے میں جانفشانی کا	جو کرتا ہوں زیادہ جانفشانی اور کہتے ہیں
نہیں ہو داغ دل سمجھ ہو کوئی نشانی	نہیں معلوم تم کسکو نشانی اور کہتے ہیں
کسی جانی نہیں اے حضرت دل آپ کیسے بھی	پھر اسپر اپنا حال ناتوانی اور کہتے ہیں
ظفر جب شعر کہہ کر اور شاعر پڑھے ہو	دکھاکر تم طبیعت کی روانی اور کہتے ہیں

کہ تدبیر کرکرا کے انسان یہ نہو وہ ہو
بجز تقدیر لیکن لیبہا کر سکان یہ نہو وہ ہو

نہین گر نالہ ہمدم آہ ہی دمساز ہو اپنے
کوئی تو ہو انیس کنج احزان یہ نہو وہ ہو

شگفتہ دل ہو غنچہ اور میرا دل رہے غمگین
ہزار افسوس بس گلشن مین شادان یہ نہو وہ ہو

جہین نکلے گھر سے وہ شب ماہ وش اور چاند بھی نکلے
خدا شاہد ہی ہر عالم مین تابان یہ نہو وہ ہو

کرے نظارۂ گل تو نہ دیکھے داغ دل میرے
تجھے منظور ای رشک گلستان یہ نہو وہ ہو

جگر دل دونون ابتو آرزومند جراحت ہین
یہ ہو کیونکر نشان تیر مژگان یہ نہو وہ ہو

سدا گردش مین ہم ہون اور نہ اکدم دور ساغر ہو
یہ کیا انصاف ہی ای چرخ گردان یہ نہو وہ ہو

بھرے نالے سدا بلبل رہے خاموش پروانہ
عجب ہی عشق کے ہاتھون سے نالان یہ نہو وہ ہو

مزاج میکشی کا ہی کہ ساقی ہو کے یار اپنا
نہین کیا لطف سیر ابر و باران یہ نہو وہ ہو

ترے آگے تو تڑپے گو نہ لوٹے پانون پر تیرے
کہ نکلے کچھ تو اس بسمل کا ارمان یہ نہو وہ ہو

جو ہو آشفتہ زلف اُسکی سراسیمہ نکیون دل ہو
کہ امکان ہی نہین ہرگز پریشان یہ نہو وہ ہو

ترا زہر آب پیکان ہی زلال خضر سے خوشتر
گوارا مجکو کیونکر ترے قربان یہ نہو وہ ہو

کرے غرق اک جہان کو اور مجھے میرا نہ سوز دل
تعجب ہی کہ تجھسے چشم گریان یہ نہو وہ ہو

لگائے تو جو تکمہ لعل کا دل خون ہو کیونکر
کہ ہی حیرت کی جا زیب گریبان یہ نہو وہ ہو

ادا ہو یا نگہ ہو دل کے مین جیب کو حاضر ہون
کوئی ہو پر یہ ہو وہ اس دل کا خواہان یہ نہو وہ ہو

الٰہی شام غربت ہی ہو یہ شامیانے کے
بلا مانے بر سر گور غریبان یہ نہو وہ ہو

عشق مین ہم نے ابھی [illegible]
البساہم بازی یان یون [illegible]

دیگر

نہین [illegible] ہمکو [illegible] مختصر ہماری وادخواہی ہو
نشانی ہی [illegible] داغ دل کی کالی گھٹا [illegible]
[illegible]

[illegible]

نہ الجھو نازکے کشتہ پہ آنسو	شہیدون کو بھلا بہلاتے کیون ہو
گرہ الفت کے رشتہ مین نہ پڑجاے	جو سلجھاتے نہین الجھاتے کیون ہو
وہ مجھپر اگے یون ہی بن رہا ہی	رقیبو اور اسے بھڑکاتے کیون ہو
ابھی ہی دور لب سے حرف مطلب	مجھے کہنے تو دو جھنجھلاتے کیون ہو
بہت پھڑکاے گا صیاد تمکو	اسیران قفس گھبراتے کیون ہو
پرائے سرکو مین قرآن کہتے	ہمارے سرکو تم ٹھکراتے کیون ہو

نہین پہچانتے چاہت کی گر آنکھ
ظفر کو دیکھ کر شرماتے کیون ہو

ہمسا جانباز ہی وہ کون بتبر دیکھین تو	رکھدے اس تیغ جفا کے تلے سر دیکھین تو
ذرہ گر اس رخ پر نور سے اٹھ جاے نقاب	رو کشی کیونکہ کرین شمس و قمر دیکھین تو
جنکو دعوی ہی بڑا اپنی جگرداری کا	انسے کہہ دو کہ مرا زخم جگر دیکھین تو
خندۂ یار نے تو برق پہ مارا چھاپا	کرتے ہین ابر سے کیا دیدۂ تر دیکھین تو
وہ نظر باز ہین اک عمر نظر مین رکھین	انکی صورت ہم اگر ایک نظر دیکھین تو
دل کھینچے اسکا ادھر ہی وہ کشیدہ خاطر	ہان ترا ای کشش عشق اثر دیکھین تو
ساعتون خون برسے ہے چشم مین عاشق کی جواب	ایک نظر چشم عنایت سے ادھر دیکھین تو
گل مین کیا خار مین کیا سب مین ہی یکرنگ بہار	کھول کر چشم حقیقت کو اگر دیکھین تو

دیوان اول ظفر

[illegible]

ہوئیگا اور ہی حسن دوبالا تیرا سارے حسینون مین
کانون مین ای کان ملاحت تونے جو پہنے بالے دو

تیغ جفا سے وار کرے تو ہاتھو نزدیک قاتل کا
اُسکو سینے لگانے دو اور مجکو جفائین سہنے دو

قاتل ناحق تیغ سے اپنی پنجۂ نازک رنجہ نہ کر
کر دیئے میرے دل کے ٹکڑے تیری ایک نگہ نے دو

دل نے جو مانگا رات ظفر اک بوسۂ خال عارض کا
ہو کر برہم مارے کوڑے وہین زلف سیہ نے دو

نصیب ایسا تو سوز جگر کسیکو نہو	کہ جل کے خاک ہو دل اور خبر کسیکو نہو
جلے رقیب دل اُسکا نہ موم ہوا ای آہ	یہ کیا کسیکو تو ہووے اثر کسیکو نہو
جو ایک عیب ہو دیکھیں ہزار غور سے یار	ستم ہی لاکھو ہنر پر نظر کسیکو نہو
تمام سود ہی سود اد کان ہستی کا	جو تجھسے نفع ہو سبکو ضرر کسیکو نہو
ہزار رنج والم ہون تو سب گوارا ہین	کسیکا درد جدائی مگر کسیکو نہو
بجائے ہیمہ دوزخ سے گر ہووے خلد	وہ نخل جس سے کہ حاصل ثمر کسیکو نہو

جو داغ دل پہ ہو تو زخم ہو جگر پر بھی
کہ ہو تو سبکو نہین ای ظفر کسیکو نہو

دیگر

دیگر

جلد اول دیوان ظفر

اور زاہد و ایمان تم ابھی طاق پہ دھر دو

ہر ایک مین آتا ہی نظر ایک ہی جلوہ

دیگر

یہ خاک کا پتلا ہو سجود ملائک کا
کس مسند عزت پر پہونچا بشر اد ہو ہو

غفلت کا ظفر پردہ اُٹھ جاے جو آنکھون سے
آجاے تماشا پھر کیا نظر آ ہو ہو

وہ مری جان مرے پاس جو آئے تو کیا اچھا ہو
اور نہین جان نکل جائے تو کیا اچھا ہو

نہین معلوم کہ مین کون ہون اچھا کہ برا
کوئی اس بھید کو بتلائے تو اچھا ہو

خواب مین جو کہ دکھا جاتا ہی صورت اپنی
شکل ظاہر بھی وہ دکھلائے تو کیا اچھا ہو

ساغر جم مین جو آئی تھی نظر کیفیت
وہ نظر دل ہی مین آجائے تو کیا اچھا ہو

ای مسیحا نفس اٹھ بیٹھے ترا کشتۂ ناز
ابھی قم منھ سے جو فرمائے تو کیا اچھا ہو

کوچۂ تنگ ہی دنیا نہین آرام کی جا
یان کوئی پانون نہ پھیلائے تو کیا اچھا ہو

جو برا آپ کو سمجھے تو وہ ہووے اچھا
کہ برا اور کو ٹھہرائے تو کیا اچھا ہو

ہی بہ او وصل مریض غم ہجران کا علاج
یہ دوا ہاتھ نہ جب آئے تو کیا اچھا ہو

آئے سب یک نظر گر یہ دوئی کا پردا
ای ظفر بیچ سے اٹھ جائے تو کیا اچھا ہو

ابرو مین تماشا ترے ای رشک قمر دو
اک جامہ تو سامنے آتے ہین نظر دو

اک بوسۂ دندان مصفا مجھے گر دو
گویا کہ دہن موتیون سے تم مرا بھر دو

بالے ہین ترے حسن کے دریا مین بھنور دو
اور اُس پہ غضب ہی کہ ہین انہین گرد دو

جس طرح رہتا ہی تجھ بن میرے دل کو اضطراب
مضطرب اس طرح کوئی مرغ بسمل ہو تو ہو

بلبل دیوانہ آتا ہی کسیکی قید مین
پر تری زلفون مین پابند سلاسل ہو تو ہو

ہم وفا سے منھ نہ موڑین یہ ہی شرط دوستی
وہ وفا دشمن ہمارا اگرچہ قاتل ہو تو ہو

کیونکہ ہون اُس شمع رو بن بزم آرائے نشاط
رونق محفل مگر وہ زیب محفل ہو تو ہو

عشق کے نزدیک ہی آسان وہ دشوار غم
آدمی ہمت نہ ہارے دور منزل ہو تو ہو

وہ تو ہی دکھلا رہا بے پردہ صاف اپنا جمال
کچھ تری غفلت کا غافل پردہ حائل ہو تو ہو

جبتلک ہی دم مین دم تیرا بھرے جائیگا دم
دم کا لینا ضعف سے عاشق کا مشکل ہو تو ہو

ہمکو یون معلوم کیا یارون کو قدر عافیت
جب کہین دل اُنکا میری طرح مائل ہو تو ہو

آب گریہ سے بجھے کیا آتش غم اے ظفر
بلکہ اُس سے اور افزون سوزش دل ہو تو ہو

جو کوئے عشق مین ہمنے ذرا جمائے پانون
تو عقل و ہوش نے کیا جلد جلد اٹھائے پانون

جو آگے عشق کے میدان مین بڑھائے پانون
تو شرط یہ ہی کہ پیچھے نہ پھر اٹھائے پانون

گندہ ہوگا ہم دل و جان و خاک پہ کیون
غرض ہی کیا اُسے اتنی جو وہ ہلائے پانون

بست کے چھ حرم و دیر مین کہین اُسکو
بنایا شیخ و برہمن نے کیون تھکائے پانون

دبائے اس لیے عاشق کو پنجہ مژگان
کہ تا وہ آنکھون سے اپنی ترے دبائے پانون

بری کو حسن سے اُس جو روش کے کیا نسبت
کہ وہ پری سے نہ اپنے کبھی دھلائے پانون

جلد اول دیوان ظفر

دیگر

خط عارض شوق سے تغیر و نمیں جی جان لکھو لو
پر کسی پر نہ یہ حال غم پنہان لکھو لو

میرا لکھو نہ ہی گلا وحشت و اجان ہی تنگ
ناخن تیغ سے لکھو لو جو گریبان لکھو لو

سر پہ ہی آبلۂ پا نے تمھاری سندیل
خوب باندھی ہی نہ ای خار بیابان لکھو لو

توسن ناز کو گر اور ہی کوڑا منظور
اپنے رخسار پہ تم طرۂ پیچان لکھو لو

دل بیتاب ہی آنکھونکا تمھارے بیمار
فصد لکھو لو تو نہ جز نشتر مژگان لکھو لو

زلف کو مصحف رخسار سے تم سرکا ؤ
فال سودا زدگان لکھو لگے قرآن لکھو لو

غافلو دیکھو تم اپنے ہی مین اسکی صورت
آنکھو گر صورت آئینہ حیران لکھو لو

وو ہی پاؤ گے جو قسمت مین ہی دنیا طلبو
تملو لکھوتا ہی اگر سفت مین ایمان لکھو لو

ای ظفر باندھتے ہو گر کمر ہمت کو
شرط یہ ہی کہ نہ تم پھر کسی عنوان لکھو لو

جن آنکھون نے دیکھا ہی حسن رخ جانانکو
وہ دیکھین تو کیا دیکھین شکل مہ کنعانکو

ذرہ جو دکھاتا ہون داغ دل سوزانکو
چڑھتی ہی تپ لرزہ خورشید درخشان کو

کیون رنگ مستی پھر تب اسکے نہ دندانکو
رونق شب تیرہ سے ہی انجم تابان کو

ہی دیدہ ترا آہو زنجیر کا حلقہ سا
وحشی نے ترے زندان سمجھا ہی بیابان کو

سو فتنہ خوابیدہ بیدار ہون اک پل مین
گر خواب مین بھی دیکھے اس نرگس فتان کو

لگ جاے جھڑی برسون پھر آنکھون سے آنسو
جھاڑون جو دم گریہ مین دامن مژگانکو

ر تبہ خطوط مہر کو کیا آسمان پر
زاہد بجز دعا قدح کچھو سے چلے نہ ذکر
دل ہی وہ داغ داغ کہ سیہ خانہ باغ ہون
گر نغمہ نشاط ہو شیون سے کم نہین

ای ترک شہ کمان تری ترکش کے روبرو
محفل مین دیکھو رند قدح کش کے روبرو
بے رنگ اس مکان منقش کے روبرو
آفت رسیدگان مشوش کے روبرو

کلاکو جب مذاق سخن بھی نہو ظفر
کیا پڑہیے شعر اُس بز اخفش کے روبرو

دکھاؤن مین اگر اپنے فروغ داغ ہجر انکو
چھپا لیتی ہی کیون وہ زلف کافر روی جانانکو
ہوئی وحشت مین سوز دل سے یہ کثرت پھپھولونکی
ہر گام صحرا مین ہمارے تار دامن سے
خیال اُس زلف کا ہی کیون نہ میرے داغ دل کیا
عجب دیوانے ہین وہ جو خط جادہ سمجھتے ہین
نہ دیکھی ہووے جسنے غنچہ شگفتہ مین شبنم
جگر سو ٹکڑے ہووے ایکدم مین صبح محشر کا
نظر بھر انکو دیکھا جسنے وہ جیتا پھر آئینگے
ہوا خواہی سے دل سوزی کی اپنی دل جلے کے

رہی جا سمنو دکھانی کی نہ خورشید درخشان کو
تعجب ہی رکھے ہندو بغل مین اپنے قرآن کو
کہ بھلکاری کا پیراہن بلا ہی جسم عریان کو
جنون ہند ہوا ہی دستار ہر خار مغیلان کو
کہ ہوتی ہی شب تاریک مین رونق چراغان کو
کیا وحشت نے میرے چاک دامان بیابان کو
دہن مین وہ تیرے وقت تبسم دیکھے دندان کو
ترے عاشق دکھائین اپنے گر چاک گریبان کو
فسون کو بلا ہی یاد تیری چشم فتان کو
پر پروانہ کیا پنکھا جھلے شمع شبستان کو

اچھے ہو جائیں ابھی بیمار غم اُسکے اگر
کہتے ہو کیا چارہ گر سے بھو گیا مرہم سے دل

پھر چھپے اتنا وہ مسیحائے زمان اچھے تو ہو
تم ابھی ای زخمہا خونچکان اچھے تو ہو

کہتے ہو دار الشفا اُسکی گلی کو تم ظفر
پھر بھلا یہ ہم بھی دیکھیں ای میان اچھے تو ہو

ایما ہو گر کلام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو
تسکین دل تمام نہو پھر نہ کچھ تو ہو

قاصد وہان سے کوئی نشانی تو لائیو
گر نامہ و پیام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو

اُس تند خو کو گرچہ ہو منظور گشت و خون
بالفرض قتل عام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو

کر دہر نہ ایک جرعہ کا ساقی نہ ہمسے تو
گرچہ سبو و جام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو

دہ کون ہو سو آخر دیوانے کے جیسے
پر تو آشنگی نام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو

تو چاہیے یہ اگر کہ نہو ملک دل خراب
کس طرح انتظام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو

دو چار گالیاں ہی ہیں خطین لکھکے بھیج
گرچہ دعا سلام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو

جا سکتا کوئی اُس بت خود کام تک نہین
جاوے تو کیونکہ کام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو

وہ تار زلف طایر دل کے لیے ظفر
پھندا تو ہو جو دام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو

گر ہو پاس عہد بشر کو جسکا ہووے اُسی کا ہو
پھیرے نہ سوے غیر نظر کو جسکا ہووے اُسی کا ہو

کچھ منھ سے نکلجا ہے اے بادہ پرستو ۔۔۔ مانند خم مے نہ بہت جوش مین آو

کہتا ہون ظفر اُن سے جو اشعار ہین بے ربط
تم لب پہ نہ آؤ نہ کبھی ہوش مین آو

اپنے ہاتھونکو جو تم رنگ حنا مین رنگو ۔۔۔ ناخن تیغ کو خون شہدا مین رنگو

خیمۂ چرخ کو آہونکے دھوئین مین اپنے ۔۔۔ حضرتو دل نہ غم ماہ لقا مین رنگو

ہین شہیدان محبت کے نصیب ایسے کہان ۔۔۔ تم جو پوشاک سیہ اپنی عزا مین رنگو

جیتے جی خاک مین ملجاؤ فقیری یہ ہے ۔۔۔ کپڑے مٹی سے نہ مل کر فقرا مین رنگو

پیر سے تم نہین ہونیکے جوان کرکے خضاب ۔۔۔ غافلو ریش نہ اس رنگ غا مین رنگو

ہو نزاکت سے وہ ہین درد تمھارے سر مین ۔۔۔ تم گلابی جو کلہ سرد ہوا مین رنگو

جیسے دامن کو ظفر اپنے سرشک خون سے
دیکھو اس رنگ نہ تم جوش بکا مین رنگو

رسم الفت نہ عدو کی دل و دین سے پوچھو ۔۔۔ دوستو اُسکو جو پوچھو تو ہمین سے پوچھو

رات آنکھون نہین کبھی مجکو ستارونکی طرح ۔۔۔ کس سے ہمخواب تھا اُس ماہ جبین سے پوچھو

ہے غم یار کو معلوم حقیقت دل کی ۔۔۔ اس مکان کا ہے جو احوال مکین سے پوچھو

بروش نقش قدم خاک مین ملنے کا مزا ۔۔۔ اپنے کوچے کے کسی خاک نشین سے پوچھو

دل کو از بر ہین محبت کے مطالب سارے ۔۔۔ بے تامل یہ بتائیگا کہین سے پوچھو

دیگر

دیکھو سا کہ خط سبز کو رخسار پہ جاری
بسرا ہو

بستا ہو وے سا صفرا ہو اسپ زنگاری
بسرا ہو

ہو وے سا آگ اور لرزا تمھاری
آنکھون کو

بھی ملت ہو وہ مجلس جو ہماری
بیسرا ہو

بعد فنا بھی ہین وہ سوزان دل مین داغ
محبت کے
کیونکہ نہ آتش خاک سے جائے لالہ
ہماری پیدا ہو

باد بہار چمن مین تیری آہ جو مین گر
سوختہ جان
دو دو ... سے ان کے فلک برابر ہماری
پیدا ہو

اے یاس و غم ہے شرط رفاقت کہ بعد مرگ	خادم ہمارے تم سر مدفن سبنے رہو
جاؤ مکان دیدہ و دل چھوڑ کر نہ تم	دونون تمھارے واسطے مسکن بنے رہو
گردش سے آسمان کی سنگین دلو ڈرو	ایسا نہو کہ سنگ فلاخن سبنے رہو
چلتا ہے زور مرگ سے کب اپنے زعم مین	تم غافلو نہ رستم و بیژن بنے رہو
دینگے نگار رند مشیخت کو شیخ جی	دیکھو ملو نہ امین مشین سبنے رہو
دانا سے یہ زمانہ مخالف ہے دوستو	دانائی اب یہی ہے کہ کودن بنے رہو
اے آنسوؤ بجھے نہ مری سوزش جگر	تم واسطے اس آگ کے روغن بنے رہو

زنار پہنو قشقہ لگاؤ تم اے ظفر
گر دل دیا بتون کو برہمن سبنے رہو

محبت چاہیے باہم ہمین بھی ہو تمھین بھی ہو	خوشی ہو یا ہمین یا ہو غم ہمین بھی ہو تمھین بھی ہو
غنیمت تم اسے سمجھو کہ اس غمخانہ مین یارو	نصیب اک دم دل خرم ہمین بھی ہو تمھین بھی ہو
دلا اے حضرت دل تم نہ یاد خط سبز اسکا	نہین ایسا نہو یہ سم ہمین بھی ہو تمھین بھی ہو
ہمیشہ چاہتا ہے دل کہ مل کر کیجیے مے نوشی	میسر جام مے جم ہمین بھی ہو تمھین بھی ہو
ہم اپنا عشق چمکائین تم اپنا حسن چمکاؤ	کہ حیران دیکھ کر عالم ہمین بھی ہو تمھین بھی ہو
رہے حرص و ہوا دائم عزیزو ساتھ جب اپنے	نہ کیونکر فکر بیش و کم ہمین بھی ہو تمھین بھی ہو
ظفر سے کہتا ہے مجنون کہین جو دل گرفتہ ہون	جو غم سے فرصت اک دم ہمین بھی ہو تمھین بھی ہو

[illegible]

یارو ہون یا عیار ... [illegible]
یا ... تیری ... [illegible]
یا ... [illegible]
... [illegible] ہماری
... [illegible]
[illegible] ظفر [illegible]

کہینگے حال دل اُس دلربا سے کچھ ہی ہو
ہمارا حال تمھاری جفا سے کچھ ہی ہو
قدم رکھیں سر میدانِ عشق جب سرباز
دکھاؤں ضعف سے گر میں خمیدہ قد اپنا
دل آشنا ہو کہ نا آشنا لگی ہیں [illegible]
اُڑاتا خاک پھروں یا پھروں گریباں چاک
کسو کی جان پہ آفت کسو کا دل غارت
جو پینے دیگا نہ ای محتسب تو یہ میخوار

نہ ماسنکے خوش ہو کہ نا خوش بلا سے کچھ ہی ہو
نہ ہاتھ اُٹھائیں گے پر ہم بلا سے کچھ ہی ہو
نہ پھیریں منھ کبھی تیغ جفا سے کچھ ہی ہو
تو فرق آپ کی زلف دوتا سے کچھ ہی ہو
پر آج دینگے اُسے دم دلا سے کچھ ہی ہو
کوئی تو کام دل ان دست و پا سے کچھ ہی ہو
اُنھیں تو کام ہی ناز و ادا سے کچھ ہی ہو
رہیں گے اُسکے لہو کے پیاسے کچھ ہی ہو

بلا سے کفر ہو یا دیں یہاں ہیں دونوں ایک
ظفر ہو دل کو محبت خدا سے کچھ ہی ہو

ہمسر اُس زلف سے مشکِ ختنی ہووے تو ہو
وار ہووے ہیں جو اُس تیغ نگہ کے دل پر
صدقے ای رشک چمن اس قد موزوں کے ترے
جو تری نوک مژہ رکھتی ہی تیزی ظالم
جان کنی عشق میں ہو میری طرح کیا طاقت
راز دل فاش کرے کون بجز طفل سرشک

روکش اُس لب سے عقیق یمنی ہووے تو ہو
یہ کسی معرکہ میں تیغ زنی ہووے تو ہو
سید ایسا کوئی سرو چمنی ہووے تو ہو
تیز ایسی کسی برچھی کی انی ہووے تو ہو
تیشہ فرہاد کا گر کوہکنی ہووے تو ہو
ایسا غماز وہی ناشدنی ہووے تو ہو

اگرچہ آشنا دل سے کوئی یوں ہو تو
یوں بھی ہو

بحر اول دیوان ظفر

نہیں شانے کی طپش سے اسکی بین یہ کیون ہے آزردہ
اگر مجکو گلا دل سے کوئی یون ہو تو یون بھی ہو
کشش مین ہو اگر دل کی تو خاطر ہو ظفر دل کی
کہ حاصل مدعا دل سے کوئی یون ہو تو یون بھی ہو

یہ چھوڑو خواب غفلت غافلو ہشیار ہو جاؤ
کہ ہے النوم اخ الموت تم بیدار ہو جاؤ
عزیزو کارخانہ دیکھو اسکی کارسازی کا
نہین در کار فکر کار یان بیکار ہو جاؤ
بہار آئی اسیران قفس بسمل کہتے ہین
بھر دل کو توڑتا ہے گر قفس تیار ہو جاؤ
مجھے کیا چشم ہوا ہی آنسوؤن سے کہین [illegible]
رکھون آنکھون مین اور تم یون گلے کا ہار ہو جاؤ
نہین قابل ہم اس بار گراں کی [illegible] عیاری
کہ جیسکے پاس جاؤ تم اسیکے یار ہو جاؤ
طبیبو چارہ کیا کرتے ہو بیمار محبت کا
کہین ایسا نہ ہو تم آپ ہی بیمار ہو جاؤ
ہمارے پاس آئے ہو تو اب خوش ہو بیٹھو تم
خوشی سے ہم یہ کہتے ہین اگر بیزار ہو جاؤ
نہین جاتی ہے میری جان تم جبتک نہ آؤ گے
خدا کیواسطے آؤ کہین اک بار ہو جاؤ

دکھا دے گر وہ مستانہ اپنی چشم میگون کو
ظفر کیسے ہی پھر ہوتی ہو تم میخوار ہو جاؤ

دل کا پر خون ہا بکہ وہ [illegible] پڑے [illegible]
کیا تماشا ہے کہ [illegible] ایک ادا [illegible] آب دو
لعل سے نسبت [illegible] مجکو وہ [illegible]
ان لب نازک کی [illegible] برگ گل [illegible] آب دو

کنار آب ہو مہتاب ہو ساغر ہو مینا ہو	جو یہ سامان کل ہو پھر تو چہلیں ہوں تماشا ہو
رباب و چنگ ہو بزم طرب ہو اور مطرب ہو	دف و نی ہو دہل ہو پھر تو چہلیں ہوں تماشا ہو
پڑا دریا میں ہو عکس چراغاں اور وہ مہوش	کھڑا بالائے پل ہو پھر تو چہلیں ہوں تماشا ہو
پئیں مے اسقدر باہم نشے کا ہو یہ عالم	حیا کا اپنی قل ہو پھر تو چہلیں ہوں تماشا ہو
ہوا ٹھنڈی ہو آدھی رات ہو یا وہ ہو یا ہم ہوں	چراغ اُس وقت گل ہو پھر تو چہلیں ہوں تماشا ہو

وہ ہوں کیلوں کی اچھل ہیں اکیلا اور میں جا پہنچوں
ظفر کیا کیا نہ غل ہو پھر تو چہلیں ہوں تماشا ہو

اٹھنے کو وہ منقل ہی رکھے نہیں جس اوس کے پانوں	چشم پہچان کے تو پلنے میں بوسے کے پانوں
ڈھونڈلیوےگا ترا رزق مقدر تجھے آپ	تو و تا پھرتا ہی تو واسطے کیوں قوت کے پانوں
کیونکہ جاویں ترے در سے کہ نہیں اٹھ سکتے	روش نقش قدم عاشق مبہوت کے پانوں
پر زمرد کے سے طاؤس نے پائے لیکن	دیکھتے زنگ دا ہو تجھ یاقوت کے پانوں
چاہ دنیا کی نہ ہوتی تو کنوئیں میں ناحق	کون لٹکاتا بھلا باندھ کے ہاروت کے پانوں
کوچہ یار ہی وہ راحت و آرام کی جا	سو گئے جس میں کہ حاصل تابوت کے پانوں

سیر ہم عالم لاہوت کی کرتے ہیں ظفر
گرچہ پھیلائے ہیں میدان میں ناسوت کے پانوں

بھٹکو ادھر اور ادھر نہ کہیں بس چلے چلو	دل لیچلے جدھر کو وہیں بس چلے چلو

دیگر

خواہ کر انصاف ظالم خواہ کر بیداد تو
پر جو فریادی ہیں انکی سن تو لے فریاد تو

دم بدم بھرتے ہیں ہم تیری ہوا خواہی کا دم
کر نہ بدخواہوں کے کہنے سے ہمیں برباد تو

کیا گنہ کیا جرم کیا تقصیر میری کیا خطا
بن گیا جو اس طرح حق میں مرے جلاد تو

قید سے تیری کہاں جائینگے ہم بے بال و پر
کیوں قفس میں تنگ کرتا ہے ہمیں صیاد تو

دل سے دل کو راہ ہے تو جس طرح سے ہم تجھے
یاد کرتے ہیں کرے یوں ہی ہمیں بھی یاد تو

دل ترا فولاد ہو تو آپ ہو آئینہ دار
[illegible] یکباری سنے میری اگر روداد تو

شاد و خرم ایک عالم کو کیا اُسنے ظفر
پر سبب کیا ہے کہ ہے رنجیدہ و ناشاد تو

دیگر

پوچھتے ہو آج اگر ہمسے کیا اچھے ہو تم
یہ کہو تم تھے کہاں اے دلربا اچھے تو ہو

ہم غم دوری سے [illegible]
اُسنے اتنا بھی نہ پوچھا کیا ہوا اچھے تو ہو

دیکھی بیماری تری جا کام کر اپنا طبیب
دیکھ کر تو نبض ہے یہ پوچھتا اچھے تو ہو

ہو گئی پرسوں کی پرسوں [illegible]
آپنے اچھا کیا وعدہ وفا اچھے تو ہو

اپنے بیمار کو کہتی ہے ذرا اگر تیغ یار
تم دوا کرتے ہو پر دیکھیں بھلا اچھے تو ہو

کون کہتا ہے [illegible]
اچھے اچھے کہتے ہیں سب باہوا اچھے تو ہو

زخم بہتر چاہتے ہیں اے ظفر جب تازگی
ہیں انھیں کہتا ہوں کم بخت ذرا اچھے تو ہو

دیگر

[illegible]

دیگر

ظفر اپنا پیر و مرشد [illegible]

[illegible]

تمھارے ہاتھ دولت آگئی ہی خاکساری کی
ظفر تم کیون نہ لیکر ہاتھ مین اکسیر کو رکھ دو

ردیف ہاے ہوز

پیدا ترے اشکون کے ہی قطرات مین سب کچھ | حاصل ہی ہر اک دانے سے برسات مین سب کچھ
نیجے دل و دین کیون تم تجھے ای بت کافر | جلوہ ہی خدائیکا تری گات مین سب کچھ
زلف اسکی دکھادے مجھے ای خضر تصور | کہتے ہین کہ ہی پردۂ ظلمات مین سب کچھ
حاصل نہین کچھ مزرع دنیا سے کسیکو | ہی کشور دل کے ترے دیہات مین سب کچھ
نقد دل و دین کیون نہ کرون پیشکش اپنے | لازم ہی کہ ہو اسکی مدارات مین سب کچھ
انداز و ادا سے نہین کچھ اور ہے مطلب | ہوتا ہی ادا تیرے اشارات مین سب کچھ

قطعہ

بوسہ جو طلب اس سے کیا مین نے تو بولا | موجود ہی لیکن اپنی ملاقات مین سب کچھ
سائل سے کبھی آج تلک منھ نہین موڑا | حاصل ہی ہر اک کو مری خیرات مین سب کچھ

بیتابی و بیزاری کی شکایت ہی عبث اب
ہوتا ہی ظفر عشق کی حالات مین سب کچھ

[illegible]

کھینچ کر آہ گیا میں تو نہ یاں ہانپ کے بیٹھو
زلزلے سے گیا یہ چرخ دنی کانپ کے بیٹھو

گھر سے رونے کا گمان غیر نکو ای یار
پاس مت میرے جنازے کے تو منھ ڈھانپ کے بیٹھو

وہ بلا زلف ہی کالی تری وہ پیچ والی
دیکھ کر جسکو گئے دانت یہاں سانپ کے بیٹھ

دم مرا بیٹھ گیا صدمۂ غم سے اس شکل
جسطرح جا کے چڑھائی سے کوئی ہانپ کے بیٹھو

رند سب بیٹھے ہوئے تھے در میخانہ پر
دختر رز کو ظفر ہم بھی گئے بھانپ کے بیٹھو

اُچھلے دست عزہ گرچہ آب دو دو ہاتھ
ہوا یہ خوف سے کانپے سحاب دو دو ہاتھ

سدا میں اپنے ہوں دمساز نالہ کے ایسے
نہ چھیڑو مطرب و تار رباب دو دو ہاتھ

طپش سے درد جدائی کے میرے پہلو میں
اُچھلتا ہی دل پر اضطراب دو دو ہاتھ

لیا جو اُس لب شیرین سخن کا بوسہ
مگس نے پیٹ لیا سر شتاب دو دو ہاتھ

ہٹا ہلائے اگر برق سامنے تو لڑوں
سپر بنا کے میں جام شراب دو دو ہاتھ

چمن میں کیونکہ نہ ہو عندلیب نغمہ سرا
بجاتا تال ہی برگ گلاب دو دو ہاتھ

تپ فراق سے اُس رشک کے لرزاں ہیں
فلک پہ صبح سدا آفتاب دو دو ہاتھ

غریق بحر گنہ ہوں مدام میں تم سے
کبھی بچاوگیا یا بوتراب دو دو ہاتھ

ظفر کا آپکی بدخوئی سے قسم ہی دل
ہٹا ہی جاتا ہی خانہ خراب دو دو ہاتھ

[illegible]

جو رقیبون نے بیان کیا ہی ہر ایک بات بازو
ادا سے تمام یہ عجب جبین ہی ہوے فاش کبھی جھجکا کے
سے بیان زمین کا بوسہ
بیان ہا سیم بین زنخین رخ صفا ہو
ارے ہاتھ پنجہ ہی کسکا گلے اپنا کرو لبون سے اس
ہمسایان اپنے کا بوسہ حسرت قائم الساری
جب پار ہی صورت سے لے کاہی اوراد
عجب ہی کا بوسہ
اے نشین کا بوسہ سینہ مین سلگے ہی
وہ ادائی ہی صورت سے پانین مین کا ہون
رکھیے بار ہو بین
رکھو مین ایسے بات کہ لون
سینے کا بوسہ جون ہاتھ کا رکھیے
ظفر نے لیون کون کا بوسہ
دو ایک بوسہ لیا کی
ہماری آہ جلکے ہر دم لیا ہی ۶ آتش
بدین کا بوسہ

تمام اول دیوان ظفر

یارو مین حیران ہون اُس آئینہ رو کی بزم مین	مت کھو تصویر کو تصویر کے پہلو سے اُٹھ
دل کو ہی وابستگی حلقے سے تری زلف کے	بیٹھے دیوانہ کد و زنجیر کے پہلو سے اُٹھ
ہوک سی اُٹھتی ہو ابھی کے درد سینہ مین آہ	جب کوئی کہتا ہی چل یہ پیر کے پہلو سے اُٹھ

ایک مدت مین خدا نے دن دکھایا ہی یہ پھر
اے ظفر مت اس بت بے پیر کے پہلو سے اُٹھ

پڑا ہمارا جو اس سیمبر کے ہاتھ پہ ہاتھ	رقیب بیٹھ رہے غم مین دھر کے ہاتھ پہ ہاتھ
ہزار جان سے قربان اُس ادا کے ہاے	رکھا جو شوخ نے اک غمزہ کر کے ہاتھ پہ ہاتھ
نہ اعتبار ہی قول و قرار کا جسکے	دلا نہ رکھیو پھر ایسے بشر کے ہاتھ پہ ہاتھ
رقیب خاک بسر ہونگے مثل نقش قدم	رکھونگا اُسکے جو سینے مین سر کے ہاتھ پہ ہاتھ
کچھ اُسکے ہاتھ لگا کچھ ہمارے ہاتھ لگا	رکھا جو بام سے اُسنے اُتر کے ہاتھ پہ ہاتھ
رقیب تیری تمنا حصول ہو گی آہ	ہزار رکھ لیا اُس بے خبر کے ہاتھ پہ ہاتھ

ہزار طور کے لوگون کو پھر گمان ہو وین
ظفر نے جب کہ رکھا نامہ بر کے ہاتھ پہ ہاتھ

نکل کے آنکھون سے اشک لے ہی ہماری جب آستین بوسہ
تو ہم بھی نور بصر سمجھ کر لیا کرین ہین جبین کا بوسہ
لبِ دہان و رخ و زنخدان تمھارے ہر ایک سے ہین بہتر
جو ٹالتا ہی تو خیر ورنہ شتاب دیجے کہین کا بوسہ

دیباچہ

زوال عکس نور کا نگاہ در تہ چاہ
کہ ڈوبا ہی ماہ در تہ چاہ
ملک ہی خلق لہٰذا ہاتھ تو چاہ
عشق مین دل لیون پھانسی ہی دار و دار و دل
لبین بھی جو ہاری غواص راہ در تہ چاہ
حباب نرم سے لب وہین بالی بالی ہو
ارے اگر عکس کلاہ در تہ چاہ
ہی خلق آتا دیکھ چاہ عنبر بو
رکھی ہی پہلو فراق روز واہ در تہ چاہ
اُولا گئی محبت کی یون صدا ہی نحیف
آئی تن چاہ جسے آہ در تہ چاہ
جو ایسے وسا ہو کوئی بوسف
نقطہ ہو کا نہ زنخدان ہی یاد در تہ چاہ
زنخ بھی بخشی ہی لالی ہی چاہ در تہ چاہ
وہ ہو سا تمھاری زنخدان مین یا ظفر کا ہی
جی ہو گئی ہے نگاہ در تہ چاہ
رو گئی

رو کشتی کا کرے کس منہ سے ارادہ شیشہ	دل سے نازک نہین دیکھا تو زیادہ شیشہ
ابر و باران ہی گلستان ہی ہوا او سبزہ	ساقی لب بر گر اب لیکے تو بادہ شیشہ
خاک اس دور مین کیفیت می نوشی ہو	سرنگون ہی قدم غم پہ فتادہ شیشہ
شیشہ بازو کی طرح رکھ کے حباب دریا	سر پہ کیا اپنے سجھاتا ہی تو سادہ شیشہ

محتسب پر ہو ظفر کیون نہ یہ ناوک انداز
موج صہبا نہین کھینچے ہی کیادہ شیشہ

ساقی ترے اس دست قدح گیر کا سایہ	بے بادہ مرے سر پہ ہی شمشیر کا سایہ
نر جن کا ہی آسیب پریون کا چھیٹا	ہی دل کو مرے زلف گرہ گیر کا سایہ
مجنون کو ترے ضعف سے کیا حاجت زنجیر	پانون پہ گران جسکے ہو زنجیر کا سایہ
کھلتا جو نہین باد صبا غنچۂ تصویر	اس پر بھی پڑا کیا کسی دلگیر کا سایہ
تو بھی ہی وہ تصویر کہ یوسف ترے آگے	سایہ ہے ترا بلکہ تری تصویر کا سایہ
فردوس ہی کوچہ ترا اے حور شمائل	ہی سایۂ طوبے تری تعمیر کا سایہ
وحشی ہی ترا دھوپ مین بھاگا ہی پھرتا	اس طرح کہ جیون مرغ ہوا گیر کا سایہ
یون بیک اجل ہی نگہ یار کے ہمراہ	جون تیر کے ہو ساتھ روان تیر کا سایہ

مین ڈھونڈھون ظفر اور کا کیون ظل حمایت
کافی ہی مجھے حیدر و شبیر کا سایہ

جہان بین ہو نام کیونکہ پیدا اگر ہو نامور پہ صدمہ
نمود کب ہون حروف سکہ نہ پہونچے جب تک کہ زر پہ صدمہ

ہوا وہ مکے سے تیرے جو وے کے دل پہ صدمہ جگر پہ صدمہ
کہ پہونچا آہ دل و جگر سے فلک پہ صدمہ قمر پہ صدمہ

بلا سے گر خط کو ٹکڑے کر کر ملے کف پا سے وہ ستمگر
خطر ہی مجکو کہ اس خطا پر نہ پہونچے کچھو نامہ بر پہ صدمہ

جنون کی گرمی سے اپنے خون کی طپش کہون کیا کوئی بلا ہے
کہ رگ دم فصد اپنی تڑپی پہونچ گیا نیشتر پہ صدمہ

جو تو ہی باریک بین زیادہ چڑھائے دو دیکھے جام بادہ
بغیر عینک نہ کر ارادہ وگرنہ ہوگا نظر پہ صدمہ

جو کوئی صدمہ کو عاشقی کے جہان بین پوچھے تو کوہکن سے
کہ ضرب تیشہ سے آہ اُسنے اُٹھا لیا اپنے سر پہ صدمہ

نہ پہنو پھولونکی دیکھو بدھی کہ ہی نزاکت سے ڈر رہا جی
کہین گرانی سے ان گلونکی پہونچ نجاوے کمر پہ صدمہ

اکیلا تم چھوڑ کر ظفر کو سدھارے جس وقت اپنے گھر کو
تو اُسنے ٹکرایا اپنے سر کو کہ پہونچا دیوار و در پہ صدمہ

ہی یون تو وہ رخ بھی گل شاداب زمانہ	لیکن ہی دہن نادر نایاب زمانہ
دیتی ہی نکلنے یہ کوئی کشتی مقصود	ہی ایک بلا گردش گرداب زمانہ
کچھ دور نہین پردہ در سے تری اے چرخ	صد پارہ ہو گر چادر مہتاب زمانہ
بیٹھا ہی یل مرگ کے کب پیچ سے کوئی	گو رستم دوران ہو کہ سہراب زمانہ
پہلو مین مرے وہ دل بیتاب ہی جس سے	ہمسر نہو صد معدن سیماب زمانہ
کیا سبز کرے کوئی کہ جون سبزۂ شمشیر	ہی تشنۂ خون سبزۂ سیراب زمانہ

ہو کیون کہ کسی سے ظفر امید محبت
ہم جانتے ہین جیسے ہین احباب زمانہ

خال کے دانہ سے دیکھو اُس سیب غبغب مین گرہ
جتنے سیب خلد ہون ہون تخم سے سب مین گرہ
زلف کے حلقے مین وہ تابندہ اختر دیکھنا
قرص مہ سے کیا لگی ہی دامن شب مین گرہ
دل کی واشد سے یہ کھلتا ہی کہ شاید دل کی قبا
غنچہ سان پیدا ہوئی انسان کے قالب مین گرہ
دل گرفتون کی بگولا خاک کا اے شہسوار
ڈال کر لنگر لگاے پاے کوکب مین گرہ

پڑ گئی ہی میری زبان پر حرف مطلب مین گرہ

رشتۂ محبت کا ظہور دل مین ہو

جلد اول دیوان ظفر

نہین گلے کو ترے خنجر ستم سے گلہ
اٹک رہا ہی یہ دم کیون مجھے ہی دم سے گلہ

ہزار رنج و الم ہون تری محبت مین
نہ مجکو رنج سے شکوہ نہ ہی الم سے گلہ

ملا دی خاک مین سب اُسنے آبرو میری
مجھے ہو کیونکر نہ یہ اپنی چشم نم سے گلہ

کیا ہی مینے یہ وحشت مین دشت کو پامال
کہ خار خار کو ہی اب مرے قدم سے گلہ

ہزار غنچے کھلائے کیا شگفتہ نہ دل
چمن مین ہمکو ہی یہ باد صبحدم سے گلہ

سہے ستم پہ ستم روز لیک شکر خدا
کیا نہ ہمنے کبھی اُسکا اُس صنم سے گلہ

برنگ شمع جلے سر سے پانوْن تک لیکن
زبان پہ لائے نہ ہم اپنے سوز غم سے گلہ

دل اُسکو ہمنے دیا دل نے دی ہمین تکلیف
جو ہمکو دل سے گلہ ہی تو دل کو ہم سے گلہ

ظفر نوشتۂ تقدیر پر جو راضی ہین
نہ اُنکو لوح سے شکوہ نہ ہی قلم سے گلہ

ہی حنا کا رنگ بھی دست بت پرفن پہ بوجھ
کرکے میرا خون نہ لے وہ نازنین گردن پہ بوجھ

بار دنیا ساتھ ہی منعم کے بعد از مرگ بھی
باعث تعویذ سنگین ہی سدا مدفن پہ بوجھ

وہ گران بار الم ہون مین کہ میری خاک بھی
گرچہ دامن پر پڑے معلوم ہو دامن پہ بوجھ

دست وحشت سے رہا باقی جو تار پیرہن
ناتوانی سے ترے مجنون کے ہی وہ تن پہ بوجھ

بار کش دنیا کے ہون نا اہل نے اہل تمیز
لادتے ہین کب گدھون کی طرح سے توسن پہ بوجھ

اُسنے کیا سر پر رکھا پرچی دھوکتا ہی مرا
تازگی سے ہو نہ پھوا اس غیرت گلشن پہ بوجھ

دیگر

نام احمد کو جو لکھے تو عجب کیا ہی ظفر
لے قلم لوح کا اور لوح قلم کا بوسہ

کہاں نگہ پہ ہو سرمہ کا رنگ پیوستہ	یہ تیغ وہ نہین جسمین ہو زنگ پیوستہ
اگرچہ صورت سوہان ہی سروای قمری	گلے مین تیرے ہی پر طوق تنگ پیوستہ
نہین وہ آئینہ مین کان کے نگر کا عکس	ہوا ہی بحر کی تہ مین نہنگ پیوستہ
سر اپنا ہجر مین دیوار سے جو ٹکراؤن	جدا جدا ہوں ہین خشت و سنگ پیوستہ
بہم ہون سایے دو ماہ تو تماشا ہو	بھوین دکھاؤ کہ ہو وہ شوخ و شنگ پیوستہ
تو اپنے ہاتھ اٹھا قتل سے کہ قبضہ تیغ	ہوا ہی ہاتھ مین ای خانہ جنگ پیوستہ
بدن سے مرد ولاور کے حلقہ ہا زرہ	رہین ہین صورت داغ پلنگ پیوستہ
وہ کب نکلتا ہی جب تک نہ دم مرا نکلے	جگر مین ایسا ہی تیر خدنگ پیوستہ

ظفر سمجھ نہ اسے زلف روے جانان پر
یہ ہی فرنگ سے سرحد زنگ پیوستہ

شدت گریہ سے ہی دیدۂ تر پر صدمہ	آہ سے دل پہ ہی نالہ سے جگر پر صدمہ
گرم نظارہ کوئی کیا ہو ترا مہر لقا	تاب خورشید سے پہونچے ہی نظر پر صدمہ
برق نالہ مری شمشیر ہی وہ آتش دم	پہونچے ہی جس سے فلک کے بھی سر پر صدمہ
[illegible] جلتی ہی تری آگے ظالم پہونچا	کہین پہونچے دل عاشق کے نہ گوہر پر صدمہ

[illegible]

یہ جب تلک نفس رشتہ ہی ہزار کے ساتھ
ہزار دانہ سبحہ ہین یکتار کے ساتھ

نکل کے روح رواں ہی ہوا کے گھوڑے پر
پیادہ جائے کوئی کس طرح سوار کے ساتھ

ہوا جدا نہ کبھی غم تری جدائی کا
رہا ہمیشہ مری جان بیقرار کے ساتھ

ملایا خاک مین مانند نقش پا تمنے
سلوک خوب کیا اپنے خاکسار کے ساتھ

کہان ہو بے خلش نیش عشق دل مین داغ
کہ گل جو باغ مین پیدا ہوا تو خار کے ساتھ

لگا نہ دامن دلدار سے کبھی افسوس
صبا نے لاگ یہ باندھی مرے غبار کے ساتھ

برنگ نرگس تصویر باغبان ہمکو
خزان کے ساتھ نہ مطلب ہی بہار کے ساتھ

کھلی رہین گی پس از مرگ بھی مری آنکھین
کہ ایک عمر سے خوگر ہون انتظار کے ساتھ

ظفر بلا سے مری دل اگر بلا مین پھنسے
الجھتا کیون ہی یہ دیوانہ زلف یار کے ساتھ

واہ یون باعث حیرت تری نگیر کی آنکھ
جس طرح سے کہ جھپکتی نہین تصویر کی آنکھ

ہی مگر محو تماشا ترے دیوانے کی
نیند ہوتی جو نہین حلقۂ زنجیر کی آنکھ

دیکھے ہی خال رخ یار کو یون طائر دل
دانہ پر جیسے پڑے مرغ ہواگیر کی آنکھ

شوق نظارہ مین اس ماہ لقا کے ہر شب
جو ستارہ ہی وہ ہی اس فلک پیر کی آنکھ

دمبدم دیکھے ہی حسرت سے ترے بسمل کو
حلقۂ جوہر کا نہین ہی تری شمشیر کی آنکھ

دیکھتا کیا ہی لگا تیر کہ اے صید افگن
تری آنکھون کو تکے ہی ترے نخچیر کی آنکھ

حسن پر اپنے ہی کیا کیا خود پسند و مغرور	یا الٰہی ہو کہین دنیا سے غارت آئینہ
خانۂ آئی مین گر دیکھا نہوے آفتاب	دیکھو تم دیکھے ہی وہ خورشید طلعت آئینہ

دیکھ اسکے مصحف رخسار کی دولت ظفر
ہر سحر کرتا ہی وہ آن کی تلاوت آئینہ

لائے کس وجہ تری تاب نظر آئینہ	رکھے فولاد کا جب تک نہ جگر آئینہ
تاب رخسار سے اس پردہ نشین کے جانا	ہی رکھا کوئی پس روزن در آئینہ
خاک مین اہل صفا کو ہی ملانا گردون	کیا عجب ہی کہ رہے خاک بسر آئینہ
موج جوہر سے جو ہی یار ہی پر بحر سدا	تیری صورت کا ہی دیوانہ مگر آئینہ
رات دن رہنے لگے محو خود آرائی تم	دیکھتا ہاتھ مین ہون آٹھ پہر آئینہ
سینہ صافون کا وطن مین ہی زمانہ دشمن	کرتے ہین اہل حلب شہر بدر آئینہ
مین بھی حیرت زدہ ہون میری بھی دیکھو صورت	دیکھو گر دیکھو کہ تم ماہ صفر آئینہ
پاک دنیا سے ہین دنیا مین ہین گو اہل صفا	غرق ہی آب مین لیکن نہین تر آئینہ

صورت یار کو ہو دیکھتی ہی کیا صورت
صاف جب تک کہ نہوویگا ظفر آئینہ

نہین ای ہمدمو چلتا یہ دم آہستہ آہستہ	روان ہی کاروان سوے عدم آہستہ آہستہ
کوئی دنیا سے جاتا ہی اگر آتے ہو جلد آؤ	نہ رکھو نا رسے اپنا قدم آہستہ آہستہ

جلد اول دیوان ظفر

دل لیا تمنے تو پھر جان کو کیون چھوڑتے ہو
دونون لے جاؤ تمھین میری قسم ساتھ کے ساتھ

اشک مژگان پہ نہین دوڑتے ہے خون جگر
دونون آئے ہین یہ ای دیدۂ نم ساتھ کے ساتھ

روش سایہ ہی ربط اُن سے ہمارا اسطرح
کہ الگ سے ہین الگ اور ہین ہم ساتھ کے ساتھ

لکھ کے حال اپنا لکھون اُن سے گلے بھی قاصد
خط مین ہوجاوینگے اسوقت رقم ساتھ کے ساتھ

آمد و شد ہے نفس کی ہمین معلوم ہوا
یعنی موجود ہین ہستی و عدم ساتھ کے ساتھ

نہ ہے کافر و مومن کے کدورت دل مین
صاف یکبار ہون گر دیر و حرم ساتھ کے ساتھ

کوچۂ یار سے جاتا ہی نہ دل اور نہ ہم
جاکے پھر آتے ہین دو چار قدم ساتھ کے ساتھ

تختۂ مشق ہی دل دیکھ لے کلک خیال
مین ظفر دونون ہین لوح و قلم ساتھ کے ساتھ

لخت دل و ایمان سب انکھون سے روان ہین ہی [illegible]
وہ لعل بدخشان ہی وہ گوہر غلطان ہی

لب اُسکا دلا ایسا ہی اسکا دہن و قامت
وہ غنچۂ شگفتہ ہی وہ سرو گلستان ہی

زلف و رخ جانان کا مت پوچھ ظفر نقشہ
وہ ابر بہاران ہی وہ برق درخشان ہی

دیگر

خال رخ پر زلف کی یان ہر [illegible] جنبیدہ ہی
شاخ سنبل [illegible] جنبیدہ ہی
دل نہین [illegible] اسکا سری [illegible]
[illegible] وہ [illegible] جنبیدہ ہی
[illegible] الامان
[illegible] فلک [illegible] جنبیدہ ہی
جس طرح شاخ [illegible] جنبیدہ ہی
[illegible] اسی دل پہ جنبیدہ ہی

دیوان اول

[illegible] جنبیدہ ہی
[illegible] جنبیدہ ہی
[illegible] ظفر [illegible] جنبیدہ ہی

دیگر

[illegible]

وہ رنگ ڈھنگ مین کچھ اور بول چال مین کچھ	یہ بات کیا ہی نہین ٹھہرتی خیال مین کچھ
نہ اسکی مانگ مین اور کہکشان مین ہی کچھ فرق	نہو تمیز اُس ابرو مین اور ہلال مین کچھ
نہین ہی عشق مین اک حال کچھ نہ پوچھو حال	کبھی فراق مین کچھ ہی کبھی وصال مین کچھ
کسے دماغ سنے کون درد سر کے سوا	نہین ہی فائدہ واعظ کی قیل و قال مین کچھ
نہین ہی دل ہی فقط زلف مین اسیر مدام	کہ جان بھی ہی گرفتار اس وبال مین کچھ
نہ دیتے وہ لب شیرین سے ایسے تلخ جواب	اگرچہ زہر اُگلتا نہ مین سوال مین کچھ
قفس کے ٹکڑے اڑا دو جو چھوٹکے ای صیاد	اگرچہ دم نہین مرغ شکستہ بال مین کچھ
سوائے نالۂ و فریاد و گریہ و زاری	ہمین تو خوش نہین آتا غم و ملال مین کچھ

جو سرنوشت مین ہی ای ظفر جزا اُسکے
نہ استخارہ مین معلوم ہو نہ فال مین کچھ

ردیف یای تحتانی

پر اشک مژہ یان ہی آہ دل سوزان ہی	وہ سرو چراغان ہی وہ شمع شبستان ہی
خال اُسکے نہین رخ پر ہی جلوہ کنان دیکھو	وہ انجم افلاکی اور وہ مہ تابان ہی
تیری نگہ و مژگان کیونکر نہون اب قاتل	وہ ناوک پران ہی وہ خنجر بران ہی
کب خال زنخدان مین اب اسکے جھلکتا ہی	یہ یوسف مصری ہی اور وہ مہ کنعان ہی

[illegible] صبا باغ سے [illegible]
[illegible]

اس روش کتنی ہی قمری سے چمن مین بلبل گلشن دہر مین گلچین خزان کا ہو بُرا	تن پہ لگتے ہین یہ گل بن تو مجھی پرکانٹے جسنے بوئے ہین مرے حق مین سر ابھرکانٹے

ساتھ اُس یار کے ہون کیونکہ نہ اغیار مدام
پاس ہوتے ہین ظفرؔ گل کے مقرر کانٹے

لب شیرین جو ترے خواب مین دلبر جائے زندگی سے ہو وہ کیون سیر کہ جسکا یارو حول دل اسکو نہ ہرگز ہو کبھو ای پیارے افعی زلف نے کاٹا ہو ترے جسکو صنم	یاد کر ذائقہ ہونٹ اپنے بکر جائے ہر لب زخم وہ آب دم خنجر جائے جان کر ریشم جو درکے ترے پیچھو جائے زہر مہرہ بخدا کیون نہ وہ گھسکر جائے

ای ظفرؔ بزم سخندان مین ترے سُن اشعار
اپنے لب کیونکہ نہ ہر ایک سخنور چاٹے

تنور سینہ مین باہم دل بیتاب و آتش ہی رخ گلنار پر تیرے کہان ہی زلف خم گشتہ دل بیمار اُس لب پر نہین ہی پان کی سرخی نمایان برگ گل پر قطرۂ شبنم نہین یارو نہین جام بلورین مین شراب لعل ای ساقی بن مژگان ہی کباب مردہ لخت دل اشک زبان	تعجب ہی کہ یکجا پارۂ سیماب و آتش ہی بہم ای بحر خوبی حلقۂ گرداب و آتش ہی سمجھ کر لیجیو بوسہ سر عناب و آتش ہی یہ اعجاز بہار گل سے یکجا آب و آتش ہی شب ہجران ہی تجھو بن ساغر مہتاب و آتش ہی روان آنکھون سے ہیے قطرۂ خوناب و آتش ہی

اے غنچہ دہن میرے تو سرو گلستان ہے — دل کیون نہ شگفتہ ہو تو بھی گل خندان ہے

دل سوز ہے اک عالم روشن ہے سبھی تجھسے — پروانہ مین تیرا ہون تو شمع شبستان ہے

شعلے بن مژگان مین ہیہ لخت جگر — پنگھٹ مین یہ ای مردم کیا سیر چراغان ہے

کیا پان کی سرخی ہے لب پر ترے ای فر — دیکھے سے خجل جسکو ہر لعل بدخشان ہے

اس آبلہ پائی کی دولت سے مرے یارو — سرسبز جہان دیکھو ہر خار مغیلان ہے

کیا اُسکے چمکتے ہین دندان مسی آلودہ — یہ خانۂ نیلم مین الماس نمایان ہے

جانا مرے پہلو سے ہر دم نہ ذرا کیجے — تو ہی مرا جانا ہے اور تو ہی مری جان ہے

دیکھو ابر کے پردے مین پنہان ہی نہین بجلی — یہ گرم شرارت مین آہ دل سوزان ہے

وہ غنچہ دہن اپنا ایسا ہی بصد خوبی
الفت مین ظفر جسکی دل چاک گریبان ہے

وے خورشید رخ وضع یہ اپنی نکالی ہے — کہ جو دیکھے ہی سو کہتا ہے یہ اسم جلالی ہے

تماشا مجکو دکھلانے کو مہرو شکل بازیگر — سر تحت الثریٰ سے پھینکتا خورشید تھالی ہے

تفکر مین ہون مین کب سے ترے مضمون قامت کے — الف ہے سرو ہے یا مصرع دیوان عالی ہے

نہ سمجھو انکو مژگان دیدۂ تر پر مرے ہر دم — اُٹھی دریا کی جانب کو گھٹا کچھ آج کالی ہے

برنگ غنچہ باغ دہر مین کیا فکر زر کیجے — بندھی مٹھی ہے اپنی اور جانا ہاتھ خالی ہے

مجھے کیون دیکھکر تم ہر گھڑی اب لب ہلاتے ہو — کہو سنکر ہی ای پیارے اگر دینی جو گالی ہے

کیون میکشی سے ہر دم کیجے حجاب ساقی
ہی اپنا اندنون مین عہد شباب ساقی

دے جام گل مین بھر کر صہبائے ناب ساقی
آنکھون مین تجھ کو کر دین ہم آفتاب ساقی

اس ابر مین خوش آوے کیونکر نہ سیر دریا
کیفیتون سے پر ہی جام حباب ساقی

لخت دل برشتہ مژگان پہ یہ نہین ہی
لایا ہون تیری خاطر جام شراب ساقی

ابرو کا تیرے جلوہ دیکھا ہی شاید اسنے
جو ماہ نو ہی شب کو پا در رکاب ساقی

سنبل ہی کیا پریشان ہی دیکھ زلف تیری
موج نسیم کو بھی ہی پیچ و تاب ساقی

ساغر کشی ہماری مت پوچھ تو کہ تجھ بن
پیتے ہین خون دل ہم جائے شراب ساقی

جو زلف و رخ کو تیرے دیکھے ہو کیونکہ اُس کی
کیا جلوہ گر ہین باہم برق و سحاب ساقی

اس ابر اس ہوا مین دل کو گھٹا نہ میرے
پیک صبا یہ کہتا آ شتاب ساقی

تجھ بن ٹپک رہا ہی پتھر پر سر کو شیشہ
ساغر ہی ہی نہ تنہا چشم پر آب ساقی

ساغر کشی ظفر مین اس دور مین کرون کیا
شیشے پڑے ہین خالی ہی مست خواب ساقی

بیمار دے کے قطرہ دیدۂ نمناک سے پانی
سچ ہی نہین تھمتا خس و خاشاک سے پانی

ہو جائے نہ گرمی سے مری خانۂ مردم
رکھتا ہی عداوت سے بدل خاک سے پانی

ہی وجہ سے ہو شرم زدہ خانۂ خورشید
بھرتا ہی ترے رو کے عرقناک سے پانی

ناصح کسی صورت سے نظر ہی نہین آتا
فرصت ہمین عشق بت بیباک سے پانی

دیگر

عرق سے دونو خط ... کنارے ... پانی
[illegible]

رات دن غفلت سے ... جام الفت ...
[illegible]

جلد اول دیوان ظفر

یاد مین تیری جو مین خود رفتہ ہون آرام جان
اس لیے رہتی ہی اب ہر دم فراموشی مجھے

کیا کہون مین حال یہ اپنا کہ اسکے ہجر مین
بستر اندوہ پر رہتی ہی بے ہوشی مجھے

جو ہونا تھا سو اپنے دور مین تو کر چکا
ای فلک کرنے دے اُس سے ابتو سرگوشی مجھے

جی نکلجاتا ہی بھر اُس دم شب مہتاب مین
یاد جب آتی ہی پہنے اُسکی تہ پوشی مجھے

ہی تصور کس پری رخسار کا یارب مدام
صورت تصویر جو رہتی ہی خاموشی مجھے

گردش ایام کے ہاتھون سے ابکی ای ظفر
ساتھ تیرے یہ میسر کب ہی مے نوشی مجھے

سلک گوہر جو بفرق بت بے پیر ہلے
دبے پاؤن اسی باعث سے تیرے گھر جاؤن
آپ کچھ دیتے ہین ہو جہ جو انکو جنبش
دل کو گردش ہو بت انکو محفل مین ترے

کہکشان کی بھی شب تیرہ مین ...
تا دھمک سے نہ کوئی حلقہ زنجیر ہلے
کہین بھونچال سے اس دل کی نہ تعمیر ہلے
گرچہ فانوس خیالی مین نہ تصویر ہلے

ہوکے بدست جو چشم پرافسون بدلے
تیوری جام پہ موج مئ گلگون بدلے

صفحۂ دہر پہ مانند نگین کیجیے نام
کچھ تو تاثیر ترا ای طالع واژون بدلے

ہی کہان قوس قزح ابر سیہ مین ظاہر
رنگ گرگٹ کا سے یہ تونے ہین گردون بدلے

ناتوانی سے جو ٹک سانس نہ لے سکتا ہون
کیونکہ بستر پہ وہ پہلو ترا مفتون بدلے

ترے پروانے تو کس طرح سے دے شمع نہ جان
ہی شکل لیتے ہین خون کے جو یہان خون یہ بدلے

وہ نہین ہم ہین یہا جو جل جائین یہان جیسے مجنون
شرط اب ہمسے ہے تو ہامون سے تو ہامون بدلے

زلف کو کھول کے آئینہ جو دیکھا تونے
رنگ بدلی نے بھی کیا کیا لب جیحون بدلے

بن لیے بوسہ نہین چھوڑنے کا مین تمکو
دل و دین کیجیے تو مین اُسکے تمھین دو بدلے

جز فنا یہ نہین ممکن ہی کہ اُس کوچے مین
اب مکان اور ترا عاشق محزون بدلے

کھنچتا ایسا ہوا ہر بت اب یہ دماغ
صید تک ابھی سے تو دیدۂ پرخون بدلے

نہ مرا نام ظفر اب جو نہ مین بدلے یون
دشمنون نے تجھے ہین یہان اپنے لیے یون بدلے

اشک غلطان کو دل ریش منھ مین ڈالے
کان سے نکلا ہی یہ الماس منھ مین ڈالے

کیون نہ کھاؤن زہر جب کچھ خبر دست غیر کی
بیٹھ کر تو آہ میرے پاس منھ مین ڈال لے

پھول تھے بلبل کے ای گل ہین یہ نقل فاتحہ
طرۂ شبنم تو بے وسواس منھ مین ڈالے

اشک لخت دل ہین یون طفل دبستان جو کوئی
ٹکڑے ٹکڑے کرکے کچھ قرطاس منھ مین ڈالے

ظفر یہ جی مین کہ تصویر اُسکی
لگا رکھیے آئینۂ دل کے پیچھے

جبکہ دریا مین تو چھینٹون سے لڑے پانی کے ‎ ‎ موج کیون منہہ پہ طمانچے نہ جڑے پانی کے
عرق آلودہ ترے دیکھ دہن کو گرد ‎ ‎ پڑ گئے لالون مین غنچے پہ گھڑے پانی کے
مردمان ہین یہ کہان سینۂ دریا مین حباب ‎ ‎ آبلے سے ہین یہ کچھ دل پہ پڑے پانی کے
عکس خط آئینہ مین تیرا نہین حضرت خضر ‎ ‎ درمیان آن کے شاید ہین کھڑے پانی کے
روکے مژگان سے کہان جوش و فور گریہ ‎ ‎ یعنے خس منہہ پہ بھلا کیونکہ اڑے پانی کے
ہین کہان بحر مین مردم سرگرداب حباب ‎ ‎ ہین پڑے پائون مین ماہی کے کڑے پانی کے

تو وہ اب تیز زبان بحر سخن مین ہی ظفر
بجز ترے کون چڑھے منہہ پہ کڑے پانی کے

راہ وہ دیکھیگی مری آنکھ جو پنہان ہوگی ‎ ‎ پھر ملاقات ظفر اُس سے کس عنوان ہوگی
شب تاریک نظر آویگی ہر صبح ہمین ‎ ‎ رخ پہ گر اُسکے کھلی زلف پریشان ہوگی
ہمسری کرنے سے اُسکے لب پان خوردہ تجھے ‎ ‎ خاک رنگت تری ای لعل بدخشان ہوگی
زلف مشکین کہ ہوئی جو کہ گرفتار بلا ‎ ‎ ہمسے ایسی نہ خطا پھر کبھی جانان ہوگی
دل پر داغ کی دکھلائی جو یان تجکو بہار ‎ ‎ اس روش تو نے نہ کی سیر چراغان ہوگی
ایک پل ہی مین الٹ دیگی ہزارون عشاق ‎ ‎ روکش اب تیری جہان یہ صف مژگان ہوگی

کیجیے کیا اس دل سودا زدہ کی خاطر جمع
چھوڑتا دل کو مرے کب ہی ترا حسن ملیح
سر یہ سا چشم میں دیکھو اُسکے کہ دم رکھتا ہی
تب ہی قمری تجھے باندھا ہی جو نیلا گنڈا

بتو ہو جو پڑی زلف پریشان سے گلے
کیون نہ ہر چیز نمک کی ہو جہان گان گلے
اُسنے گھونٹے ہین بہت ای دل نالان گلے
یا پڑا ہی یہ ترے طوق گریبان گلے

نغمہ سنجی بھی جو اُسکی ہی چند اساز ظفر
مطربون سے کے ہین کہان خوب خوش الحان گلے

پاس داغ دل کے سوز غم سے ہین چھلکے پڑے
دیکھے گر اے مردمان اس ابر مژگان کو مری
اپنا ہی وہ سینہ سوزان کہ جسکی رشک سے
کیونکہ مین آغوش مین کھینچون آ جسکی کمر
سب ہو سیراب آب تیغ ای قاتل و لے
تو ہی گر بخواب ہو ہمسے نہ ای آرام جان
مت حباب انکو سمجھ گر تم مین تیر اشک گرم
نیض سے خون کف پا کے ہمارے ای جنون ق
جب کہا مین نے چھپاؤ مت مجھے معلوم ہی
بوسے ماتھا کوٹ کر آخر کہا ہی پر کہنا

متصل ساغر کے یا شیشے مین ڈھلکے پڑے
ہیں سینہ مین باقی ابھی کیونکر نہ بادل کے پڑے
داغ انگارون کے ہین سینے مین منقل کے پڑے
بو جو جھوٹے لپکے یہان ہر لحظہ ہیکل کے پڑے
تشنہ لب اک رہ میان مین ہم ہی مقتل کے پڑے
کل ہین تو فرش پر کس طرح مخمل کے پڑے
آبلے دریا کی چھاتی پر ہین یہ جلکے پڑے
پارہ یاقوت ہین دامن مین جنگل کے پڑے
اتنا کہ سوتے تجھے پیارے تم جہان کل کے پڑے
نوچ تیرے کان بات ای ہیں جھلکے پڑے

جلد اول دیوان ظفر

ٹک سکے موتی نہ تیرے پیرہن گوش تک
گر صدف تو اپنی آنکھوں کی ترازو پر دھرے

تیرے قد سے ہمسری کیا جو دیکھے فاختہ
اڑ کہ شہپر سرو لب جو پہ دھرے

شب کو ساتھ اُس سیم تن کے جب نہ ہو سونا
ران رکھے ران پر بازو پہ بازو پر دھرے

بھیگتا دیکھا تو جیسے شب تاریک کو
دھیان وہ تیرے عرق آلودہ گیسو پر دھرے

عاشق جانباز تیرا زندگی سے ہاتھ دھو
آج تیرے در پہ ہی سر کو زانو پر دھرے

ای ترک چشم سے کہہ دو کہ انگشت مژہ
آبداری دیکھنے کو تیغ ابرو پر دھرے

پھر نظر دیکھے نہ گل کو باغ میں پھر ای ظفر
صبح بلبل کان کس تقریر گلرو پر دھرے

تو وہاں خوش ہو کے سر غیر کے زانو پر دھرے
حیف یاں روتا ہوں میں وہاں لب پر دھرے

دیکھ لے جو کوئی ہاتھ تیرے پہ جبین رخسار کو
نام چین چین کر ہزاروں میں وہ مہرو پر دھرے

لخت دل مژگان تر میں دیکھ مردم نے کہا
یہ دیئے کس نے جلا کر ہیں لب جو پر دھرے

پھیر کر پہلو سے دل کس کا نکالے دیکھیے
وہ نگہ جاتی ہے ہر دم آہ جادو پر دھرے

لے ہی لوں گا اگر بوسہ چپکے کرو چھینا
گال وہ اپنا اگر اب میرے قابو پر دھرے

الحذر ناگمین نہ کیونکر تجھ سے ہم قائل کہ تو
دیکھنے کا جو ارادہ میرے لوہو پر دھرے

آہ یار وہ دیکھے کیونکر یہ بجلی غمزہ ہائے ہم
بات نزاکت وہ پھر ہیں ہاتھ پہلو پر دھرے

لکھ غزل ایسی ظفر جسکا ہر اک مصرع یہاں
طعن سو سو خوشخطوں کے لب اور ابرو پر دھرے

ایا ہون تصدق کو ترے مرغ دل اپنا | کیا خوب ہو پر اُسکے اگر کھول اُڑا دے

اُس بت کا کہا مان نہ تو راہ خدا مین
دروازہ خزانے کا ذرا کھول اُڑا دے

جوش گریہ سے نہ کچھ دیدۂ تر بیٹھ گئے
دیکھنا ہم نہین اُٹھنے کے میان حشر تلک
کیا ہوا مت ہو خفا بادل پر داغ جو ہم
دشت وحشت کو کر دنگا وہین مین سر بگلست
کیا کرین صاحب فن یار و بتاؤ مجکو
ترستے آتے نہین اب جو نظر ای دیدۂ تر
چھوڑتا جان سے کب تیر نگہ وہ ہمکو

ہی یہ طوفان کہی ہمسایونکے گھر بیٹھ گئے
جس گھڑی در پہ ترے کھول کمر بیٹھ گئے
تیرے پہلو مین ذرا رشک قمر بیٹھ گئے
آبلے پانون کے یہ تیرے اگر بیٹھ گئے
قدردان اُٹھ گئے سب اہل ہنر بیٹھ گئے
آہ اشکو نہین کہین لخت جگر بیٹھ گئے
دور سے ہم بھی اُسے دیکھ کے پر بیٹھ گئے

منزل عشق بہت دور ہی اللہ اللہ
ایک ہی گام مین تم تھک کے ظفر بیٹھ گئے

سے لاؤن مین نہون چشم تر نہ یہ ہو سکے نہ وہ ہو سکے
جو وہ آوے مین نہ کرون نظر نہ یہ ہو سکے نہ وہ ہو سکے
بھی دل یہ چاہے ہی بوسہ لون کبھو جی مین ہی کہ گلے لگون
وے کیا کرون بت لب شکر نہ یہ ہو سکے نہ وہ ہو سکے

کچھ ہوش مین بھی آنے دے مجکو خدا سے ڈر
مرتا ہون دیکھ تو بوسہ لب کچھو بات پوچھ

روز وفات کا تو خطر کچھ نہین مجھے
دریا کا پاٹ تختہ دامن تو بن گیا

چاک قفس سے دیکھ رہا ہون رخ چمن
ای بیخودی چلی ہی تو لیکر کدھر مجھے

بھاتا نہین ہی شربت قند و شکر مجھے
ای ہمنشین ہی پر شب ہجران کا ڈر مجھے

اور اس سے کیا دکھائیگی ای چشم تر مجھے
صیاد ہی نہین ہوس بال و پر مجھے

جلوہ اُسی کا دیر و حرم مین ہی ای ظفر
آتا نہین ہی اُسکے سوا کچھ نظر مجھے

جبسے وہ چھٹا ہاتھ سے دامان ہمارے
ہی تب سے جنون دست و گریبان ہمارے

بالین پہ دم نزع بھی آیا نہ ستمگر
سب رکھے رہے دل ہی مین ارمان ہمارے

ہم بسکہ ہین کشتہ ترے اس تیر نگہ کے
خوبان جہان جاتے ہین قربان ہمارے

کہتے ہین کہ تیغ کو دھر اسان پہ اُسنے
یہ سنتے ہی بس اُڑ گئے اوسان ہمارے

لخت جگر و اشک ہین حاضر ترے آگے
یہ لعل ہین وہ گوہر غلطان ہمارے

جمعیت دل تیرے سبب وہ ہین برہم
کیون ضد ہین پڑی زلف پریشان ہمارے

آیا ہی ظفر پھینک کے پوشاک وہ گلگون
قاتل نے کیے قتل کے سامان ہمارے

افسون سراسر دل نالان مین پھونکیگے
ڈرتا ہون کہ دل اُسکے نہ کچھ کان مین پھونکیگے

دیگر

عجب ہی دل کا سمجھانا جدھر ہو سکا ہی
[illegible] ہی نہ دیوانہ جنہیں بس سکا ہی
[illegible] اب روکے کہ جانب دل [illegible]
[illegible] آنا جدھر ہو سکا ہی
[illegible] روکے کو [illegible] جدھر ہو سکا ہی
[illegible] ہو سکا ہی
دل بیتاب [illegible] پیمانہ [illegible]
آہ [illegible] سکا ہی
کیا ہی عاشق ہی مستانہ جدھر ہو سکا ہی
دل ہی [illegible] ہو سکا ہی

ہی ہلاتا حلقۂ زنجیر کوئی آشنا
آپ کا ہوگا اُسے دیکھو بلاؤ کون ہی

رشتۂ الفت میں جو باندھے لیے جاتا ہی وہ
یار دو اُسکے پیچ سے مجکو چھڑاؤ کون ہی

جو مجھے اُس شمع رو سے آن میں دیوے ملا
یہاں نہ بڑا دلسوز میرا او بتاؤ کون ہی

آشنا اور غیر کی صورت نہیں تکتا کوئی
اہتو سب ہی سوا اس کے میرے پاس آؤ کون ہی

متہم کرکے ظفر کو پوچھتے ہیں لوگوں سے وہ
کسنے میرے در پہ دی دستک بتاؤ کون ہی

چاندنی کی سیر خوبان تا سحر دیکھا کیے
اور ہم اُنکا رُخ رشک قمر دیکھا کیے

کیا کہوں کیونکر تجھے رشک قمر دیکھا کیے
وہ نظر آئے نہ جنکو بھر نظر دیکھا کیے

شب تجھے کیا ہم ہی ای رشک قمر دیکھا کیے
ماہ و پروین بھی ترا رخ تا سحر دیکھا کیے

کچھ ہوئی تسکین نہ تجھ بن اس دل حیران کو
گو تری تصویر ہم آٹھوں پہر دیکھا کیے

وہ انتظار سے دل اور جگر جلتے رہے
ہاے تم ای مردمان چشم تر دیکھا کیے

تم نظر آجاؤ شاید اس ہوس میں آج ہم
صبح سے تا شام سوے رہگذر دیکھا کیے

ہم تو خاک و خون میں غلطان ہیں اور آپ ہیں
وہ تماشا ای دل خستہ جگر دیکھا کیے

صبح ای گلرو تری آنکھوں کو چشم شوق سے
کیا فقط گلہاے نرگس بھر نظر دیکھا کیے

لالہ و گل ہی ترے رخسارۂ رنگین کو
باغ میں جب تک رہا تو جلوہ گر دیکھا کیے

نہیں ہی ربط کچھ باہم تو پھر محفل میں شب
تم اُنھیں اور وہ تمھیں کیوں ای ظفر دیکھا کیے

دل آفت رسیدہ کو میں اب پہنچیں کیونکر
سمجھاؤں [illegible] وہی قسمت میں غم کھانا جدھر ہو سکا ہی
یہ مجنون چھوڑ ویرانہ بھلا بستی میں کیا ناصح
بجا ہی ترا فرمانا جدھر ہو سکا ہی
ظفر کو دیر سے مطلب ہی نہ کعبہ کی
تلاش کچھ مجھے کیا ہو یہ کاشانہ جدھر ہو سکا ہی

دیگر

دکھا ای گر ہوس عشق بوالہوس [illegible]
کبھو بلبل کا ہی کام وہ بلبل نہ [illegible]
نہیں ہی طاقت پرواز او صیاد
اگر [illegible] تو اب واں قفس [illegible] ہی

روان ہی قافلہ اشک سوے ملک عدم
فغان نہ کیونکہ یہ دل صورت جرس نہ کرے

یہ کون بادہ پرستی ہی ساقی گلفام
جو جام می ترے ہاتھون سے لے وہ بس نہ کرے

فراق یار مین تنکا بنا ہی سوکھ کے تن
ہواے عشق یہ برباد مثل خس نہ کرے

جو اسکی جان پہ گذرے ہی وہ ہی جانے ہی
خدا کسیکو جہان مین کسیکے بس نہ کرے

کمند زلف بتان مین پھنسا یہ دل بیوجہ
ظفر وہ کیونکہ رہائی کی اب ہوس نہ کرے

ہر ایک جا ہی فغان ہر مکان مین غل ہی
یہان سے کون گیا جو مکان مین غل ہی

ہوا ہی آہ کہین گم وہ یوسف مصری
عزیزو آج جو یہ کاروان مین غل ہی

یہ کسکی آمد آمد سے رفتگی ہی یہان
کہ چپ ہین بیٹھے ہوے اور کان مین غل ہی

یہ دل نوازی مطرب سے ہی مجلس مین
کہ آن مین ہی خموشی تو آن مین غل ہی

برہے ہی آہ و نالۂ اہل جہان بلند
یہ خیمۂ کہن آسمان مین غل ہی

سنا ہی جنکے یہ قال و مقال روز الست
ہنوز آہ وہی اپنے دھیان مین غل ہی

ہوئی نہ فتح و ظفر بادشاہ اکبر شاہ
ہر اک طریق یہ ہندستان مین غل ہی

بجاے اشک اگر دیدۂ پر آب گرے
جو طفل دوڑ چلے کیون نہ وہ شتاب گرے

جدھر کو جاوے تو گلگون ناز کو چھیڑے
جہان لینے کو پھر بوسہ رکاب گرے

ہی مرہم کافور کہاں داغ جگر پر	اعجاز سے سینے میں یہاں آگ لگی ہی

دل توڑ ظفر کا نہ تو اب سنگ جفا سے
ای کافر بدکیش یہ شیشہ جلبی ہی

تیری نگاہ جو بت بے پیر پھر گئی	قسمت مری الٹ گئی تقدیر پھر گئی
ہم مر گئے تو بہ کے ہواؤ نسیم سے	خاک اُس گلی میں اپنی بہ تدبیر پھر گئی
دیکھا جو کل اک عاشق و معشوق کو بہم	اپنی نظر میں بس تری تصویر پھر گئی
قاتل ترا جو ہاتھ رُکا میرے قتل سے	ہو کر قضا بھی میرے گلوگیر پھر گئی

خط کا میرے جواب نہ اُسنے لکھا ظفر
کیا سرنوشت کی مری تحریر پھر گئی

بحر غم ہی سنے دیا دیدۂ تر کا پانی	بہائے ہر دم مجھے کیا اور کے گھر کا پانی
خانۂ دل جو مرا ڈوب گیا ای یارو	نہیں معلوم یہ آیا ہی کدھر کا پانی
بارش گریہ سے ہی چشم کا دالان ٹپکا	جلد جاروب مژہ یہاں سے تو سر کا پانی
اس روش گل ہی بھرا دیکھو صبا شبنم سے	جسطرح رکھتے ہیں چھاگل میں سفر کا پانی
چشم کی راہ بہا دل تو مرا ہو پانی	نکلے ہی شام و سحر اب یہ جگر کا پانی
چشمۂ مہر سے چھلکے ہی دیا تو نے صبا	ساغر گل پہ چڑھایا ہی یہ زر کا پانی
جو نظر آئی مرے چشم کے قطرہ کی آب	شرم کے مارے ہوا دل تو گہر کا پانی

چمن حسن کی رنگت گئی تازی بدلی
گلبدن تونے جو پوشاک پیازی بدلی

منھ کیا کعبے سے رخ ابروجانان سے پھرا
جا سے سجدے کی عبث تونے نمازی بدلی

کیون نہ اوراق دل اب پیر ہوا برگشتہ
گنجفے مین جو کچھ اُس شوخ نے بازی بدلی

کوئی رکھتا ہی بھلا صاف دلون سے بھی غبار
شیشہ گر کیا روش آئینہ سازی بدلی

ہم حقیقی سے سمجھتے تھے تم مجکو اب
تیری تاثیر گئی عشق مجازی بدلی

گرچہ پروانہ ہوا رات کو دلسوزی سے
شمع محفل کے نہ پر دل کی گدازی بدلی

لکھ بہ تبدیل قوافی غزل اک اور ظفر
ہمنے سلک در مضمون کی درازی بدلی

شرط رونیکی جو اُس چشم سے جھٹ بند بدلی
دل برسنے سے گھٹا گر گئی پھوہٹ بدلی

اُسنے شب کو یہ فقر ساتھ رکاوٹ بدلی
بائین کروٹ سے نہ پھر داہنی کروٹ بدلی

ہمسری زلف پریشان سے کسی کی ابہی
اندرون آہ نہایت ہی گئی لٹ بدلی

آبرو تیری ابھی خاک مین مل جائیگی
دیدۂ تر سے نہ روکش ہو پہ پرہٹ بدلی

دیدۂ تر پہ پڑے سایۂ مژگان کو دیکھ
ہر زمان بولے کہ آئی شب پنگھٹ بدلی

بندش اُس رشک قمر کی کہون کیا چوٹی کی
چاند کے پیچھے ہی مارے ہوئے جھومٹ بدلی

پڑھکے مین سورۂ اخلاص دم کیونکر
روز اُس مصحف رو کی ہی سجاوٹ بدلی

شوق سے گھر مین مرے آ کو آیا کچھ
برق سی ہی یہ لیے ہاتھ مین ڈیوٹ بدلی

شبنم تری کب اشک فشانی سے بجھے ہی
کیا آتش گل ہی نہیں پانی سے بجھے ہی

کب حرص تری آب دم تیغ سے قاتل
میری فقط اس تشنہ دہانی سے بجھے ہی

بیمار ہوں پر عشق میں ہی خوار پسر کے
پانی مرا لوہے کی نہانی سے بجھے ہی

کسطرح نہ بوسے لوں عزیزو کہ مری پیاس
چاہ ذقن یوسف ثانی سے بجھے ہی

دریان تپ عشق عزیزو نہ کرو تم
دل کی طپش اس دلبر جانی سے بجھے ہی

سوزش کوئی جاتی ہے بیخواریکی دل سے
ای ابر تری فیض رسانی سے بجھے ہی

وہ تاب لقا کیوں نہ ظفر ہو عرق آلود
ہوتا ہی طلا گرم تو پانی سے بجھے ہی

کہوں کیا حال چشم و دل شکایت اسمین دو کی ہی
بیان عشق ہی مشکل شکایت اسمین دو کی ہی

جگر اور دل کی کیا پوچھے ہی بس یہ ذکر جانے دے
کہوں کیا خاک ای غافل شکایت اسمین دو کی ہی

الم اور غم سے جو گذرے جگر پر یہ نہ کھلواؤ
نہ پوچھو آہ کیا حاصل شکایت اسمین دو کی ہی

کہوں کیا شمع اور گلگیر کا مذکور میں تجھ سے
سراپا شاہد محفل شکایت اسمین دو کی ہی

کیونکہ دل پنجۂ مژگان سے رہائی پاوے
کب تلک رہنے گی دلسوزی پروانہ

سحر ای ہوتی ہی بری آہ عزیزو چاہت
روبرو اس بت کافر کے ہوائی سبکو

لاکھو تو مجھ سے نہ مل پر تری الفت واللہ
چنگل باز سے کب مرغ چمن چھوٹے ہی

کوئی اس دل کی لگن شمع لگن چھوٹے ہی
آہ یوسف سے وہ کب چاہ ذقن چھوٹے ہی

منھ پہ مہتاب کے ای چرخ کہن چھوٹے ہی
کب مرے دل سے بت عہد شکن چھوٹے ہی

رشک سے شب کو ظفر سے ہی بلا مدت ہین
کیون تجھے دیکھ کے ای شمع جلن چھوٹے ہی

سے نقطہ کو وہ الم کا اس بدن پر بار ہی
کب عرق سے عارض غنچہ دہن پر بار ہی

کہدو شیرین سے کہ اپنا رکھو قدم تک اگر
جنبش ابرو ہی کافی ہی ہمارے قتل کو

تجکو فرش چاندنی پر دیکھ کر ای رشک ماہ
بار اسباب جہان سے کب ہی آزادونکو کام

دیکھ ای پروانۂ دلسوز تیرے عشق مین
وہ سبک رو ہو نہیں دریا جہان مین جو حباب

ای ظفر کب تک کہون اُس سے فسانے بار بار
کچھ تو اپنے دل پہ ہی کچھ اُسکے تن پر بار ہی

قطرۂ شبنم سے کیا برگ سمن پر بار ہی
گل کے رکھنے سے مزار کوہکن پر بار ہی

تیغ کے لینے سے دست یار تن پر بار ہی
پھر دکھاتا سینۂ چرخ کہن پر بار ہی

کسنے دیکھا گردن سرو چمن پر بار ہی
سر کا دینا کچھ بھی شمع انجمن پر بار ہی

کچھ ہوا کا بھی نہ جسکے پیرہن پر بار ہی
یاں تلک تا بت پیمان شکن پر بار ہی

دیگر

زلف یون روے عرق آلودہ پہ لہرائے ہی
صبح جون ناگن گلون پر چڑھ کے اوس چاٹے ہی

سیل اشک ترمین ہی یہ لخت دل کی مرد ہان
عشق یا سیر چراغان گھاٹ پر دکھلائے ہی

ہی قیامت کا نمونہ یہ قد موزون ترا
دیکھ کر جس سرو جسکو خاک مین گر جائے ہی

آہ کیا جانے طبیب عشق کس کی یاد مین
ہوک سی اٹھکر کلیجے مین مرے رہجائے ہی

یہ دل پر آبلہ دیکھا ہی جسکے خوف سے
لیکے تنکا دانت مین انگور بھی رہجائے ہی

کچھ خدا کا بھی نہین ترس اون بتون کو ترس کو
وہ بت ترسا ہمین دیدار کو ترسائے ہی

جان شیرین دے ہی بس فرہاد کب شیرین پہ آہ
کون مرتے کے ظفر پیچھے بھلا مر جائے ہی

لخت دل یون چشم مین بھرتے تھے کل ترتے ہوے
جون کف دریا پہ جاتے مین کنول ترتے ہوے

ساحل الفت تلک پہونچے نہ ہم مانند کاہ
جسم لاغر ہو گیا یہ اپنا شل ترتے ہوے

دل جگر دریاے غم مین جبکہ بیدم ہو گئے
تا کنار وصل پہونچے بیخلل ترتے ہوے

بحر الفت کے تلاطم سے خطر ہی کیا ہمین
ڈوب جاتا ہی کوئی کب بے اجل ترتے ہوے

موج دریا سے حباب آبجو رکھو سر پہ خود
جسطرح کرتا ہی کچھ جنگ و جدل ترتے ہوے

بحر غم مین آگیا یون اس دل بیدم مین دم
جسطرح جاوے شناور پھر سنبھل ترتے ہوے

پڑھکے بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا ظفر
دم مین بحر غم سے ہم آئے نکل ترتے ہوے

دیگر

دیگر

دوسکے
اٹھتے نہین دیتے ہین یہ ناز و ادا دوسکے
بیٹھا ہون سمجھاتے انکھین دوسکے

بس اب دل صدچاک اب کو شانہ
سمجھی کی سمجھاتے انکھین

یہ عشق و محبت کا ہر کام ظفر
دوسکے

دیگر

سنبع دربان کو کردے کہ نہ روکے ہمکو
نام لکھو رکھین گے ہم تیرا نگین دل پر
کہکشان سے نہین تھمنے کی ذرا سقف فلک
اپنے ہوتے ترے گھر آوینگے اغیار اگر
تو چھوڑا تا ہی رہیگا یہ بچھوئین گے وے

ورنہ اک روز ترے سر کی قسم ٹھوکین گے
نقش سکہ نہین بر روئے درہم ٹھوکین گے
گر پڑیگی یہ جو ہم آہ کا خم ٹھوکین گے
ہم کہے دیتے ہین انکو اسی دم ٹھوکین گے
ہان بہت کہنے سے تیرے اسے کم ٹھوکین گے

یون تو لڑتے نہین پھرتے ہین ظفر لیکن آہ
کوئی الجھے گا جو ہمسے تو صنم ٹھوکین گے

انکھین ہین یہ وہ بس مین دل آئے انکھین دوسکے
مارے سے دو عالم بھی مر جائے انکھین دوسکے
کب واعظ و ناصح اب چپ رہتے ہین بکنے سے
ملنے سے ہم اے یار و باز آئے انکھین دوسکے
گو کوہکن و مجنون تھے عشق کے کوچے مین
پر ہم بھی تو رہتے ہین ہمسائے انکھین دوسکے
بے وجہ تری زلفین ہین دام بلا یک سر
پھندے مین یہ مرغ دل الجھائے انکھین دوسکے
آنکھون نے نہ بتلایا اس چاہ زنخدان سے
ہم ڈوب گئے یار و بہکائے انکھین دوسکے

یقین ہی یہ کہ قاصد نامہ لیکر آوے ہی آوے
کل آوے پرسون آوے پر مقرر آوے ہی آوے

خیال زلف ہو جسکو پریشان کیون نہ وہ رہوے
ضرور اُسکو اسی سودے مین یکسر آوے ہی آوے

یہی ڈر ہی مجھے پل مین ڈبو نامت دو عالم کو
ترے رونے سے طوفان دیدۂ تر آوے ہی آوے

نہین دیکھی ہی ای ابرو کمان تونے کشش دل کی
نہ آتا ہو اگر کوئی تو کھینچکر آوے ہی آوے

یہ سب جھوٹے ہین جو کہتے ہین راز عشق چھپتا ہی
جو ہووے بات دل مین سو وہ منھ پر آوے ہی آوے

یہ ہی وہ عشق کا میدان کوئی کیا خاک خم ٹھوکے
خراش دل سے میرے خون اب تر آوے ہی آوے

خلش کرنا نہ کر تو دمبدم پر نشتر مژگان
کہ اس جا گیو و رستم کو بھی اب ڈر آوے ہی آوے

ظفر اب یاد ہی ہمکو وہ تسخیر سلیمانی
پری بھی ہو پرستان مین تو اڑکر آوے ہی آوے

سکھائی تمکو جو ہین گی باتین ہماری جانب سے آہ اُلٹی
اسی سبب سے ہی میرا صاحب تمھاری ہمسے نگاہ اُلٹی

ہوا ہے پھر کے دوبارا یکسر یہ تیرہ بختون کا روز روشن
تمھارے رخ سے جو اُڑ کے شب کو ہوا ہے زلف سیاہ اُلٹی

کیا ہی خورشید خاوری کو سپہر گردان کے سر برہنہ
سحر تمامی کی اپنے سر پر جو رکھ کے اُسنے کلاہ اُلٹی

نہ کر تو کچھ دل مین اپنے ہرگز خدا جو چاہے گا وہی ہوگا
بس اپنی قسمت پہ رہ تو شاکر وہ خواہ سیدھی ہو خواہ اُلٹی

عمل کر اسپر ہی راستی یہ سُنا بزرگون سے ہی ہمیشہ
کبھو نہ منزل تلک وہ پہونچا چلا ہی جو کوئی راہ اُلٹی

رکھو ہو غیرون سے روز صحبت نہ پوچھو انکو کہ جو ہین عاشق
کہے نہ کیونکر تمام عالم تمھاری بانکی ہی راہ اُلٹی

تمھارے دشمن مدام روئین ظفر ہی تم پر نگاہ ابرو
نئون سے سر سبز بھی نہ ہرگز گواہ دے ہین گواہی اُلٹی

ہو رہا ہی نشۂ جام مُی گلگون تجھے بوچھتا ہی کون شہر عشق مین مجنون تجھے	شیشۂ دل ہی بہت نازک وہ کیونکر دون تجھے اک دیا تقدیر نے ہی گوشۂ ہامون تجھے

دیگر

خطا ازادی نہ لکھوائی یار اپنے ہاتھ سے

جلد اول دیوان ظفر

مرے سر تونے ہین اس وجہ سے بکھر گوندھے
جیسے شیرازہ مصحف کوئی دلبر گوندھے

چشم نے جو گ کسی کے ہی تصور مین لیا
سیلی تار سر شک اپنا وہ کیونکر گوندھے

موج دریا پہ ہی یون پڑتی شعاع خورشید
جیسے زنجیر طلائی کوئی زرگر گوندھے

کہکشان نکلی شب تیرہ مین ہی ای ہمدم
مانگ مین اُس بت مہوش نے ہین گوہر گوندھے

داغ حسرت سے یہان پھو گیا سینہ میرا
ہار پھولون کے جو تونے بت کافر گوندھے

اشک کو لخت جگر سے ہی علاقہ اپنے
چشم کس طرح سے جوہر کا نہ زیور گوندھے

ہو ظفر کیونکہ نہ کوتہ شب ہجران میری
اپنے وہ شوخ فتح پیچ جو سر پہ گوندھے

یہ جعد ہی بت عزت مآب کے پیچھے
سواد شام ہی یا آفتاب کے پیچھے

دل اُسکی چشم سے کیونکر بچے بھلا اپنا
کہ ہر صید ہی شاہین عقاب کے پیچھے

برب کعبہ ہوئے آہ ایسے ہم رسوا
جہان مین اُس بت خانہ خراب کے پیچھے

سرشک تر سے مری آستین مژگان نے
گہر کے تکمے ہین ٹانکے حباب کے پیچھے

نہ ایک گام لگا توسن صبا ہمراہ
چمن مین رہ گیا اُس مہ رکاب کے پیچھے

رُکے ہی چشم کے رو کے سے کب یہ طفل سرشک
ہزار سکور کھے داب داب کے پیچھے

نمود شام کی پہلے ہی رات سے یارو
نہ کیون ہو زلف خط مشکناب کے پیچھے

ہزار جید کرے وہ برا نماق ظفر
رقم کر اُسکو بھی فرد حساب کے پیچھے

رو رو گرچہ ہچکیان میرا دل مجنون لے
داغ سینے پر معنبر سے کیون نہ پھر جیحون لے

ہو گیا ہر دشت صد رشک گلستان عندلیب
گل جو صحرا مین ہم دیدۂ پرخون لے

عشق ہی سنگ گران تجھسے اٹھا نہین
چوم کر بس چھوڑ دے سر پر نہ یہ ہامون لے

کس لیے عشق بتان مین تو بچھڑی ہی بیہودہ
ہاتھ مین زاہد اک اپنے سبحہ زیتون لے

مفت مین بدنام ہوگا دیکھ اے قاتل تجھے
بے گنہ مت قتل کر سر پر نہ اپنے خون لے

کی جو کچھ عرض تمنا اس سے مین تو یہ کہا
بیٹھ رہ چل جا یہان سے عقل کے ناخون لے

خاک کے ڈالے سے چھپتا ہی کہین بھی ماہتاب
شعر کا ترے ظفر کیا جان جو مضمون لے

اسلام و کفر سے ہی سروکار کیا مجھے
ہی بس تصور رخ و زلف دوتا مجھے

کب دسترس ہو تا سر زلف دوتا مجھے
اس بخت نارسا نے رکھا نارسا مجھے

مین ہون مریض عشق نہ کیونکر شفا مجھے
تعویذ درد سر ہی ترا نقش پا مجھے

کوچے سے ترے اٹھ کے مین جاؤن بھلا کدھر
سچ سرشک چشم ہی زنجیر پا مجھے

مین کس طرح بتون کے نہ جور و ستم سہون
حق نے بنایا سہنے کو جور و جفا مجھے

ہو کر اسیر زلف کے ہی یہ دل مرا
دام بلا سے کیجیو یارب رہا مجھے

میری نظر مین رتبۂ اکسیر خاک ہی
اس سیمتن کا وصل ہی بس کیمیا مجھے

ترسا نہ آب تیغ سے ظالم تو کر شہید
کوچہ نہین ہی ترا کم از کربلا مجھے

زنجیر موج بحر حوادث مین ہون پھنسا | اس سے نجات اب مجھے یا بو تراب دے
گلشن مین طفل غنچہ کو چپکا لگا ہی دیکھ | شبنم بجائے آب اسے تو گلاب دے

بوسہ کی اس سے کیونکہ تمنا رکھین ظفر
گالی بھی منھ سے جو کہ نہ ہو بیحجاب دے

رفاقت کیا کرون آہ جگر اور داغ سوزان کی | ہماری قبر پر حاجت نہین ہی شمع گریان کی
بھلا کسواسطے دیکھو نہین اب صورت گلستان کی | سمجھے اب وہ بن کی اسکی بھاتی ہی روش ...
بیان کیونکر بھلا ہووے حدیث اس لف پیچان کی | نہ جب تک جا کے کہیے سیر کر سنبلستان کی
تمھاری پاس کے گرمی رنگوا ای شاہد محفل | زبان الخرش مین آجاوے نہ کیون شمع شبستان کی
جو سودا اس لب نا خوردہ سے بوسے کا پھنسا ہی | تو قیمت خاک مین ملتی ہی پھر لعل بدخشان کی
فراق یار مین رونا ہی بتانا ہی وحشت ہی | خبر مجکو نہین ہی آہ ہر گز دین و ایمان کی
ہمارے لخت دل کو دیکھ کر مژگان مین ہو گر وہم | لگے کہنے کہ ہی ہی رو کے دی کسنے چراغان کی
کہا قاصد نے کیا معلوم پر اسکی زبانی ہی | وہ غافل آہ کیا جانے ہمارے درد پنہان کی

غزل ان قافیون مین اور بھی لکھو ظفر ایسی
کہ ہو ہر بیت جسمین رشک فردوسی کے دیوان کی

نہ کیون ہو قدر ہمچشمون مین میری چشم گریان کی
کہ شیخی جھڑ گئی اک پل مین جس سے ابر نیسان کی

ظفر گرداب دریاے سخن کا تو شناور ہی
بدل اب بحر تا خوش ہو طبیعت ہر سخندان کی

ہی آنکھ لگی زر سے یہان بادہ کشان کی	بیعت نہ کرین کیونکہ بھلا پیر مغان کی
باعث خفگی کا نہین معلوم بتان کی	پہونچی ہی صدا کیا مری فریاد و فغان کی
اس اشک کے قربان کہ مقراض مژہ سے	کی تن پہ مرے قطع قبا آب روان کی
ہنسنے کا یہ عالم ہی کہ ہوتا ہو نہین بہو	لے لیکے بلائین ترے دندان و دہان کی
مرجھائی ہی کیونکر یہ گل زخم دل اپنا	کہتے ہین کہ گلشن مین اب آمد ہی خزان کی
بیزار تری شکل سے ہو جاویگا ناصح	جون شمع جو محفل مین کبھی تونے زبان کی
ہو شب کو جو آگر مہ کامل سے یہ روکش	چھاتی نہ ترق جاے بھلا کیونکہ کتان کی
بوسے کہ کہین گم نکرین راہ مسافر	اک شخص نے کل میری کہانی جو بیان کی
سچ ہی کہ وہی جانے کہ جس شخص پہ گذرے	اُس بت کو خبر کیا ہی مرے درد نہان کی
آنکھون سے لگا کیونکہ بھلا اُسکو نہ کھون	آئی ہی مرے ہاتھ جو یہ خاک وہان کی

پائی نہ ذرا گل مین ظفر بوے محبت
جون باد سحر گرچہ بہت سیر جہان کی

ہمارا دل نہین اُسکے سر شست زنخدان ہی	عزیزو چاہ کنعان ہی یہ اور وہ ماہ کنعان ہی
کہان ہی خرمن گل ای صبا گنج شہیدان ہی	جو ہر یک شہید بلبل بھی دست فاتحہ خوان ہی

وہ تیرے دشمن جان ہین یہ جان لیجیے گا	تمھارے آنکے جو دوستدار ہین ہیں

تصور اُس دُرِ دندان کا ہی جو ہمکو ظفر
سخن ہمارے دُر شاہوار سے ہین بنے

تری چشم سفتن ہین وہ جادو گیر صحرائی	کہ جسکی دید کو ٹھہری ہی یہ نخچیر صحرائی
کرے غل کیون نہ برپا قیس سر دم دشت وحشت	بگولا طوق ہی موج ہوا زنجیر صحرائی
نہ پوچھو نقش پاے ناقۂ لیلی کے نقشے کو	کہ مجنون کی پرستش کو ہی یہ تصویر صحرائی
کوئی رہبر کی طرف سے کہہ دو خضر نے مجتسکو	بجز الیاس میرا کون ہی اب پیر صحرائی

ظفر کیا خاک کیجیے بن کے مجنون دشت پیمائی
کہ ہر خار مغیلان ہی نظر مین تیر صحرائی

جلد اول دیوان ظفر

قطعۂ تاریخ

لخت دل اور اشک کو کیونکر کہون یکسان ہی	وہ در غلطان ہی تو یہ ہمسر مرجان ہی
یار کا کل زلف سنبل رخ ہی رشک یاسمن	سرو قد ہی غنچہ لب ہی خود گل خندان ہی
چشم و رخ کو دیکھ کر تیرے صدا ای سادہ رو	دنگ ہی نرگس یہان اور آئینہ حیران ہی
ابر مین رخشندہ کب ہی برق ای پیر فلک	وہ ہمارا دود دل یہ نالۂ سوزان ہی
دیکھ کر خال زنخدان کیون ہنو دو دو دل	چاہ کنعان وہ ہی اور یہ یوسف کنعان ہی

ہاتف غیبی سے کل آئی ندا مجکو ظفر
فکر مین تاریخ کے رہتا تو کیون حیران ہی

یہ دیوان رشک گلشن [illegible]
کہ سکا جو ورق ہی سو خیابان معانی [illegible]
ظفر [illegible] تاریخ
[illegible] دیوان [illegible] بستان معانی
۱۲ ۲۸

ودیگر

[illegible]

[illegible]

تری مژگان کے آگے ای گل اندام
جہان دیتا ہی تو جنبش بھوون کو
بنا دانتون سے دل ہی رشک گلشن
سر صحرانوردی دیکھو کروہ
پھرے ہی تو جو ڈاہان فول ایسا
برنگ نقش پا تو دیو ہے ہمکو
نہین ہے پانون پہ بکڑ سے ہین اپنے

قلم نرگس کی مرفوع القلم ہی
زبان بھونچال کا چرچا صنم ہی
یہ ان لالہ رخون کا بس کرم ہی
لگے کہنے کہ سچ کہہ کیا ستم ہی
کسیکی چاہ کا تجکو الم ہی
ملامت خاک مین یہ کیا ستم ہی
کہ یہان سے اٹھ نہین سکتا قدم ہی

ظفر پیرون کا تجکو ہی گاسا یہ
کہ جنکی یاد مین تو چشم نم ہی

کوئی کہتا ہی یہ چین جبین موج سمندر ہی
کوئی کہتا ہی یہ ابرو نہین باب سکندر ہی
کوئی کہتا ہی اسکی مانگ کو ہی کہکشان کا خط
کوئی کہتا ہی پیشانی کو اسکی ماہ انور ہی
کوئی کہتا ہی اسکی جعد کو ہی یہ شب یلدا
کوئی کہتا ہی اسکے رخ کو یہ خورشید محشر ہی
کوئی کہتا ہی وہ جوڑا نہین ہی مشک اذفر ہی کوئی کہتا ہی بوے زلف کیا ہی بوے عنبر ہی

[illegible]

کوئی کہتا ہی وہ پتلی کمر تار رگ گل ہی
کوئی کہتا ہی نرمی مین شکم مخمل سے بہتر ہی
کوئی کہتا ہی اُسکی ناف کو ہی وہ گل نسرین
کوئی کہتا ہی سیلی شاخ نسرین اک سراسر ہی
کوئی کہتا ہی وہ زانو عجب ہی صاف آئینہ
کوئی کہتا ہی ساق سیمگون شمع منور ہی
کوئی کہتا ہی ہر انگشت پا ہی شاخ گل منفرد ہی
کوئی کہتا ہی جو ناخن ہی وہ برگ گل تر ہی
کوئی کہتا ہی اُس قد کو قیامت کا نمونہ ہی
کوئی کہتا ہی وہ قامت قیامت سے بھی بہتر ہی
کوئی کہتا ہی اُسکی ہر ادا ہی اک بلا آفت
کوئی کہتا ہی جو غمزہ ہی اُسکا اک فسون گر ہی
ظفر جو اُس سراپا نازکی تعریف کی تونے
معطر ہی معطر ہی معطر ہی معطر ہی

اُسکے کل کوچے مین ہم ایسے ہنر سے گذرے	ایک نے دیکھا نہین سب کی نظر سے گذرے
کیا عجب تیر نگہ میرے جگر سے گذرے	بر وہ ہی تیر کہ آہن کی سپر سے گذرے

پہونچے ہو نہ چشم سے آج اشکباری رہ گئی
آبرو بارے تری ابر بہاری رہ گئی

آتے آتے اسطرف انکی سواری رہ گئی
دل کی دل میں آرزوی جان نثاری رہ گئی

ہمکو خطرہ تھا کہ لوگو نہیں بچلے جا اور کچھ
بات خط آنے سے تیری پر ہماری رہ گئی

ٹکرے ٹکرے ہو کے اڑ جائیگا سنگ مزار
دل میں بعد از مرگ کچھ گر بیقراری رہ گئی

اتنا ملیے خاک میں جو خاک میں ڈھونڈھے کوئی
خاکساری خاک کی گر خاکساری رہ گئی

او گر آنا ہی کیوں گن گن کے رکھتے ہو قدم
اور کوئی دم کی ہی یان دم شماری رہ گئی

ہو گیا جب دن سے اپنے دل پر ہمکو اختیار
اختیار اپنا گیا بے اختیاری رہ گئی

جب قدم اس کافر بدکیش کی جانب بڑھے
دور پہونچے سو قدم پرہیزگاری رہ گئی

کھینچتے ہی تیغ ادا کی دم ہوا اپنا ہوا
آہ دل میں آرزو دے زخم کاری رہ گئی

اور تو غمخوار سارے کر چکے غمخوار گی
اب فقط ہی ایک غم کی غمگساری رہ گئی

شکوہ عیاری کا یار دل سے ہے بجا ہی ای ظفر
اس زمانے میں ہی ی رسم یاری رہ گئی

شاخ مژگان میری کب شکوے پانی میں ہی
یہ عقیق البحر کا دیکھو شجر پانی میں ہی

جوش گریے نے مرے کھینچا ہی تا تک مرا ج
گنبد نیلی برنگ نیلوفر پانی میں ہی

بحر و بر خالی نہیں گردش نہ دوں سے دیکھ
ہی جو خشکی میں بگولا تو بھنور پانی میں ہی

آتش دل سے گذرا ہے سمندر اسقدر
چاہتا مانند ماہی اپنا گھر پانی میں ہی

جلد اول دیوان ظفر

چرخ ٹیڑھا ہی رہا اور سیکڑوں کج جو ہوئے
ٹیڑھے ٹیڑھے ہو کر زیر چرخ پیر سیدھے ہو گئے

راستی پر کسکی قامت کی ہوا جو بید برگ
دست ہائے عاشق دلگیر سیدھے ہو گئے

سرنوشت اپنی نہ پلٹی اور خط معکوس کے
حرف جو الٹے ہوئے تحریر سیدھے ہو گئے

سیدھے وہ آئینگے گریہ طالع واژون مرے
اک ذرا ای آہ بے تاثیر سیدھے ہو گئے

میری سیدھی بات پر ہوتے ہین ٹیڑھے ای ظفر
جبکہ ٹیڑھی ہین نے کی تقریر سیدھے ہو گئے

شمع رو جسکو ترے وصل کی لو ہو ویگی
اسکو پروانہ صفت کچھ تک و دو ہو ویگی

چاندسی اسکی بنی ہی جو مصور تصویر
شکل ابرو کی بعینہ مہ نو ہو ویگی

عقل و دین ہوش و خرد عشق مین ہم بیچ چکے
جنس دل ایک ہی سو گرو ہو ویگی

دیکھو نادان نہ بو تخم نکوئی کے سوا
کہ کبھی کشت عمل تیری درو ہو ویگی

لاکھو تم منع کرو جبکہ بھر آئیگا یہ دل
ناصحو آنسوؤن کی چشم مین رو ہو ویگی

سنتے ہین انکی رقیبون سے ہوئی جب خفگی
ہی یقین لوگ جو یون کہتے ہین تو ہو ویگی

ای ظفر ہی یہ زبان خلق کی نقارۂ حق
یعنے وہ بات کہین گے جسے سو ہو ویگی

عجب کیا گرچہ دریا صرف ساغر ہو تو پی جاوے
ایسی آشام دریا کیا سمندر ہو تو پی جاوے

اگرچہ آب تیغ یار آب زندگانی ہی
پیے پر کس طرح عاشق میسر ہو تو پی جاوے

ہوتے ہو اک بات پر تم کیوں خفا / حال ابھی کہنا ہی سارا مجھے
ہمنفس و دلبر عیسے نفس / کیوں نہ لگے دل سے پیارا مجھے
جس نے کہ ٹھکرا کے مری نعش کو / زندہ کیا آج دوبارا مجھے
سچ تو ظفر یوں ہی کہ جز فخر دین / اور نہیں کوئی سہارا مجھے

مریض عشق ترا کیا دوا سمجھ کے پیے / جو گھونٹ زہر کی آب بقا سمجھ کے پیے
جگر کے کرتے ہیں ٹکڑے یہ بارہا الماس / پیے جو اشک کوئی مبتلا سمجھ کے پیے
کہاں نصیب کہ قلیاں ہمارے ہاتھوں سے / ہمیں بھی اپنا کوئی آشنا سمجھ کے پیے
مرے لہو کا وہ پیاسا ہی پر اسے کہدو / یہ خون سوختہ جان ہی ذرا سمجھ کے پیے
شراب عشق سے کیفیت بقاے ابد / وہ دیکھے اسکو جو یاں فنا سمجھ کے پیے
تمہارے تشنۂ بوسہ کو دیں جو شربت قند / تو ہی یقین کہ نہ وہ بہترا سمجھ کے پیے
تمہارے پانوں بھی دھو دھو کے یہ عاشق زار / پر اسکو فائدہ کیا اور کیا سمجھ کے پیے
نہ اسکو فہم کلام اور نہ تجکو ضبط کلام / کہو ظفر سے پیے گر نشا سمجھ کے پیے

آنکھ دیدار کی بندوق دکھا تو دابے / کیا کرے دشت میں گر کان نہ آہو دابے
لوٹے ہیرا دل بیتاب ترے پانوں پہ جیسے / رحم آئے نہ تجھے پانوں تلے تو دابے

دکھا کر وہ مجھے تصویر مجنون کی یہ کہتے ہین
کہ جو ہوتے ہین عاشق اُنکی صورت ایسی ہوتی ہی

اُٹھا جو برقعِ فانوس مُنھ سے شمع محفل کے
ہوا پروانہ جل کر خاک غیرت ایسی ہوتی ہی

ظفر مت پوچھو جو کچھ ہم مین اُن مین ربط ہی باہم
کہ نہ یار ایسے ہوتے ہین نہ الفت ایسی ہوتی ہی

اگر غفلت کا پردہ ہم اُٹھاتے اپنی آنکھون سے
تو جو وہان دیکھتے یہان دیکھ جاتے اپنی آنکھون سے

ہمین رونے سے تو کیون روکتا ہی ہمدم ناصح
تجھے کیا ہم ہین اشک خون بہاتے اپنی آنکھون سے

بلا سے آپ ہی بیتاب ہم اپنے ہو جاتے
کہ جاتے وان اور اُسکو دکھاتے اپنی آنکھون سے

ملائین گے نظر کس سے کہ وہ بیدید مین ایسے
نہین آئینہ مین آنکھین ملاتے اپنی آنکھون سے

شب فرقت ہمین ای آسمان آنکھین دکھاتا ہی
ستارے یہ نہین ہمکو ڈراتے اپنی آنکھون سے

برنگ اشک سرمہ آلودہ ہم ای سیہ بختی
نظر کسکی چڑھین ہین سب گراتے اپنی آنکھون سے

تمھاری شوخ چشمی سے جنے آہو نکلتے
کہ تم انسان کو وحشی بناتے اپنی آنکھون سے

جو وہ آنکھون مین آیا کون اُسکو دیکھ سکتا تھا
قسم آنکھون کی ہم اُسکو چھپاتے اپنی آنکھون سے

ظفر گریہ ہمارا کچھ نہ کچھ تاثیر رکھتا ہی
اُنھین ہم دیکھتے ہین مسکراتے اپنی آنکھون سے

[illegible]

پڑی جان نزع سے ظفر شاید دل اُٹھا کیا
ورنہ کیا باعث کہ آنسو کی نظر [illegible]

ایضاً

ظاہر ہین کیا ظہور سے مظہر سے نازنے
جلوے سے ہین ایا پردے سے اندازنے
[illegible]

ہی بری رخسار سے کھولی جو ایسا
خط پہ زلف
شیون کی صورت زنجیر آنکھون مین
خواب مین دیکھا کیا مین فتنہ جنون
رات بھر ... کی جو مری تصویر آنکھون مین
تیغ کی ... شمشیر سے کھی بھر لی
... اسکی شکل پر تیز آنکھون مین
... زیادہ شکار افگن کرے
... آنکھون کی زنجیر آنکھون مین
سبزہ خط دیکھ کر ...

گل ٹکڑے ٹکڑے خط کو کیا نامہ بر کو آج	ٹکڑے ہی روز گل یہ ستمگر نئے نئے
اک داغ دل کا کہنہ ہوا یہ تو ہو بھر	پیدا ہزار داغ جگر پر ہنسے نئے
کرتی ہی تازہ فتنہ بپا گردش فلک	لاتی ہی ہمسے روز یہ چکر نئے نئے

اک دل ہی اسکو دیجیے کس کس کو ای ظفر
آتے نظر ہین سیکڑون دلبر نئے نئے

بہاسہ کب خط رخسارہ دلبر کے نیچے ہی	لیے بیٹھے کو طوطی اپنے بال و پر کے نیچے ہی
تصور اسکی مژگان کا مجھے سونے نہیں دیتا	بچھا دیتا کوئی نشتر مرے بستر کے نیچے ہی
طلب کرتا ہی آب خضر آب تیغ قاتل سے	غرض جو سبز بخت اس گنبد اخضر کے نیچے ہی
بنایا خال عارض کے تلے تل سونے کا جل کا	ہوا پیدا اک اختر اور اس اختر کے نیچے ہی
ہوا جیسے شاخ گل ہے اسطرح سینے مین	کف ساقی کو عشق دمبدم ساغر کے نیچے ہی
مری آواز زیر بام سنتا ہی تو چھپ جاوین	اتر جاتا وہ کوٹھے سے بہانا کر کے نیچے ہی
تعلق سے دمبدم گردن تری صید محبت کی	کبھی شمشیر کے اوپر کبھی خنجر کے نیچے ہی
خیال بالش پر یہ پر و نیند اڑتی ہی	ترے جو آستان کا سنگ پیکر کے نیچے ہی

ظفر شیرین سنگین دل سے کیا جالا لگا سکتی ہی
کہ دست کوہکن تو دب گیا پتھر کے نیچے ہی

کسکی ابرو کی مری تصویر آنکھون مین بھری	سیل سرمہ کی جگہ شمشیر آنکھون مین بھری

[illegible]

[illegible]

غرض رہی نہ ہمین کچھ بھی دین و ایمان سے — فریفتہ جو رخ و زلف پریشان کے رہے

ٹھکانا جب نہ رہا کوئے یار مین اپنا
تو اے ظفر یہ بتا ہمکو ہم کہان کے رہے

ادھر تو موت کی خواہش مین بسمل ہاتھ ملتا ہے — ادھر کو نیم بسمل چھوڑ قاتل ہاتھ ملتا ہے
تمنا ہے جسے تیرے لب شیرین کے بوسہ کی — مگس کی طرح اے شیرین شمائل ہاتھ ملتا ہے
کسیکا دل جو لیکر اپنے تو ملتا ہے پاؤن سے — تو کیا کیا حسرتون سے تیرا بیدل ہاتھ ملتا ہے
چلا محفل سے کسکو چھوڑ کر بیتاب تو ایسا — کہ شعلہ شمع کا اے زیب محفل ہاتھ ملتا ہے
قدم اٹھتا نہین جب ضعف سے ہمراہ ناقہ کے — تو مجنون دیکھ کر کیا سوئے محمل ہاتھ ملتا ہے
کف افسوس تو ملتے ہین ہم محو تصور مین — قضائے شغل مین جس طرح شاغل ہاتھ ملتا ہے
ہوا سے برگ گل ہلتے نہین اے غیرت گل اب — چمن مین گل بھی تجھ پر ہوکے مائل ہاتھ ملتا ہے
رکھا ہے عشق مین اس راہ پر جسنے قدم اپنا — کہ جس رہ مین خضر سا میر منزل ہاتھ ملتا ہے
دیا اللہ نے ایسا کمال عشق انسان کو — فرشتہ دیکھ کر انسان کامل ہاتھ ملتا ہے

ظفر مشکل پسندی تیری سی اب کسکو آتی ہے
سخنور دیکھ کر یہ طرز مشکل ہاتھ ملتا ہے

دبائے دل کو جو مژگان یار ہاتھ تلے — اوچھل پڑے کہ یہ آیا شکار ہاتھ تلے
دبانے مین جو گیسو کا تار ہاتھ تلے — جھجکے بوسے کہ شاید ہو مار ہاتھ تلے

سمجھتے پختہ مغزان جنون میں کب کے سمجھانے
ارے ناصح تجھے یہ کیا خیال خام اُنسے ہی

نہیں سر چرخ پر نکلا چڑھے وہ بے کو ٹھے
کہ یہ جو روشنی سی ہی کنار بام اُنسے ہی

ہو شکل طائر تصویر سے بے تعلق ہیں
نہ زیب باغ ان سے ہی نہ زیب دام اُنسے ہی

بغیر اُن کے کہاں ہی بستر آرام سر راحت
مرے آرام جان وہ ہیں مجھے آرام اُنسے ہی

کبھی ہمکو کبھی اور ونکو دیتے ہیں دلاسے وہ
اُدھر پیغام ہمسے ہی اُدھر پیغام اُنسے ہی

بگڑ بیٹھے ہیں وہ غصے میں بوسے مانگتے ہو تم
ظفر شاید کہ تمکو خواہش دشنام اُنسے ہی

جب کوئی کہتا ہی ہستی کو کہ ہستی خوب ہی
اُسکی غفلت پر فنا اس وقت ہستی خوب ہی

تو یہ ای ساقی نہیں پینے کا میں جام شراب
مجکو اپنی بادۂ وحدت کی مستی خوب ہی

جسطرح مژگان سے میرے ہیں بندھے اشکوں کے تار
اسطرح بدلی نہیں کوئی برستی خوب ہی

خواب میں جلوہ دکھا دیتا ہی وہ مہوش مجھے
چشم میری دیکھنے کو جب ترستی خوب ہی

راہ بہتر ہی رہ ہموار رہرو کے لیے
نہ بلندی ہی بہت اچھی نہ پستی خوب ہی

خود پرستی چھوڑ دو یہ بت پرستی ہی بری
غافلو حق میں تمھارے حق پرستی خوب ہی

ایک عالم کشتۂ ابرو ہی اُس سفاک کا
اندنوں میں چل رہی تیغ دو دستی خوب ہی

ملک دنیا کی تو آبادی ہی ویرانہ تمام
اور بستی ہی جہاں اک خلق بستی خوب ہی

دین و دنیا دونوں ہوں قیمت محبت کی اگر
میں کہونگا ای **ظفر** یہ جنس سستی خوب ہی

جلد اول دیوان

[illegible]

ہستی کے باغبان کی ظفر پوچھتا ہی کیا
جو کچھ چمن مین جان عنادل پہ بن گئی

گلشن دل سے جو کچھ گل چیدہ چیدہ آئین گے
لخت دل یا قطرۂ خون چکیدہ آئین گے

دل مین ہی کیا کیا کدورت پردہ منھ پر دیکھنا
آئینہ کی طرح ہو کر صاف دیدہ آئین گے

وحشیون کو اپنے کر رکھو رام گر رم کر گئے
ہاتھ تیرے یہ نہ آہوے رمیدہ آئین گے

منت خنجر نہ کھینچین گے ترے سرباز عشق
مثل ماہی صیدگہ مین سر بریدہ آئین گے

مین ہوتا اُنکا خاک رہ جو ہوتی یہ خبر
خاک پر بھی میری وہ دامن کشیدہ آئین گے

اس چمن مین مثل نرگس آنکھ ہووے گی جنھین
جب یہان آئین گے وہ گردن خمیدہ آئین گے

ای ظفر جب دم سنی آمد غم دلدار کی
پہلے استقبال کو آنسو یے دیدہ آئین گے

دیگر

اُترتے ہین گلے مین گھونٹ آب زندگانی کے
چھُری جب حلق پر قاتل دم تکبیر پھرتی ہی

ظفر کو منزل مقصود پر تقدیر نے پہونچی
کدھر بھٹکی ہوئی سی عقل بے تدبیر پھرتی ہی

دیگر

جستجو اب اور ہی تدبیر پہلے اور تھی	گفتگو اب اور ہی تقریر پہلے اور تھی
ضبط مین کردن کیونکر نہ اپنے نالہای دل کو	اور ہی تاثیر اب تاثیر پہلے اور تھی
روز روز وصل تھا یا اب شب ہجران ہی روز	یا الٰہی کیا مری تقدیر پہلے اور تھی
زلف سے چھٹکر ہوا دل خط کے حلقہ مین اسیر	طوق یہ پیچھے ہوا زنجیر پہلے اور تھی
مری دل نے کر دیا مجکو سبک یہان ورنہ یار	تیری محفل مین مری توقیر پہلے اور تھی
خاک ہو کر عشق مین ہم ہو گئے اکسیر آپ	ورنہ ہمکو خواہش اکسیر پہلے اور تھی
اس بنا کا کیا بھروسا ہی کہ ای منعم جہان	ہی تری تعمیر یان تعمیر پہلے اور تھی
ہو گئی قسمت سے میری کند تیری وقت قتل	تیز ای قاتل تری شمشیر پہلے اور تھی

دیکھکر ہمکو ظفر بدلا ہی تو نے یہ ورق
ورنہ تیرے ہاتھ مین تصویر پہلے اور تھی

بھونکی جنبش سے اگر چین جبین بل جائیگی
چین کی بھونچال سے یکسر زمین ہل جائیگی

دیگر

جانا ظفر یہ ہمنے کہ اپنے کھلے نصیب
ہین کھولے اُسکے در کی جو زنجیر کھل پڑی

اب ناز و نگہ در پئے آزار ہین دونے
بیمار تری آنکھون کے بیمار ہین دونے

کس دن ہوئے سیراب ترے چاہ ذقن کے
ہم روز ترے تشنۂ دیدار ہین دونے

جون جون کہ اُنھین پیار جتاتا ہون مین اپنے
ہوتے مری صورت سے وہ بیزار ہین دونے

گن اُنکی برابر نہ ستارون کے فلک کے
سینے کے مرے داغ نمودار ہین دونے

بدمست رہین میکدۂ عشق کے میخوار
بیہوشی ہین تو اور بھی ہشیار ہین دونے

ہی قند مکرر سے کسے کام کہ اُس سے
شیرین یہ ترے لعل شکربار ہین دونے

افراط غم و رنج جدائی مین نہ پوچھو
شب جو کٹے ہین دن کو اگر بار ہین دونے

زلفون سے تری ہوویگا سودا دل کا
اس جنس کے دام اب مجھے درکار ہین دونے

جتنی کہ ہی کمیاب ظفر جنس محبت
ہم اُتنے ہی اور اُسکے خریدار ہین دونے

جان دے اپنی جو ماہِ سیمتن کیواسطے
چادر مہتاب ہو اُسکے کفن کیواسطے

اس قدر ہی لاغری اس خستہ تن کیواسطے
کم نہین اک برگ گل پیراہن کیواسطے

واسطے اُس جنبش مژگان کجے ہی نوک جھوک
وہ کہان ہی نیزہ بازان دکن کیواسطے

چین ابرو پر تری کافر نہین کچھ خوشنما
چین زیبا ہی تو زلف پرشکن کیواسطے

سیاہی مردمک کی داغ لالہ سے مشابہ ہی
زبس پرخون مرا جون لالہ سیراب دیدہ ہی
ہمارا جوش گریہ بھی عجب یارو تماشا ہی
کہ ہر اک لخت دل ئرخاب ہی تالاب دیدہ ہی
ظفر اُسکی جدائی مین ہی یہ حال دل و دیدہ
کہ رہتا رات دن بیتاب دل بیخواب دیدہ ہی

دیگر

کہان ہی چشم مین دنبالہ اُس ترک پری رو کی
نکل آئی زبان ہی مُنھ سے باہر مست آہو کی
کرے صدقے ہلال و بدر کو ہو کر بلا گردان
فلک پر چھائین بھی دیکھے گر اُس رخسار و ابرو کی
پھپھولے اشک شوریدہ سے ہون کیونکر نہ کانٹون پر
نہین تیزاب سے کم کچھ ہماری بوند آنسو کی
خدا گویائی دے گر رات دن کو تو قسم کھائین
تمھارے عارض پرنور کی اور تاب گیسو کی

اٹھاتے ہیں وہ جھپر تیغ جب کر دست نازک سے
کبھی منھ پر سے ہو کے خم بخم پیچھے نہیں پڑتے

تمھارا آرہا بس سودائی سے میں نالہ نہیں کرتا
وگرنہ کب فقر درد و الم پیچھے نہیں پڑتے

ترا وحشی ترے کوچے کے جو یوں گرد رہتا ہے
سمجھکر لوگ اُسے صید حرم پیچھے نہیں پڑتے

یہ دل شیشے سے بھی نازک ہے ناحق ٹوٹ جاویگا
بتا ای عشق لیکر سنگ غم پیچھے نہیں پڑتے

ہوئے جاتے ہیں نقد داغ چرخ ای عشق نے آہی میں
جگر کو دوں کہاں سے کچھ درم پیچھے نہیں پڑتے

کہاں طاقت پڑے رہتے تری دہلیز کے آگے
کبھی دیوار کے بھی ای صنم پیچھے نہیں پڑتے

غزل یہ ایک کیا کتنی ہی ایسی پھینک دیں لکھکر
ظفر ہم لیکے قرطاس و قلم پیچھے نہیں پڑتے

یہ عکس زلف جنباں کب خط دلبر کے اوپر ہے
چمن میں لوٹتا کالا گیاہ تر کے اوپر ہے

سیہ کب عکس مژگاں اُس رخ دلبر کے اوپر ہے
یہ پرچھائیں چکوروں کی مہ انور کے اوپر ہے

کسی سر باز تشنہ لب کی ہے آنکھ آب خنجر پر
نہیں یہ حلقہ جوہر ترے خنجر کے اوپر ہے

جگر کے آبلوں کے خیمہ گہ کوئی تماشا ہے
عجب رونق پیاری غم کی لشکر کے اوپر ہے

دلوں میں بات یہ سنگیں دلوں کے آہ رہتی ہے
کہ جیسی نقش آجاتا کوئی پتھر کے اوپر ہے

سرستی ہے شہرت حسن کی وہ داغ چیچک کا
دھوا الطبل سکندر رسد سکہ زر کے اوپر ہے

لب رنگیں پہ یوں ہی خال گہ یا چشم ساقی کا
یہ عکس مردمک جام مئے احمر کے اوپر ہے

سر بینی کہاں ہے ابروؤں میں خال کاجل کا
بلال آیا مگر مسجد میں یہ منبر کے اوپر ہے

پلادے آب خنجر ہی مجھے جلدی سے ای قاتل
کہ مارے تشنگی کے تیغ کا گھائل پھڑکتا ہی

برب کعبہ و با قبلہ ابرو کے جانا مین
بہ رنگ طائر قبلہ نما کیا دل پھڑکتا ہی

ظفر ہی عاشقانہ طرز مین تیرا سخن ایسا
کہ شاعر لوٹتا ہی سُن کے اور قاتل پھڑکتا ہی

شباہت اُس مژہ کی جب دل بسمل مین پھرتی ہی
سلائی زہر کی سی ایک زخم دل مین پھرتی ہی

پھری جو بزم مین تصویر بنکر وہ تو یہ کہتے
یہ پتلی چین کی دیکھو تو کیا محفل مین پھرتی ہی

جو عزم کعبہ مقصد ہی دل سے راہ پیدا کر
کہ زیر راہ اُس منزل کی اس منزل مین پھرتی ہی

نظر سے دور ہی لیکن تصور کی عنایت سے
سدا تصویر تیری دیدۂ مائل مین پھرتی ہی

اگر ہی پاس ایمان ترک کر حرص و ہوا غافل
کہ نیت آخرش اس فکر لاطائل مین پھرتی ہی

ظفر اُس نے کہی تھی بات کچھ مجھ سے سو وہ ہرگز
نہین آتی زبان پر اور ہمارے دل مین پھرتی ہی

عشق مین کیا ہم بھی ای تقدیر سیدھے ہو گئے
کتنے اس قالب مین پھر کر تیر سیدھے ہو گئے

آتش سودا نے میرے کر دیا آتش کو موم
کھل کے سارے حلقۂ زنجیر سیدھے ہو گئے

تو ہوا ہم سے نہ سیدھا اور بت شانہ سے
بال بل کھانے ترے تصویر سیدھے ہو گئے

کج ادائی سے تری قاتل تعجب ہی مجھے
تن پہ میرے کیون خط شمشیر سیدھے ہو گئے

چرخ ٹیڑھائی رہا اور سیکڑون باجوان نکلے
ٹیڑھے ہو کر زیر چرخ پیر سیدھے ہو گئے

بجز تکلیف حاصل ہو نہ سرمایہ تکلف کا
ثمر لاتی ہی پیچھے شاخ ہوتی ہی قلم پہلے

نہ کر ہر عہد و پیمان ہمان شکن انصاف کر دل میں
کیے تجھے تو نے میرے ساتھ کیا توں ستم پہلے

آلہی وعدہ دیدار کیا نزدیک آ پہونچا
کہ استقبال کو آنکھوں میں آیا دم پہلے

ستم پر ہی ستم ہر دم جفا پر ہی جفا اتو
خدا جانے ہوے کیا وہ تیرے لطف و کرم پہلے

اگر غنچہ ہو دلگیر خندان گردشِ گل ہو
ظفر اس باغ میں پیچھے ہی شادی اور غم پہلے

ہمکو یہ حاصل ہوا کافر تری یاری میں ہی
چھوڑ بیٹھے دل ہم جو کچھ کہ دینداری میں ہی

کیوں خیال زلف ڈالا دل میں ای بخت سیاہ
ہیں بلا میں ہم بھی اور دل بھی گرفتاری میں ہی

فتنہ سے شاگرد کتنے طرز خونریزی میں ہیں
چشم تیری طاق عالم مردم آزاری میں ہی

جنس گم گشتہ ہی بازار محبت میں وفا
ایک عالم گرچہ سرگردان خبرداری میں ہی

چار عنصر سے بنایا کسنے یہ آدم کا جسم
کوئی تو پردہ نشین اس چار دیواری میں ہی

تیری آنکھوں کا تصور آہ جنکو بند ہو گیا
عالم صحت میں بھی وہ عین بیماری میں ہی

دل اگر آگاہ اور ہشیار ہو تو ای ظفر
خواب میں بھی ہو وہی عالم جو بیداری میں ہی

دل پر دست نوردی کے تو ہر چند رہے
پر تھکے ضعف سے ہم ایسے کہ پابند رہے

کھلے رہتے تجھے فلک جنکے بیان بانشاط
قفل غم ایسا لگا اُنپہ کہ یہ بند رہے

تاب رخ تیری جو دیوانہ کرے کیوں نہ کرے | پنجۂ مہر گریبان سحر کے ٹکڑے
آج نو خط نے مرے اور نیا گل کترا | کیا قینچی سے مرے خط کو کتر کے ٹکڑے

دیتے ہیں توڑ کے ٹکڑا اسا مجھے صاف جواب
ای ظفر کھا کے پلے ہو مرے گھر کے ٹکڑے

عقل پرواز ہی قدرت پہ نظر کسکو ہی | سبکو فکر آج کی ہی کل کی خبر کسکو ہی
رات بھر نشۂ پندار میں ہیں سب بدمست | توبہ اب کون کرے خوف و خطر کسکو ہی
دیکھو ہر غنچہ لیے دوش پہ ہی رخت سفر | اس گلستان سے نہیں عزم سفر کسکو ہی
شعلہ ہو برق ہو مہتاب ہو یا ہو خورشید | لا تا خاطر میں مرا رشک قمر کسکو ہی
بحر الفت میں ہر اک موج ہی کو موج خطر | ہاتھ دھو بیٹھے ہیں ہم جان سے خطر کسکو ہی
اللہ اللہ ری درازی شب ہجران تیری | صبح محشر تلک امید سحر کسکو ہی

دیکھتا عیب و ہنر اور کا ہی سب کوئی
اپنا معلوم ظفر عیب و ہنر کسکو ہی

رونق گلشن بہار گل جو کم ہوتی چلی | اشک شبنم سے نسیم صبحدم روتی چلی
وہ ہوس کیا خاک پہونچے منزل مقصود کو | جو قدم رکھتے ہی کانٹے راہ میں بوتی چلی
تھی شمیم زلف جو اب ور جان ناتوان | اُس گلی کو دوش باد صبح پر سوتی چلی
خاک کوئے یار پر شاید کہ ہی قصد نثار | بھر کے دامن میں جو موج گریہ یہ ہوتی چلی

جلد اول دیوان ظفر

دیگر

چھپائے لاکھ زلف یار رخ کے تل کو پردے مین
کہ مجھپر کھل چکا ہی میرا قاتل ہی تو بس یہ ہی

ملے دانے سرشک خون کے اور غنچے پھپھولون کے
ہین کشت محبت سے جو حاصل ہی تو بس یہ ہی

سواد دل کے جگر کس کا چڑھے منھ اُسکے مژگان پر
کہ اس فوج صف آرا سے مقابل ہی تو بس یہ ہی

اگر ہی دیکھنا اُسکو اُٹھادے اپنی ہستی کو
اگر تجمین اور اُسمین پردہ حائل ہی تو بس یہ ہی

ہوئے صید محبت سب تڑپ کر سرد لیکن دل
وہ ہی گرم طپش اک نیم بسمل ہی تو بس یہ ہی

کنارے گور کے جب عشق مین پہونچے تو یہ جانا
کہ اس دریاے بے پایان کا ساحل ہی تو بس یہ ہی

دل انسان نہ کیونکر مسند آرائے محبت ہو
کہ یہ منصب ہی اعلی اسکے قابل ہی تو بس یہ ہی

محبت مین کمال ایسا ظفر پہونچا گئے مجنون
کہ فن عشق مین اُستاد کامل ہی تو بس یہ ہی

دیگر

کیوں نہ ہو دود جگر آہ سے عمر او روان
تجھ تو جو مجکو جلایا مراجی جانتا ہے
شمع ساں رات کو محفل میں تری جیسے جلے
ہم جلے ... تجھ کو ستایا مراجی جانتا ہے
جیسے کیوں بن کے ادا ... میں خفا دار ہوں خط کیونکہ لکھو
جیسا لکھوں کہ سنایا مراجی جانتا ہے
جیسا کو کون کہ نہ دکھایا مراجی جانتا ہے
اس سے عشق نے بیگانہ نزدہ
کون کہتا ہے ... دکھایا مراجی جانتا ہے
اس تجھ جو اتنا ... طرز خرام جانان
محشر آرا ہے نہ اے طرز خرام جانان
تو جو فتنہ اٹھایا مراجی جانتا ہے
یا تو وہ جانتا ہے جو ہے وہ سب جی کا خیال
اور یا بار خدایا مراجی جانتا ہے
کیا کہوں تجھ سے ... جانتا ہے
جیسا جی ... مراجی جانتا ہے
اے ظفر اُس کی تو جیسا مجھی مجکو جانتا ہے
دیکھ اُس کی تندی کی بحر ... مراجی جانتا ہے

دیگر

ہکو روز شب مساوی ہجر میں لگ گئے ترے	کب یہ چشم ترسے سر کا گوشہ داماں ہے
ہے نگین دل نہایت اپنا دل پر قیمتی	نام کندہ ہے ترا اس پہ یہی پہچان ہے
کیوں خضاب اس تک ڈاڑھی کو ہے اسقدر	تیرگی چہرے پہ نادان کیا تری شایاں ہے
کیوں نفاق اس سے رکھے ہے کیا بری ان گرہ	اب تو قبضے میں ترے یہ تابع فرمان ہے
پڑ یہ پیکان آپ لگے ہے باغ میں گل کے صبا	کیا ہوا گر دیدہ اسکا بلبل نالاں ہے
چاہیے اکثر گزک کو گر تجھے مے کش کباب	ہائے دل زلف سے کے قلاب بینا اس آن ہے
ہے کب آداب محبت سے تجھے ناصح خبر	ذہن میں تو لپٹے کچھ انسان نہیں حیوان ہے
آشیاں سینہ کو اے مرغ دل جانے چھوڑا	تجکو اب جانا و کیل آسا اڑ جو آسمان ہے
بازگشتی دیکھ کر قاصد کی یعنی یک بیک	یہ سراسیمہ ہوں قالب میں نہیں اب جان ہے
کب سے میں چلا رہا ہوں کر گذر اپنا لا	شانہ سانے مت نکال اب یہی بس سامان ہے
رکھو شرار آہ سے پرخم شرار آہ میں	سب سے پہلے مہرہ پر آئیوں تو بیساماں ہے
چھوڑ پر خانہ نشینی سحر کر آرا ہو تو	ہاتھ صبح و شام آنا عشق کا میداں ہے

تھا جو ہر سو فارسی گو گوئی مشہور اے ظفر
ہند اب وہ دیکھ کر ہندی ترا دیوان ہے

جلوہ یہ اُس نے دکھایا مراجی جانتا ہے	گر خدا ہی نظر آیا مراجی جانتا ہے
اُٹھو گئی میری زبان پر جہان کی لذت	جو مزا عشق میں پایا مراجی جانتا ہے

جلد اول از دیوان ظفر

[illegible]

ہو گئے وہ مہرباں بھی کبھی میرے حال پر — یار روز مجھ پہ غصہ ہی فرماے جائینگے
ہر سو ہے اب تک اُن سرِ مژگاں کے دیکھئے — بر ہیں دل و جگر ہو سے بر آے جائینگے
دل عاشقوں کے موم ہیں پر نقش مہر عشق — بیٹھے گا جبکہ آگ سے ہو ماے جائینگے

جب تک سر و نہ ہو گا نشے کا نہ اے ظفر
ہم اُن سے اور ہم سے وہ تنہا ملے جائینگے

لگتا نہیں جی میرا ہی صحبت میں کسی کی — غم نے مجھے گھیرا ہی یہ فرقت میں کسی کی
دیکھوں جو مرقع کو تو جی کیوں کہ نہ آمد سے — صورت کوئی ملجائے ہی صورت میں کسی کی
جی چاہتا ہی ڈوب مریں چاہ میں جا کر — تنگ آیا ہی جی اپنا یہ چاہت میں کسی کی
منہ کہو اُس سے کہ آ شکل دکھا جا — تا جان نکل جانے نہ حسرت میں کسی کی
ناصح نہ اُٹھا سر کو در یار سے میرے — کرتا ہی خلل کیوں تو عبادت میں کسی کی
رونے پہ ہنسے ہی مرا ای کاشکے تو بھی — ہو وے نہیں گرفتار محبت میں کسی کی

یہ معتقد فخر ظفر ہو وے ہمیشہ
کب جا کے کھڑا ہو وہ جماعت میں کسی کی

رُک گئے ہم بیٹھے بیٹھے ہمنے پائی بات ہی — تیری جانب سے کسی نے وہاں لگائی بات ہی
تم جو یوں گھبرا کے اُٹھے میرے پہلو سے کہو — غیر نے کیا آ نکر تم کو سنائی بات ہی
اُگھوٹے اُکھوڑے بولنے کا کچھ بھی باعث کھلا ہی — آج جاینگی کہیں تمنے جمائی بات ہی

شمشیر برہنہ مانگ غضب بالون کی مہک پھر ویسی ہی
جوڑے کی گندھاوٹ قہر خدا بالون کی مہک پھر ویسی ہی

آنکھین ہین کٹورا سی وہ ستم گردن ہے صراحی دار غضب
اور اسمین شراب سرخی پان رکھتی ہی جھلک پھر ویسی ہی

ہر بات مین اُسکی گرمی ہی ہر ناز مین اُسکے شوخی ہی
قامت ہی قیامت چال پری چلنے مین پھڑک پھر ویسی ہی

گر رنگ بھبوکا آتش ہی اور بینی شعلۂ سرکش ہی
تو بجلی سی کوندے ہی پڑی عارض کی چمک پھر ویسی ہی

نوخیز کچین دو غنچہ ہین ہی نرم شکم اک خرمن گل
باریک کمر جون شاخ گل رکھتی ہی لچک پھر ویسی ہی

ہی ناف کوئی گرداب بلا اور گول سرین رانین ہین صفا
ہی ساق بلورین شمع ضیا پانون کی کفک پھر ویسی ہی

محرم ہی حبابِ آب روان سورج کی کرن ہی اُسپہ پٹ
جالی کی کرتی ہی وہ بلا گوٹے کی دھنک پھر ویسی ہی

وہ گائے تو آفت لائے ہی ہر تال مین لیوے جان نکال
ناچ اُسکا اُٹھائے سو فتنہ گھنگرو کی جھنک پھر ویسی ہی

شوق سے گالون پہ تیرے سر کو رکھکے سویئے
کس لیے گل تکیہ رکھتے آپ ہاین سر کے تلے

عشق سے اُس سنگدل کے ہاتھ گیسو کر کھینچیے
دب گیا ہی ہاتھ اپنا اتو پتھر کے تلے

مُنھ سے افعی کے گرا ہی کوئی قطرہ زہر کا
ذر ہمین نیلم کا اُس زلف معنبر کے تلے

سر برابر رکھکے تکیہ پر سے کب بوسہ لیا
تھم سے پہلو مین تکیہ سے پر کیون سر کے تلے

تمکو حاجت کیا فسون سازی کی خود جادو ہو تم
کس لیے تعوید گاڑا آپ نے در کے تلے

شوق بیتابی کوئی کافر بلا ہی دیکھنا
لوٹتا بسمل ہی قاتل تیرا خنجر کے تلے

ای ظفر دود جگر تیرا اُٹھتا ہی اسقدر
چرخ اخضر دوسرا ہی چرخ اخضر کے تلے

اُٹھکے شعلے دل کے جب افلاک مین ملجائینگے
انجم افلاک جل کر خاک مین ملجائینگے

وہ جو پیکان ہو گئے گم تیرے ای ناوک فگن
ڈھونڈھ میرے سینۂ صد چاک مین ملجائینگے

ہیچ ہی نخل خیار الا انار آتشین
کچھ ہماری آہ آتشناک مین ملجائینگے

آنسوؤنکو غیر کے میرے نہ اشکون مین ملا
قطرۂ ناپاک آب پاک مین ملجائینگے

دیکھنا وحشت گریبان کو کری گی اتنا چاک
تا بدامن چاک جا کر چاک مین ملجائینگے

ایک سیل غم تو کیا الفت مین سو سیلاب غم
آکے دریائے دل غمناک مین ملجائینگے

اُن سے ملنا ای ظفر تجکو اگر منظور ہی
تو پھر اک روز اُنکی تاک مین ملجائینگے

قصد جانکا ہی اگر دیکھ کے جون شمع سحر
آفرای دم بن ترا سوختہ جان ہوتا ہی

نہ دکھا چاہئے اشکون کو محبت مین ظفر
دربدر ہو کے زمانہ مین عیان ہوتا ہی

طاق ابرو پہ رکھا شیشۂ دل کو تو نے
کہین ایسا نہو یہ ای ظفر اوپر سے گرے

پیام لیکے صبا وان اگر پہونچ جاتی
تو مشل بوے گل اُڑکر خبر پہونچ جاتی

شفق کی جا ابھی لگجاتی آگ گردونکو
جو ایک آہ مری پر شرر پہونچ جاتی

مری نظر کی نہین پر تو آگیا دیکھو
پری خیال سے پرہی نظر پہونچ جاتی

نہ جلتی شمع جو شب بھر یہ تو بجھ کیونکر
سحر کو منزل مقصود پر پہونچ جاتی

جلاتی ایک زمانے کو گرمی خورشید
جو میری گرمی داغ جگر پہونچ جاتی

نہ آتا لب پہ کبھی ایک حرف شکوہ کا
بلا سے لب پہ مری جان اگر پہونچ جاتی

بہاتی کتنے ہی دریا ہماری سیل سرشک
جو خون دل سے مدد چشم تر پہونچ جاتی

بہار جب تھی کہ پہلے بہار سے صیاد
چمن مین بلبل بے بال و پر پہونچ جاتی

دل اُنکو بھیج ہی دینا ظفر مناسب تھا
امانت اُنکی تھی یہ اُنکے گھر پہونچ جاتی

قلق ہجر مین آرام کہان ہوتا ہی
ہول دل رات کو دن کو خفقان ہوتا ہی

کون دل سوختہ سرگرم فغان ہوتا ہی
روز کیسا تری کوچے مین دہوان ہوتا ہی

صدمے اس ہیکل تصور کے سہون مین کیونکر
یہ وہین پہونچتا ہی یار جہان ہوتا ہی

مجھے ڈر ہی کہین ہمسایونکے گھر بہہ نجاے
ایک دریا مری آنکھون سے روان ہوتا ہی

[illegible]

ہنگامہ سا مچا ہو کیا ہی کیا کسی کو اُس نے قتل
ہی آج کوے یار میں خلقت بھری ہوئی

اشکوں سے کب بجھے ہی جو ہی سوزش جگر
اک آگ ہی جگر میں بشدت بھری ہوئی

ای آسمان ابھی نہو آخر شب وصال
ہی دل میں لاکھ طرح کی حسرت بھری ہوئی

بتخانے کیوں نہ دل میں پریں ہر نفس کے ساتھ
اُف دل میں ہم اک آتش فرقت بھری ہوئی

ہی یوں تو چرخ شیشۂ ساعت کی طرح صاف
لیکن ہی اُسکے دل میں کدورت بھری ہوئی

ظاہر تو شرمگیں ہی وہ ہر ہر نگاہ مین
شوخی بھری ہوئی ہی شرارت بھری ہوئی

لاکھوں صنم حسین ہیں کس کس کو دیکھیے
اللہ کی جہان میں ہی قدرت بھری ہوئی

تیرے سوا نہ دیکھیں گے اب آنکھ بھر کے ہم
ہی اپنی سب طرح سے طبیعت بھری ہوئی

بھر آے اشک چشم میں سنتی ہی انکا نام
دل میں کوئی بلا ہی محبت بھری ہوئی

پہونچے سخن کو تیرے سخن کس کا ای ظفر
تیرے کلام میں ہی بلاغت بھری ہوئی

کروں خط میں کیا حال تحریر پہلے
وہاں چاک خط کی ہی تدبیر پہلے

جو مجنوں کی تصویر کھینچے مصور
رکھے سامنے میری تصویر پہلے

کوئی اُسکا دل پہلے جا کر ٹٹولو
محبت کی چھیڑو نہ تقریر پہلے

سزا ہوگی گر مجکو جرم وفا پر
تو ای دل تجھے ہوگی تعزیر پہلے

مرے دل کے قاتل ہیں وہ دونوں ابرو
چلے دیکھیے کس کی شمشیر پہلے

[illegible]

[illegible]

دنیا دارو دنیا چھوڑو دنیا مین بدنامی ہی
اس دنیا کے ترک کیے سے ہوتی نیک انجامی ہی

رنج و قلق ہی درد و الم ہی حسرت ہی ناکامی ہی
دوری مین اُس راحت جان سکے کیا کیا بے آرامی ہی

روے آتشناک پر اُسکے زلفین جو لہراتی ہین
لوٹ رہا انگارون پر دل مثل کباب شامی ہی

غنچۂ گل ہی شکل زبان گلبرگ نہین گویا ہی زبان
ہوتی چمن مین کسکی بیان توصیف سمن اندامی ہی

میکدہ بھی ہی مدرسہ مجکو ساقی ہی تحصیل سے شوق
جام پیالہ پی میرے حقین درس شرح جامی ہی

منھ جو اپنا کھولے ہوئے سوفار ہین اُسکے تیرون کے
کون سے صید عشق کا یارب قصد خون آشامی ہی

ہمکو ہوا یہ نکتہ روشن صاف نگین کندہ ہی یہ
یعنے بغیر از کاوش دل کب ہوتا کوئی نامی ہی

آہ فغان کے ساتھ دھوان سا ہر دم منھ سے نکلے ہی
دل تو جل کر خاک ہوا پر اب بھی جگر مین خامی ہی

جبکہ بوند اُن سے عرق کے تیرے سیارے بنے
قطرۂ خون جگر سے تیر انگارے بنے

تار مژگان مین مرے جگنو نہین کیونکر شتاب
ہین یہان لڑکون کے بہلانے کو گہوارے بنے

داغ سینے ہی سے میرا کیا بنا اک آفتاب
دود دل سے آسمان اشک سے مین تارے بنے

تیرے سر پر اُن بھون سے اک کشاکش ہی رہی
دشمن جان اتنے تیر آپ ہی بارے بنے

غیر کی صحبت کا تمکو بھی ہوا آخر اثر
حاسد و قاتل مگر آپ ہی پیارے بنے

جوش پر جب دم کہ خون آیا شہیدون کا مرے
جتنے تھے مو تن پہ سب وہ ہیں کے فوارے بنے

وہ ہی اچھے ہین جو اچھا ہمکو کہتے ہین ظفر
ورنہ ہین ہمتو جہان ہین سب سے ناکارے بنے

دیگر

کوئی لاتا نہین یہانتک اسے تدبیر رہی
کھنچ کے وہ آپ ہی آیا مری تقدیر سے ہی

دیکھو تصویر نہ مجنون کی اُدھر کو دیکھو
مری تصویر بھی ملتی اسی تصویر سے ہی

گر ملے آب بقا بھی تو کبھی منھ نہ لگائے
جو کہ سیراب اُس آب دم شمشیر سے ہی

حلقۂ زلف مین دل کیونکہ گرفتار نہو
کہ یہ حلقہ نہین کم حلقۂ زنجیر سے ہی

دم مین خورشید قیامت ہو جو قرص کافور
تو عجب کیا نفس سرد کی تاثیر سے ہی

کھولا منھ زخم جگر نے جو بر نگ سوفار
کچھ کہا چاہتا شاید کہ ترے تیر سے ہی

آتش عشق سے جو خاک ہوے ہین جل کر
خاک بھی اُنکی ظفر کم نہین اکسیر سے ہی

دیگر

اپنی ابرو کی مری تصویر رکھو دو سامنے
ورنہ کانون کا گلا شمشیر رکھو دو سامنے

غنچۂ گل رشک گل کی مت رکھو پیش نظر
میرا دل پہلو کو چیر رکھو دو سامنے

کون کہتا ہی کہ اس کے مخطط کے سوا
دوستو قرآن مع تفسیر رکھو دو سامنے

گر اسی مین اُس ستمگر کی ہی جلاد خوشی
کاٹ کر سر میرا بے تقصیر رکھو دو سامنے

کہتا ہی روز جنون مجکو کہ زندان سے چلو
توڑ کر پانوؤن کی تم زنجیر رکھو دو سامنے

گر مصور پوچھے کھینچون کیونکہ مژگان کی شبیہ
تم برابر صف بصف سو تیر رکھو دو سامنے

آنکھ بھر کر بھی نہ دیکھین دل غنی ہی اسقدر
گر ظفر سو نسخۂ اکسیر رکھو دو سامنے

نہ ہنسو دیکھو کے تدبیر کو پلٹے کھاتے
دیر لگتی نہین تقدیر کو پلٹے کھاتے

دل کو دیکھو مرے بیتاب نہ دیکھا ہوگر
تہ خنجر کسی نخچیر کو پلٹے کھاتے

یون نظر یار کی پلٹی کہ نہ دیکھا ہمنے
اس طرح برق کی شمشیر کو پلٹے کھاتے

سانپ سا لوٹ گیا سینہ پہ جسدم دیکھا
باد سے زلف گرہگیر کو پلٹے کھاتے

محو حیرت ترا کس طرح سے بدلے کروٹ
کہ نہ دیکھا کبھی تصویر کو پلٹے کھاتے

بخت برگشتۂ عاشق نے لکھا یا پلٹا
عمر گذری فلک پیر کو پلٹے کھاتے

ای ظفر اُس سے نہ کر بات کہ دیکھا سو بار
ہمنے اُس یار کی تقریر کو پلٹے کھاتے

برنگ شام غربت کیا کہون کیا دشت غربت مین
گلیم تیرہ بختی سے گذاری شب غریبون نے

بسوے تختگاہ دل کہین سلطان عشق آیا
کیا ہی شور برپا آہ و نالہ کے نقیبون نے

گل و لالہ کو کیا کیا دیکھنا خون مین لٹائینگے
اڑائے طرز نالہ کے مزے گر عندلیبون نے

تمھارا حال مین نے دیکھو محراب دو ابرو مین
نہ رکھا پھر قدم مسجد مین منبر پر خطیبون نے

مرا افسانۂ غم گوش دل سے وہ سنے کیونکر
بھرے ہین کان اُس کان ملاحت کے رقیبون نے

سر محفل ہر اک کو بے گنہ دشنام دیتے ہین
ادب اچھا سکھایا ای ظفر انکو ادیبون نے

دیگر

ہوا مین پھرتے ہو کیا حرص اور ہوا کیلیے
غرور چھوڑ دو ای غافلو خدا کیلیے

گرا دیا ہی بہت کتنے چاہ الفت مین
ہم آپ ڈوبے کسی اپنے آشنا کیلیے

جہان مین چاہیے ایوان و قصر شاہونکو
یہ ایک گنبد گردون ہی بس گدا کیلیے

شانہ مین حال پریشان ہے سودائی کا ۔ کیا کہے دیکھکے زلفون کو تری شانہ ہلے

اے ظفر چاہیے انسان کو کہے ایسی بات
کہ برا بھی نہ کہے کوئی گر اچھا نہ کہے

سجدہ وان کرتا ہر اک اہل صفا ہی ۔ جس جگہ تیرا نشان کف پا خاک پہ ہی
خاکسارون کو ہی معلوم مجھے لطف اُنکا ۔ چین بستر پہ نہین جو یہ مزا خاک پہ ہی
خاک مین ملگئی بارود شہوار کی قدر ۔ اشک آنکھون کا مرے جبکہ گرا خاک پہ ہی
کون کہتا ہی کہ صحرا مین بگولا اُٹھا ۔ روح مجنون ہی کہ یہ سر بہوا خاک پہ ہی
خاکساری کا اسی شخص نے پایا رتبہ ۔ جم کے اُس کوچے مین جو بیٹھ گیا خاک پہ ہی

کشتۂ زلف کے مدفن کا پتا ہی وہ ظفر
جس جگہ مار سیہ بیٹھا ہوا خاک پہ ہی

جام ہی شیشہ ہی ساقی بھی ہی برسات بھی ہی
اندنون بادہ کشی دن بھی ہی اور رات بھی ہی
کچھ تو ہی اپنی طرف سے طلب ساغر مے
اور ساقی کی کچھ امداد و مدارات بھی ہی
شیشہ خالی ہو تو خم پاس دھرا ہی لبریز
خم جو خالی ہو تو نزدیک خرابات بھی ہی

دیگر

قسم ظالم ترے ملنے کی گر ہم کھا گئے ہوتے
ہمیں کب چھوڑتے پھر حضرت دل کھا گئے ہوتے

ہوئے محجوب ہم تم دونوں ناحق ایک بوسہ پر
نہ اتنا غل مچاتا تھا تمھیں دم کھا گئے ہوتے

امید وصل پر جیتے ہیں اب تک ورنہ ہم کب کے
گلا کاٹ اپنا خنجر اور یا سم کھا گئے ہوتے

اگر ہم تیرہ بختوں کی نہ ہوتا پیچ قسمت کا
تو بال اُس زلف کے کافر نہ یوں خم کھا گئے ہوتے

دیار و نے نہ پاس آبرو نے ورنہ یہ روتے
کہ غوطے تو فلک ای چشم پر نم کھا گئے ہوتے

ذرا معلوم ہوتا حضرت دل عشق کا ٹکڑا
جو زخم تیر غم دو چار پیہم کھا گئے ہوتے

دم سرد ایک بھی گر ہم ظفر بھرتے محبت میں
تو ہمدم پوچھتے ہی پوچھتے دم کھا گئے ہوتے

دیگر

بھلی کہتے بُرائی ہوتی ہے
مُنھ سے نکلی پرائی ہوتی ہے

دست و پا مین حنا نہ باندھو تم
دیکھو اب ہاتھا پائی ہوتی ہے

اُنکے دل مین غبار ہے دیکھیں
کس طرح سے صفائی ہوتی ہے

اور کو دیکھ وہ نہیں سکتے
وہ جنھیں خود نمائی ہوتی ہے

عاشقو زیر تیغ سر دھر دو
ابھی مشکل کشائی ہوتی ہے

عرض عشق کی طبیبوں سے
دوستو کب دوائی ہوتی ہے

وقت بوس و کنار یار کے ساتھ
کیا مزے کی لڑائی ہوتی ہے

سوز غم سے نہ جل بجھوں کیونکر
وان لگائی بجھائی ہوتی ہے

کس غضب کی نالۂ آتشیں میں آگ ہی
جس سے پہونچی جون شفق چرخ برین مین آگ ہی

اشک خون کس تشنہ جان کے تو نے پیچھے ہین آج
لعل سی تیری جھلکتی آستین مین آگ ہی

خاک سے آخر نکلتے ہین گل لالہ کی جا
تیرے دل سوزون کے مدفن کی زمین مین آگ ہی

زلف مشکین پر پڑا کیا اُسکے ہوائی گلال
لگ گئی گویا سراسر ملک چین مین آگ ہی

ہر تبسم مین ہی اُسکے موج آب زندگی
پر غضب یہ ہی نگاہ خشمگین مین آگ ہی

جلسے تنخانہ ہی کب سے ہر نفس شعلہ بلند
کیا تپ غم سے دل اندوہگین مین آگ ہی

جنبش دامان مژگان سے کسی کے اے ظفر
عشق کی بھڑکی ہوئی جان حزین مین آگ ہی

آتش الفت دل بیتاب مین روشن ہوئی
آگ کیونکر معدن سیماب مین روشن ہوئی

چشم تر مین مردمان یہ لخت دل ترتے نہیں
صف چراغون کی اگر تالاب مین روشن ہوئی

آئینہ مین اُسنے دیکھا اپنا روئے آتشین
کیا تماشا ہی کہ آتش آب مین روشن ہوئی

ساقی مہوش کا عکس تاب دندان جو پڑا
طرفہ تجلی سی شراب ناب مین روشن ہوئی

غفلت دنیا مین کی جسنے کہ عقبے پر نظر
اُسکی چشم کور گویا خواب مین روشن ہوئی

یاد کر کر مین دل سوزان کو روتا صبح تک
شمع شب جو محفل احباب مین روشن ہوئی

ماہ اُس مہوش کے آگے جب ہوا خجلت سے زرد
ماہتابی سی ظفر مہتاب مین روشن ہوئی

دیکھنا کیا ضرب نالہ میرا بے تاثیر ہی
ابتلک پھوٹی نہین وہان ایکسی تکبیر ہی

اور چلی آندھی ہین کس دیوانے کی تصویر ہی
بنگئی موج صبا جسکے لیے زنجیر ہی

کہتے ہین نا فہم جسکو چرخ پر تیر شہاب
وہ کسی تفتہ جگر کا نالۂ شبگیر ہی

عشق کے ہاتھون سے وہان ہوویگی جاری نہر خون
بستیون مین کوہکن جسجا کے جوئے شیر ہی

یار گو دل کو کریگا صید ای دریا حسن
طرۂ پرپیچ تیرا دام ماہی گیر ہی

ہی کہان سونیکی ٹیکی اُن بھوونکے درمیان
برج میزان مین مگر خورشید پر تنویر ہی

حضرت دل لیجیے ایسے سے لڑوانے ہمین
ناز کا برچھا ہی جسکی گفتگو شمشیر ہی

ای ظفر مجھسے وہ سرکش کیا کریگا سرکشی
میرا نالہ ناک مین دیتا فلک کے تیر ہی

دیکھنا خالی ذقن کو رخ جانان کے تلے
کوکب سوختہ ہی مہر درخشان کے تلے

کاجل آنکھونکا بہا یار کی مژگان کے تلے
پھول سوسن کا کھلا نرگس و ریحان کے تلے

کب مہاسے ہین خط عارض جانان کے تلے
ہین یہ بیضے پر طاؤس گلستان کے تلے

نیش سے چھیڑتا ہی مار سیہ کو کژدم
گونج بالے کی نہین زلف پریشان کے تلے

نیچے خورشید کے ہین تار خطوط خورشید
خط نعلون کی یہ داغ دل سوزان کے تلے

وہ سہی قد جو دکھا دیوے ذرا فندق پا
پھوٹے گلمنہدی ابھی سرو گلستان کے تلے

دل سیپارہ کو رکھولے تو لٹون پر اپنی
دیکھو یہ رحل ہی زیبا اسی قرآن کے تلے

فلک پر تابش خورشید ... کم کر دی

نقاب رخ اٹھایا جلوہ ... کم کر دی

بہت اچھا کیا ... کم کر دی

زبان تیغ ... الٰہی کیون درازی کی

[illegible]

ظفر کی دوسری ... غزل ... کم کر دی

دیگر

حلقۂ در گر ہلایا بھی تو بولے کون ہی
اب بتائیں کیا کہ نام اپنا بتانا منع ہی

آنکھ اُٹھا کر بھی اگر دیکھا تو وہ دیکھیں ہی
سامنے بے پردہ ہو کر آنکھ آنا منع ہی

نام بتلایا جو میں نے تو وہ سنکر چپ رہے
پھر پکاریں کس طرح سے غل مچانا منع ہی

غل مچا کر گر پکارا بھی تو جھنجھلا کے کہا
جاؤ کیون آئے تمھیں گھر میں بلانا منع ہی

اور بلایا بھی تو پھر جائیں وہان ہم کسطرح
وہ جہان ہیں ہمکو واں تک بار پانا منع ہی

بار پا کر کچھ اگرچہ ہم گئے بھی وان تلک
آنکھ اُٹھا کے کیونکہ دیکھیں آنکھ اُٹھانا منع ہی

سامنے بھی وہ کسی صورت سے گر آئے تو پھر
بولنا ہنسنا تو کیا وان مسکرانا منع ہی

مسکرائے بھی تو کچھ چپکے ہی چپکے غنچہ وار
دل میں کیا کیا مدعا اور لب ہلانا منع ہی

لب ہلائے بھی تو کی کچھ بات منھ سے اور ہی
پر معنا ہر مطلب یہ شعر عاشقانہ منع ہی

عاشقانہ شعر بھی کوئی پڑھا تو پڑھ کے پھر
آہ بھرنا منع ہی آنسو بہانا منع ہی

آہ بھر کر کچھ اگر آنسو بہائے بھی تو پھر
وہ جو دل کی بات ہی اُسکا جتانا منع ہی

بات گر دل کی جتائی بھی تو پھر ہوتا ہی کیا
ای ظفر ایسی جگہ دل بھی لگانا منع ہی

خدا نے ایسی نالون کی مرے تاثیر کم کر دی
خطون کی اُس ستم نو نے خود بھی تحریر کم کر دی

شب فرقت ذرا تو نے نہ چرخ پیر کم کر دی
ہمارے نالۂ شب کی فقط تاثیر کم کر دی

نہ مارا پھر کسی کو پیر بعد از قتل قاتل نے
مرے لوہو نے ایسی برش شمشیر کم کر دی

جلد اول دیوان ظفر

[illegible]

دیگر

[illegible]

نہیں پاس رخ پہ زلف اور زیر زلف اُس الف کا نشانہ
چمن میں ناگ سا لہراتا ہوا ناگن سے نکلے ہے

نہ بھولا بعد مردن بھی تری شمشیر کا احسان
صدا شاباش کشتے کی تہ مدفن سے نکلے ہے

لگی ہو پھوٹ اہل بزم میں اُسکی الفت کی
کہ جیسے بوئے گل باہر صبا گلشن سے نکلے ہے

مشبک ہو گیا ہے دل یہ ٹوٹے تیر قاتل کے
کہ اک پیکان زہر آلودہ ہر روزن سے نکلے ہے

ترا جو دانت ہے زنگ مسی میں اک تماشا ہے
کہ غنچہ سوتیا کا سا گل سوسن سے نکلے ہے

کٹے ہے سر جو مثل شمع تیرے کشتہ جانوں کا
تو جائے خون اک آتش کی گردن سے نکلے ہے

ہم آغوشی پہ اُسکے اب ہماری زندگانی ہے
نکلتا ہے وہ جب آغوش سے جان تن سے نکلے ہے

دم بخیہ مرے چاک جگر کی دیکھ کر حالت
ظفر تار آنسوؤں کا دیدۂ سوزن سے نکلے ہے

جائے تدبیر جہاں اپنا قضا کام کرے
عقل بھر اپنی وہاں گئیے تو کیا کام کرے

مرض عشق اطبا ہے وہ مہلک آزار
کہ نہ تشخیص جہاں ہو نہ دوا کام کرے

سرمہ کس واسطے آنکھوں میں لگاؤں اپنے
جبکہ سرمہ کا وہ خاک کف پا کام کرے

تشنہ کام ہوں کو ترے چاہیے آب خنجر
قاتل اس پیاس کو کیا آب بقا کام کرے

کوہکن کو ہکنی کا نہیں کرتا کچھ کام
جانکنی کوئی کرے ہاں تو بڑا کام کرے

دسبدم عشق ہے غش عاشق ناکام کو آج
لائے اُس گل کی جو بو باد صبا کام کرے

تیر کا بھی ہو گذر واں تو گرے ٹوٹ کے پر
اے ظفر تیری جہاں آہ رسا کام کرے

ظفر برق ہی تا بزم محبت کون ... ہے
اشک

صفائی سینہ صافون کی کیونکر کیا

قتل اک عالم ... اشارون میں ترسا ہوتا ہے ظالم
ہے غمزہ و ادا کوئی تیرا ہر عشوہ نادر
لگا دل کو اُس صنم کی زلف

درد مندون کے ستانے کو ستاتا ہی فلک
الٰہی کی آہ اسکو ای ظفر لگجائیگی

دیگر

کہ پنجم آسمان سے کہ آسمان ہی
گھر آشنا مرا دل کا دعوان ہی
ہستی کی بلندی کا مکان ہی
بیان رہنما تر او ہم و گمان ہی
وہ میرا نالۂ آتش فشان ہی
کہ جس سے برق کہتی الامان ہی
نظر آتا ہی پہلو ہمکو خالی
دل ہم اک شیشہ کیا جانے کہان ہی
ہمارے دل کا روزن چارہ گر بند
اندھیرا گھر کا مرے سانا بدان ہی
زمین اوس دشت کی تپتی ہی کیا کیا

جلد اول دیوان ظفر

اشک نے جاکر جبین کیا ای دیدہ تر کھلائی ہی
رو تے روتے سر ہمارا آپ جگر کھائی ہی

پنجہ مژگان مین دل اوس چشم نے گانٹھا ہی یون
داب کر خنجل مین جیسا شاہین کبوتر کھائی ہی

پارۂ دل نوک مژگان پر کباب ہی جلوہ گر
مرغ آتش خوار یہ مستی مین انگر کھائی ہی

ہم لہو پیتے ہین اپنا اگر ہین بیچ اشک سے
ہان جب غیرون کے گھر کا وہ شکر کھائی ہی

کیا عجب اوس خال پیشانی سے ہو گر نجل
رشک اوس رخسار سے جب مہر انور کھائی ہی

سوز غم خوراک دل سطح سے میری شعر
گو کہ آتش تیز ہی لیکن سمندر کھائی ہی

یون خط مین جبین پر زلف و ماہ رکھلائی ہی
جس طرح سے سانپ بچے اپنے چن کر کھائی ہی

ایک دن وہ تھا کہ ہم کھاتے تھے غم اشعلۂ غم
ایک دن یہ ہی کہ غم ہمکو جلا کر کھائی ہی

جب کبھی کرتے ہین ہم منہ سے بیان احوال غم
ایک عالم ای ظفر افسوس سنکر کھائی ہی

ناز سے گر تنگی تیری ادھر لگجائیگی
اور کو کیا مین کہون میری نظر لگجائیگی

کھنچے جائینگے یون نہین ہر دم جو آہ سرد ہم
کونپلیں پھر تھرتھرا بھی باد سحر لگجائیگی

دیکھ خط جلدی چھوا آنا دیر ہوجائینگے ہم
دیر گر تجھکو ذرا بھی نامہ بر لگجائیگی

میری آنکھون نے مجھے رو رو کے رسوا کر دیا
دیکھیے کس کس جگہہ اسکی خبر لگجائیگی

سینے سے لگجاوینگے اک پہر کو آکے ہو
باتون ہی باتون نہین دیکھو دوپہر لگجائیگی

سرخ جوڑے کو پہنکر گھر سے تم نکلے تو ہو
پر جدھر جاوگے اک آتش ادھر لگجائیگی

بیان آسودہ قبر النفس جان ہی
جلاے مین نہ جیتے مین سب ارمان ہی
کیا کیا گور سے مین نزع کا جب جان ہی
اب نالون سے نئی ... گلستان ہی
فلک بیری ... بیسین ہی
زاقبال یان ... ہی
[illegible]

دیگر

تمھارے عاشق کو کیا ہوا ہی نہ مُنھ سے بولے نہ سر سے کھیلے
وہ مست مجذوب بنگیا ہی نہ مُنھ سے بولے نہ سر سے کھیلے

ہزار کوئی سیانے لائے کوئی بلائے کوئی کھلائے
بھے کہ آسیب زلف کا ہی نہ مُنھ سے بولے نہ سر سے کھیلے

کیا جسے تو نے محو حیرت دیکھا کے آئینہ دار صورت
وہ تیری صورت کو تک رہا ہی نہ مُنھ سے بولے نہ سر سے کھیلے

تمھاری وہ بات ہی دہن میں ہزار انداز ہر سخن میں
چمن میں یہ غنچہ کیا بلا ہی نہ مُنھ سے بولے نہ سر سے کھیلے

طمانچہ سو کوئی مُنھ پہ مارے چلیں ہزار اُسکے سر پہ آرے
جو اس لب لعل پر فدا ہی نہ مُنھ سے بولے نہ سر سے کھیلے

کھلی ہی جسپر کہ کچھ حقیقت وہ کھول کر دیدۂ بصیرت
تماشے قدرت کے دیکھتا ہی نہ مُنھ سے بولے نہ سر سے کھیلے

جو درد ہوتا تو غل مچاتا جو سایہ ہوتا تو سر ہلاتا
الٰہی دل کو مرض یہ کیا ہی نہ مُنھ سے بولے نہ سر سے کھیلے

کریں نکیرین قبر میں گر سوال سو سو طرح سے آکر
جو کشتۂ چشم سرمہ سا ہی نہ مُنھ سے بولے نہ سر سے کھیلے

دیگر

دیگر

قطعہ

دیگر

غوطہ دریائے محبت مین لگانے کو ظفر
آشنا ہمت تو کرتے ہین مگر دم چاہیے

قاصد وہ نہ کیونکر خط و پیغام سے چونکے
جو خط کے لفافے پہ مرے نام سے چونکے

شب بھر وہ پڑے رہتے تھے منہ اپنا لپیٹے
کیا وجہ کہ ہین آج سرِ شام سے چونکے

اللہ ری غفلت کہ بستر پہ ذرا بھی
وہ نالۂ آہِ دلِ ناکام سے چونکے

اس تلخ کلامی پہ دل اپنا تجھے کیا دین
ہم پہلے ہی ظالم تری دشنام سے چونکے

تھا شام سے تا صبح بغل مین جو دل آرام
آرام سے شب سوئے ہم آرام سے چونکے

ساقی ترے میکش ہین وہ مستی مین کہ ہشیار
جو خندۂ مینا و لبِ جام سے چونکے

اس شورِ قیامت کا برا ہو کہ عدم مین
سوتے تھے پڑے ہم عجب آرام سے چونکے

سوتے مین سیاہی نے ڈرایا نہین ہمکو
ہم ڈر کے تری زلفِ سیہ فام سے چونکے

یون مرغِ دل اس زلف کے پھندے سے چھٹے ڈر کے
جس طرح ظفر صید کوئی دام سے چونکے

لکھون گا مین جو خطون مین شکایتین دونی
پڑھین گی اور بھی قاصد عداوتین دونی

نمک چھڑک کے جو مرہم لگائے وہ قاتل
اٹھاؤن زخم کے کھانے مین لذتین دونی

تری نگاہ وہ ہے الحفیظ کی ہے جاگے
اگرچہ دل کی کرون مین حفاظتین دونی

رقیب نے تجھے بھڑکا دیا ہے آتش خو
کہ بات بات مین اب ہین شرارتین دونی

اُس راہ پر جو ایک جگہ جھکے بیٹھ جاے
مانند نقش پا سر رہ جھکے بیٹھ جاے

دیتی نہیں صفائی گہر نے نگہ کا پانوں
اُس رخ پہ ذرہ بھر بھی نگہ جمکے بیٹھ جاے

نم گریہ کی ہماری جو پہونچے تو پھر ابھی
گرد ورق کی بھی تہ جھکے بیٹھ جاے

فیاض تو بہار کی صنعت نہو تو پھر
غنچہ کے سر پہ کیونکہ کلہ جمکے بیٹھ جاے

ٹانکے سے چھوٹنے کے وہ بہتر ہی چارہ گر
گر زخم دل پہ اُسکی قرح جمکے بیٹھ جاے

اُس رخ پہ حلقہ زن خط مشکین ہی یون ظفر
دولت پہ جیسے مار سیہ جمکے بیٹھ جاے

جو تماشا دیکھنے دنیا کے پیچھے آئے ہوے
کچھ نہ دیکھا پھر چلے آخر وہ پچھتائے ہوے

فرش مخمل پر بھی مشکل سے جنھیں آتا تھا خواب
خاک پر سوتے ہین اب وہ پانون پھیلائے ہوے

جو مہیا کے فنا ہستی ہین ہین مثل حباب
ہوتے ہین اول ہی سے پیدا وہ کفنائے ہوے

غنچے کہتے ہین کہ ہوگا دیکھیے کیا اپنا رنگ
جب چمن مین دیکھتے ہین پھول کمھلائے ہوے

غافلو اس اپنی ہستی پر کہ ہی نقش بر آب
موج کے مانند کیون پھرتے ہو بل کھائے ہوے

بے قدم نقش قدم کب بیٹھ سکتا ہی کہ ہم
آپ سے بیٹھے نہین بیٹھے ہین بٹھلائے ہوے

ای ظفر بے آب رحمت اُسکے کیونکر بجھ سکے
نفس سرکش کے جو یہ شعلہ ہین بھڑکائے ہوے

ہر کہین مجکو تماشاے جہان ایک سا ہی
کہ تصور ترا ای راحت جان ایک سا ہی

دیگر

عاشق و معشوق جب باہم [illegible]

پروانہ شمع الفت مین ظفر کچھ نہین ابی [illegible]

ردکشی کرتا ہی تو ماہ جبین سے لیکن	اسمین نقصان ہے کامل تجھے کچھ ہوتا ہی
خواب غفلت مین پڑا سوئیگا [illegible]	ہو تو ہشیار جو غافل تجھے کچھ ہوتا ہی
خاک ہی تجھ سے ذرا پہلے ہو تو خاک کہ پھر	نہ ہوا ہی نہ تہ گل تجھے کچھ ہوتا ہی

ای ظفر پیش نظر یار کی تصویر کو رکھو
اُسکے ہونے سے مقابل تجھے کچھ ہوتا ہی

یہ جہان کا آئینہ خانہ پری خانہ سا ہی	جو یہان ہشیار آتا ہی وہ دیوانہ سا ہی
کوئی اس سے بادہ کش ہی کوئی ہی خونابہ [illegible]	یہ جو گردون رات دن گردش مین پیمانہ سا ہی
آشنائی گر نہ تجھ سے تو ہی کون آشنا	آشنا نا آشنا ہی اپنا بیگانہ سا ہی
جسکو تو نے اپنا جلوہ شمع رو دکھلا دیا	گرد پھرتا تجھ پہ جی سے گرد پروانہ سا ہی
تو کہے تو زلف انکھون سے تری سلجھائین ہم	یہ ہما پنجہ مژگان بھی اک شانہ سا ہی
علم سینہ ہو تو رشک بو علی سینہ ہی تو	یہ جو سینہ مین ترے دل ہی کتب خانہ سا ہی

ای ظفر رونا پڑے دولت سے اُسکے عشق مین
جو ہی قطرہ اشک کا موتی کا اک دانہ سا ہی

راہ صحرائے جنون کی جب کہ ہم لینے لگے	ہر قدم ہر خار صحرائے جنون لینے لگے
ذائقے سب ہو گئے معلوم دل کی لاگ کے	جب غرے ہم بند کرکے چشم نم پینے لگے
اور بھڑکی آتش غم اور دل جلنے لگا	سانس جو ہم ٹھنڈی ٹھنڈی دمبدم بھرنے لگے

جلد اول دیوان ظفر

دیگر

مشغل مین دل کے جو مشغول ہی اپنے ہردم
اس سے بہتر ہی کہ جو شاغل آئینہ ہی

اُس کا رخ آئینہ مین دیکھکے حیران ہون مین
کیونکہ آئینہ ظفر داخل آئینہ ہی

ملک فنا اور ہی ملک بقا اور ہی
یہان کی ہوا اور ہی وہان کی ہوا اور ہی

زندگی و مرگ کا ذائقہ مین کیا کہون
اُس کا مزا اور ہی اسکا مزا اور ہی

قالب صفا سے کیا آئینہ روکش ہو دل کی
اُسمین صفا اور ہی اسمین صفا اور ہی

ہو ترے بیمار کا چارہ طبیبون سے کیا
اُسکو مرض اور ہی اُسکی دوا اور ہی

میرا لہو پانوٗن سے مل کے چھپاتے ہو کیا
سرخی خون اور ہی رنگ حنا اور ہی

نالۂ ذین کہان دل کی فغان کا اثر
اُسکی صدا اور ہی اُسکی صدا اور ہی

اُسکے ستم کو ظفر کیون کہ ادا چاہیے
طرز ستم اور ہی طرز ادا اور ہی

لیٹی ہی یہ جو آتش عصیان وجود سے
ٹھنڈی نہوویگی مگر آب سجود سے

مٹ جائیگی نمود تری دم مین ای حباب
کیون باندھتا ہی اپنی ہوا تو نمود سے

ظالم نہ کھول تو رخ روشن سے اپنے زلف
تاریک کر جہان نہ مرے دل کے دود سے

سودائے عشق مین وہی ہوتا ہی کامیاب
بہتر زیان کو اپنے جو سمجھے ہی سود سے

دیکھی ہی جسنے گردش چشم سیہ تری
ڈرتا نہین وہ گردش چرخ کبود سے

رہی اتنی بھی طاقت و تاب نہین کہ زمین سے اب اٹھے یہ خاک نشین
ترے کوچے کی سمت بلا سے کہین مرا گریہ شوق بہا دے مجھے

کئی زخم تو کھائے پہ آج تلک ملی لذت عشق نہ زیر فلک
مرے زخم جگر پہ چھڑک کے نمک مزہ عشق و وفا کا چکھا دے مجھے

لگے بات کا میری ٹھکانا کہان کہ جب ایک سخن ہو وہ سحر بیان
کبھی عرش برین پہ چڑھا دے مجھے کبھی فرش زمین پہ گرا دے مجھے

نہو دام علائق جسم اگر کرون گلشن قدس کی سیر ظفر
کوئی ایسا ہو کامل پاک نظر کہ جو قید ہو اس سے چھڑا دے مجھے

دیگر

شوق خار دشت دامنگیر ہی — اور جنون پاے در زنجیر ہی

جذبۂ دل مین جہان تاثیر ہی — بس وہین جب ہی وہین تسخیر ہی

فرق مجھو مین اور مجنون مین نہین — ایکصورت ایک سی تصویر ہی

کیا شگفتہ کر سکے بادِ بہار — دل نہین یہ غنچۂ دلگیر ہی

غفلت دنیا ہی خواب ای غافلو — عاقبت اس خواب کی تعبیر ہی

مصحف رخ پر ترے خط ہی کہان — وہ کلام اللہ یہ تفسیر ہی

دل سمجھ جائے ہمارا ناصحا — دیکھین کیسی آپ کی تقریر ہی

مرگ ہی صحت ہی اُسکی مرگ ہی اسکا علاج
عشق کا بیمار کیا جانے دوا کیا چیز ہی

دل مرا بیٹھا ہی لیکر پھر مجھی سے وہ نگار
پوچھتا ہی ہاتھ مین میرے بتا کیا چیز ہی

خاک سے پیدا ہوے ہین دیکھو نگار نگ گل
ہی تو یہ نا چیز لیکن اسمین کیا کیا چیز ہی

جسکی تجھکو جستجو ہی وہ تجھی مین ہی ظفر
ڈھونڈھتا پھر پھر کے تو پھر جا بجا کیا چیز ہی

دوستی مین جسکی اپنی جان پر ای دل بنی
وہ بھی دشمن بنگیا افسوس کیا مشکل بنی

بھر گئے اس آرزو مین سیکڑون شمشیر زن
تیرے ابرو سی نہ کوئی تیغ ای قاتل بنی

کوہکن کا کام کیا تھا پتھر کاٹے ہی وہ
ہان مگر چھاتی پہ رکھنے کو کوئی ہی سل بنی

ملک ہستی سے ہوے جو راہ پیماے عدم
کچھ نہین معلوم اُنپر کیا سر منزل بنی

آدمی ہونیسے ہوتے کاش ہم وہی سنگ
جس سے اُسکی تختی تعویذ حمائل بنی

اس عداوت گاہ مین ہی ہر دوستی پر شکست
جو بنی یہان سے بگڑنے ہی کے وہ قابل بنی

محو حیرت ای ظفر ہو وین نہ کس صورت سے ہم
آرسی اب اُس پری رخسار کی مائل بنی

جب دم غسل اُسکے گیسو آب مین لہرائینگے
موج بنکر سانپ سے تالاب مین لہرائینگے

اُسکے خط سبز سے سرسبز ہونے کے نہین
لاکھو سبزے گلشن شاداب مین لہرائینگے

اُس رخ روشن پہ گر زلفین ہوا سے ہل گئین
خوب کالے جلوہ مہتاب مین لہرائینگے

امتحان کا جو لیا نام تو اوسان گئے
سالک راہ عدم مسلک ہستی مین ظفر
آئے یون جیسے کہ دو دن کے مہمان گئے

[illegible]

بزنگ غنچہ و گل اس چمن مین آسکے جو دیکھا
دل شگفتہ پہلے خاطر مسرور پیچھے ہی
ظفر کیونکر مبدل ہو سکے تقدیر کا لکھا
کہ جو منصور پہلے تھا وہی منصور پیچھے ہی

دیگر

ترا خیال نہ بھولے خیال ہی تو یہ ہی — زہے خیال کو راہ وصال ہی تو یہ ہی
مثال آئینہ ہم سے کبھی ہوا نہ جدا — ہمارے دل مین جو گرد ملال ہی تو یہ ہی
دکھا دے تو رخ تابندہ و خم ابرو — کہ ماہ ہی تو یہ ہی اور ہلال ہی تو یہ ہی
اتارین دختر رز کو نہ کیونکہ شیشہ مین — خرابی ڈالنے والی چھنال ہی تو یہ ہی
گرے ہی قتل مین سر کی تری شمشیر — جھکائے کیونکہ نہ سر انفعال ہی تو یہ ہی
دکھائے گر نہ کنعان کو جلوہ تو ابا — تو وہ کہے کہ جو حسن و جمال ہی تو یہ ہی

ظفر دم آنکھوں مین ہی اور نگاہ جانب در
اب انتظار مین اسکے جو حال ہی تو یہ ہی

جسکی تصویر ہی یہ سامنے ہم جان گئے — خواب مین دیکھ چکے تھے ابھی پہچان گئے
ہی غضب جوہر شمشیر قضا پر قاتل — چین ابرو کی تری دیکھ کے چین جان گئے
اس گلستان مین ہزارون ہی غنچہ و گل — آگئے باخاطر دلگیر و پریشان گئے

جلد اول دیوان ظفر

[illegible]

کہاں تھا جور ناحق قہر جو کید ا ہر ٹوٹا
ظفر ٹوٹی ہوئی ہی وہ تو زنجیر اپنے ہاتھوں کی

نکل کے آنکھ سے آنسو کچھ آستین پہ ٹکے
اور آستین سے گرے وہ تو پھر زمین پہ ٹکے

پھنسے حلاوت دنیا میں کسطرح نہ حریص
مگس کب اُٹھے ہی جب پانوں انگبین پہ ٹکے

اُچھل کے آتش سوزان سے جا کہا ہی سپند
عجب ہی خال ترے روے آتشین پہ ٹکے

زمین پہ ہاتھ سے دنیا کے ٹک سکے نہ مسیح
اور اتنے دن جو فلک چرخ چارمین پہ ٹکے

یہ خانہ باغ ہی موجود سینہ پر داغ
جو سیر دیکھیے تو وہ دل کی نشہ نشین پہ ٹکے

مجال اتنی مرے مرغ نامہ بر کو کہاں
کہ اُسکا پنجہ ذرا بام مہ جبین پہ ٹکے

وہ مضطرب ہوں کہ مانند موج بر سر آب
کوئی نہ حرف مرے نام کا نگین پہ ٹکے

جو تجھ سے ہوں وہ مقابل صبا کہے ہاں ہاں
کہ وہ پھول اک سر نسرین و یاسمین پہ ٹکے

کبھی نہ لغزش پا ہو کے استقامت کو
اگر عصا کے توکل رہ یقین پہ ٹکے

نہ کھینچے سر بفلک کیونکہ وہ ظفر جسکا
سر نیاز قدم گاہ فخر دین پہ ٹکے

پاس جاناں کے کہا کسنے کہ جانا منع ہی
دل کو پر اُس دشمن جاں سے لگانا منع ہی

ہو کے سرکش گر پڑا فوارہ آخر سر کے بل
جھک کے چلنا چاہیئے یاں سر اُٹھانا منع ہی

گل کھلایا تازہ یہ خون شہید ناز نے
ہوں نہ جبتک پھول اُن آنکھوں کا کھانا منع ہی

چہرۂ ساقی جو ہوگا عکس افگن ای ظفر
صاف ساغر سے پری بنکر شراب اُڑ جائیگی

دیگر

دیگر

اُن سے اگر کسی دن ہو گفتگو ہماری	تقریر پھر تو کیا کیا ہو دو بدو ہماری
اُس شوخ نازنین کے مقتول نازنین جو	تربت پہ جاے سبزہ ہو ناز بو ہماری
شب تجھ بن اشک خون سے روئے بھی اسقدر ہم	ٹپکے ہی آستین سے اب تک لہو ہماری
عشق و جنون کی ہمکو منظور ہی رفاقت	ای عقل اب تو ہم ہین تیرے نہ تو ہماری
ہم خاک اُسکو ملتے ہین خاکسار اپنے	جون آئینہ اسی مین ہی آبرو ہماری
تم ہوگئے لاکھو برہم چھیڑے سے زلف کو ہم	گر وہ ہی خو تمھاری تو یہ ہی خو ہماری
پایا تو اُسکو ہمنے دل کے مکان مین پایا	دیر و حرم مین بیجا تھی جستجو ہماری
نازان ہی غیر ناحق اپنی مصاحبت پر	رہتی تھی یون ہی صحبت اُنسے کبھو ہماری
اُس گل کے تا بدامن پہونچے نہ ای صبا ہم	برباد خاک تونے کی کو بکو ہماری

سر جا ہی پہونچا اپنا قدمون پہ فخر دین کے
بر آئی ای ظفر تھی جو آرزو ہماری

جیسے ہم یار وفادار ہین ایسے ہوتے	جیسے تم شوخ جفا کار ہین ایسے ہوتے
رفتہ رفتہ تری رفتار سے ہو حشر بپا	ہمکو معلوم کچھ آثار ہین ایسے ہوتے

[illegible]

خوشبو ترے پسینے کی مین کیا کہون کہ ہر
ہر قطرہ ایک شیشۂ لبالب گلاب سے

بیتاب ہجر کا ہیکو یون لوٹتی تھی برق
سیکھی ہی یہ ترے دل پر اضطراب سے

تم جھاڑ دو نہا کے ذرا اپنے سر کے بال
پھر دیکھو کیا برستے ہین موتی سحاب سے

کرتا ہی قتل وقت جواب سخن مجھے
ہنس دینا اُنکا اور نہ کہنا حجاب سے

مار سیہ سے ڈر نہین اتنا کہ جس قدر
ڈرتا ہون اُسکے طرۂ پر پیچ و تاب سے

گر ساتھ سوز عشق رہے بعد مرگ بھی
کوئی نہین عذاب سوا اس عذاب سے

ابتک خمار آنکھون سے جاتا نہین ظفر
لیٹے تھے رات خواب مین کس مست خواب سے

یہ دیوانہ ہی دل جو اُنکے ملنے کو ترستا ہی
کہ ظاہر کی ہی دوری ورنہ وہ تو پاس بستا ہی

مجھے رونا تو یہ ہی مثل شبنم ای گل خندان
کہ جب روتا ہون تیرے روبرو تو تو ہنستا ہی

اُڑا لائی ہوا ابر سیہ وہ زلف عرق افشان
طرف قبلہ کے دیکھو ابر رحمت کیا برستا ہی

جو دیکھا ہی مزار کشتۂ چشم مفتن کو
کہ جب دیکھو سر بالین ہی اُسکے نرگس گلدستا ہی

اگر ہوش و خرد دیکر وہ تار زلف ہاتھ آوے
پھنسو راہی دل کہ یہ سودا تجھے ارزان سستا ہی

لکھا خط مین نے قاصد اسلیے خط شکستہ مین
کہ تا معلوم ہووے اُسکو ہان یہ دل شکستا ہی

ظفر کیا پوچھتا ہی راہ مجھسے اُسکے ملنے کی
ارادہ ہو اگر تیرا تو ہر جانب سے رستا ہی

[illegible]

جلد اول دیوان ظفر

زلف ای کافر تری ہی کیا کمند فتنہ بند | ہر گرہ مین ہی دل شوریدہ سر باندھے ہوے

معنی تازہ کی رہتی ہی ہمین ہر دم تلاش
باندھتے ہین ہم کوئی مضمون ظفر باندھے ہوے

کافر تجھے اللہ نے صورت تو پری دی | پر حیف ترے دل مین محبت نہ ذری دی
دی تو نے مجھے سلطنت بحر و بر عشق | ہونٹون کو جو خشکی تری آنکھون کو تری دی
خال لب شیرین کا دیا بوسہ کب اُسنے | اک چاٹ لگانے کو مرے نیشکری دی
کافر ترے سودا سر زلف نے مجھکو | کیا کیا نہ پریشانی و آشفتہ سری دی
محبت سے ہی عظمت کہ زمانے مین نگین کو | بے کاوش سینہ نہ کبھی ناموری دی
صیاد نے دی رخصت پرواز پر افسوس | تو نے نہ اجازت مجھے بے بال و پری دی
کہنا ترا کچھ سوختہ جان پیک اجل نے | فرصت نہ اُسے مثل چراغ سحری دی
قسام ازل نے نہ رکھا ہمکو بھی محروم | گر چہ نہ دیا کوئی ہنر بے ہنری دی
اس چشم مین ہی سرمہ کا دنبالہ آشوب | کیون ہاتھ مین بدمست کے بندوق بھری دی
دل دیکے کیا ہمنے تری زلف کا سودا | اک آپ بلا اپنے لیے مول خریدی

ساقی نے دیا کیا مجھے اک ساغر سرشار
گویا کہ دو عالم سے ظفر بے خبری دی

ہی ڈوبہ سرخ جو وہ رنگ گل اوڑھے ہوے | باغ مین گل برقع خجلت مین گل اوڑھے ہوے

ظفر لب خشک ہین تو دیدہ ہی نم دیدہ عاشق کا
زمین ہی اس خرابی کی کہین سوکھی کہین گیلی

دل اتنا طیش مین کیون لاکے تو بگڑتا ہی
کہ جوش کھاکے جگر مین لہو بگڑتا ہی

چمن مین کہدو نہ چلاے عندلیب اتنا
کہ خوش گلو ہی وہ اسکا گلو بگڑتا ہی

جو ہاتھ بھی کبھی آتا ہی نسخہ اکسیر
نصیب سے کبھو بنتا کبھو بگڑتا ہی

سوال بوسہ کرون کیا بگاڑ مین اس سے
کہ اور سنکے وہ یہ گفتگو بگڑتا ہی

جو رو برو کوئی بولے تو منھ بگڑ جاے
تمھارے سامنے کیا کیا عدو بگڑتا ہی

گیا نہ بعد فنا بھی بگاڑ قسمت کا
کہ میری خاک سے بنکر سبو بگڑتا ہی

خدا نہ دے تجھے ناخن جنون تو رہا تھو ان
ہمیشہ چاک جگر کا رفو بگڑتا ہی

سنوار بیٹھا ہو زلف تو تجھے کیا کام
کسو کا کام گر ای حیلہ جو بگڑتا ہی

خدا ہی ہو کہ بنے اُس سے ای ظفر اپنی
کہ بات بات پہ وہ تندخو بگڑتا ہی

بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی
جیسی اب ہی تری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

لے گیا چھین کے کون آج ترا صبر و قرار
بیقراری تجھے ای دل کبھی ایسی تو نہ تھی

اُسکی آنکھون نے خدا جانے کیا کیا جادو
کہ طبیعت مری مائل کبھی ایسی تو نہ تھی

عکس رخسار نے کس کے ہی تجھے چمکایا
تاب تجھ مین مہ کامل کبھی ایسی تو نہ تھی

راہ ہستی و عدم الکدم میں طی ہوش میں رفتن	ذرہ چمکا ئے جو سیر گا گرم جولانی تجھے

ایک جہان زیر نگین ہی تیرے داغ عشق سے
ای ظفر کیا چاہیے مہر سلیمانی تجھے

تیرے حق میں اُسکی یہ تدبیر کیا خالی پڑی	تیر کیا خالی پڑا شمشیر بھی خالی پڑی
کیا نکل بھاگا ترے دیوانے زندان سے کہ ہی	طوق بھی خالی پڑا زنجیر بھی خالی پڑی
فائدہ ہوویگا کیا تیرے دوا میں ای طبیب	اُسکی گر لی خاک پا اکسیر بھی خالی پڑی
تیشۂ آہ سحر سے کیا نہ ٹوٹا کوہ غم	بلکہ ضرب نالۂ شبگیر بھی خالی پڑی
مدرسے میں عشق کے ہی اور ہی کتاب	شرح بھی بیکار ہی تفسیر بھی خالی پڑی
نی جواب خط ملا قاصد کو نی منہ سے جواب	ساتھ زبان تقریر کے تحریر بھی خالی پڑی
گاہ دیکھا مضمون نے مالی زرسے گو بھرے	اور کبھی دیکھا کہ ہی تعمیر بھی خالی پڑی
گر گیا جسدن سے وہ ناوک فگن پہلو تہی	ہی مرے پہلو میں جانے تیر بھی خالی پڑی

شاہد مقصود ہی کس کی بغل میں ای ظفر
دیکھو ہی آغوش چرخ پیر بھی خالی پڑی

دیگر

وان ارادہ آج اُس قاتل کے دل میں اور ہی
اور یہان کچھ آرزو بسمل کے دل میں اور ہی

وہ مانگ جبکہ نکالے ہے سر کے بالوں کی
کمان ابر میں کیا خوشنما نکلتی ہے

کہاں ہے تاب و تواں یہ کہ دل سے نکلے ہے
نکلتی بھی ہے تو لیکر عصا نکلتی ہے

نسیم خلد پہ کرتی ہے کس طرح کا ناز
تری گلی سے جو ہو کر صبا نکلتی ہے

کہوں میں کیا ترے احسان تیغ اے قاتل
کہ زخم زخم کے منہ سے دعا نکلتی ہے

بھری ہے دل میں کسی کے جو اسکی حسرت وصل
نہ جیتے جی نہ وہ بعد فنا نکلتی ہے

ظفر چھپانے سے کیونکر چھپے یہ سوز درون
کہ زخم سینہ سے آتش سدا نکلتی ہے

چل گیا کوئی ترا تیر نظر اور بھی ہے
آج اک زخم سر زخم جگر اور بھی ہے

مجھ سے کیا پوچھتے ہو غم سے ہی پوچھو کہ
جیسا میں غمزدہ ہوں کوئی بشر اور بھی ہے

قید ہو جائیگا قاصد ہی کہ ڈر کیا ہے مجھے
خط بھی پکڑا گیا ہو یہ خطر اور بھی ہے

جی میں ہے ابر کو میں اپنا دکھاؤں رونا
کہ وہ جانے کوئی با دیدۂ تر اور بھی ہے

چہ شدا ے مدرسے نزاکت کہ اگر زلف کا عکس
بوجھ ڈالے تو لچکتی وہ کمر اور بھی ہے

گذرے دنیا سے تو کیا گر نہ خودی سے گذرے
ابھی در پیش ہمیں ایک سفر اور بھی ہے

کہا مجنوں نے بگولے سے اڑا خاک نہ تو
آج اس دشت میں اک خاک بسر اور بھی ہے

اسنے کس لطف سے پوچھا دم بسمل مجھ سے
کہدو کچھ دل میں تمنا ترے گر اور بھی ہے

ہم انھیں لینے کو جائینگے وہ آئیں کہ نہ آئیں
ابکی باری تو ارادہ یہ ظفر اور بھی ہے

تصور سے سوا دیکھا نہ کوئی راہبر کامل
جہان در پردہ تھا یار وہان بے پردہ ہم پہونچے

کہا نامے مین رکھ کر مین نے لعل لخت دل اپنا
کہ ای قاصد مری جانب سے اسکو یہ رقم پہونچے

دم گم گشتگی پہونچے نہ میری گرد کو عنقا
وہ گو معمورہ ہستی سے تا ملک عدم پہونچے

بلا زلفین فسون آنکھین نگہ فتنہ ادا آفت
پری مکھڑا قیامت قد غضب ناز و ستم پہونچے

ظفر کیسا پوچھتا ہی اُس سراپا ناز کا عالم
یہ زیبائی وہ رعنائی بھلا کس کس کو ہم پہونچے

دیگر

ہر سر مژگان تر لخت جگر آنے لگے
ان درختون مین ثمر کیا طرفہ تر آنے لگے

پر کرونے سے ہنسی اُنکو اگر آنے لگے
ایک عالم برق و باران کا نظر آنے لگے

اشک آوے یاد مژشور لب کو آگے
پر کچھ ایسا ہو کہ دل کی خبر آنے لگے

تجہہ عاشق ہو کے سے ایسی ہوئی بیطاقتی
نقش پہ غش ہر دم ہین ای عشوہ گر دینے لگے

ایک پرچہ بھی نہ آتا تھا پر اب ہی کچھ قریب
خط جو نے لے کر تو اتر نامہ بر آنے لگے

کیا بدمست ہمکو جب سے چشم مست ساقی نے | نظر ہمیان خواب مین بھی شیشہ و پیمانہ آتا ہی

جو سمجھے کفش پا سے فخر دین کو تاج سر اپنا
پسند اسکو ظفر کب افسر شاہانہ آتا ہی

دیگر

ہاے ان آنکھون کی سیری کیا وہ بینائی ہوئی
چھپ گئی آنکھون سے اک صورت نظر آئی ہوئی

ہی جہان تیرے لب لعلین کا ای قاتل شہید
جامۂ پرخون سے نعش اُسکی ہی کفنائی ہوئی

تیری صورت جام کی ہی جام می کا دور ہی
تجکو گردش اس لیے ای چرخ مینائی ہوئی

عارض روشن دکھایا کسنے جسکے رشک سے
روشنی ہی شمع محفل تیری کجلائی ہوئی

رقص بسمل ہووے اور نغمہ بھی ہو فریاد دل
جاسنے جب قاتل کہان کچھ محفل آرائی ہوئی

آئینہ جب دیکھتا ہی یار زلفین کھول کر
دیکھتا ہون صاف دریا پر گھٹا چھائی ہوئی

[illegible]

مجکو نہ گریبان سے نہ دامان سے گلہ ہی	پر دست جنون کو تن عریان سے گلہ ہی
دیکھی نہ کبھی خواب مین بھی زلف پریشان	آنکھون کو مرے خواب پریشان سے گلہ ہی
دو پھول بھی لایا نہ سر گور شہیدان	تا حشر یہ اس رشک گلستان سے گلہ ہی
شکوہ نہیں بسمل کو تری تیغ قضا سے	البتہ تری خنجر مژگان سے گلہ ہی
مین زلف و رخ یار سے رکھتا ہون شکایت	ہندو سے نہ شکوہ نہ مسلمان سے گلہ ہی
شکوہ ہی اگر مجکو تو وحشت سے ہی اپنی	نہ دشت سے نے خانۂ زندان سے گلہ ہی

رو رو کے کیا راز دل اسنے مرا افشا
مجکو ظفر اس دیدۂ گریان سے گلہ ہی

تو نے سب کے دل و دین ای بت بے دین لیے	آپ سے کس نے دیے جس سے لیے چھین لیے
چشم مین اسکے کہان سرمہ کا دنبالہ ہی	دل حذر کر کہ یہ ہی مست قرابین لیے
گالیان دین ہمین ہر بوسہ پہ اسنے دو چار	بوسہ اسکے دہن و لب کے جو دو تین لیے
کون دل شاد کیا غمکدۂ دنیا سے	جو گیا یہان سے گیا خاطر غمگین لیے
اپنے دامن مین بجائے گل تر پارۂ دل	ہین ہمیشہ چمن عشق مین گل چین لیے
دل لیا پنجۂ مژگان مین تری چشم نے یون	جسطرح صید کو چنگل مین ہو شاہین لیے

ای ظفر بحر تفکر مین لگا کر غوطہ
ہم نکلتے نہین سب در مضامین لیے

جلد اول دیوان ظفر

[illegible]

انصاف کی آنکھون سے دیکھا جو ظفر ہمنے
دو چار سے بہتر ہی دو چار سے بدتر ہی

آشنا ہو تو آشنا سمجھے
ہم اسی کو بھلا سمجھتے ہین
وصل ہی تو جو سمجھے اُس سے وصل
زہر دیوے جو اپنے ہاتھ سے تو
تو ہی کعبہ مین تو ہی بتکدہ مین
ہو وہ بیگانہ ایک عالم سے

ہو جو نا آشنا تو کیا سمجھے
آپ کو جو کوئی بُرا سمجھے
تو جدا ہی اگر جدا سمجھے
تیرا بیمار غم دوا سمجھے
ہی وہ مشرک جو دوسرا سمجھے
جسکو اپنا وہ دلربا سمجھے

ای ظفر وہ کبھی نہو گمراہ
جو محبت کو رہنما سمجھے

تو جو کا غلچین مین گل کتر کر پھینک دے
اپنے پر منقار سے بلبل کتر کر پھینک دے
باغ مین آوے جو تو اپنی کتر کر بیڑیان
موے زلف اپنے ابھی سنبل کتر کر پھینک دے
یون اُڑا دیتے ہین سر عاشق کا وہ بیداد گر
شمع کا گلگیر جیسے گل کتر کر پھینک دے

جلد اول دیوان ظفر

[illegible]

گر نہیں سوز اپنی برق تو نالہ ہوگی عندلیب
جل کے خاکستر ہزارون آشیانے ہوئین گے

سبحہ گردانی کرینگے عشق مین آنکھون سے ہم
تار مژگان مین جو پھپھولون کے دانے ہوئین گے

شام ہی سے ہے وہ جو گھٹکے دیکھو میرا حال نزع
گھر مین ہان گھی کے چراغ انکے جلانے ہوئینگے

سنکے ای قاصد جو وہ چپکے ہین پیغام وصال
ڈھونڈتے دل مین نہ آمد کے بہانے ہوئینگے

اپنے انجم مجکو دکھلا کر فلک کہتا ہی دیکھ
عشق مین اتنے ہی تجکو داغ کھانے ہوئینگے

آدم خاکی مین ہی جو یہ زر حسن ای ظفر
کر دیے اس خاک مین پنہان خزانے ہوئینگے

بر آ روشنی دل ہی دل مین داغ اوسے
درون خانہ تاریک ہی چراغ اوسے

بہار دیکھ لگا اپنے دست و پا مین حنا
نہین ہی اس سے تماشائے چار باغ اوسے

مجھے دکھاوے خدا اپنی چشم میگون تو
کہ میرے حق مین ہی ساقی یہی ایاغ اوسے

زیادہ رتبہ بد کو ہو خوش کلام سے کیا
کہ ہو سکے کمو طوطی سے کیونکہ زاغ اوسے

نہ وہ ملا نہ ملیگا سوا کو یہ زلف
جو ہی پنہان دل گم گشتہ کا سراغ اوسے

سمجھ نہ سلطنت جم سے کم قناعت کو
ہزار ملک سے یک گوشہ فراغ اوسے

ظفر ہی کیون کہ نہ عالم پسند تیرا سخن
کہ تیرا فکر رسا دل صفا دماغ اوسے

خط سبز اسکا گیا زیب ذقن ہی
بر بہت کعبہ جنت کا چمن ہی

[illegible]

دیگر

داغ حسرت جو دل فرمانبر جانان پہ ہی
عشق کی مہر تزک فرمان والا شان پہ ہی

ہینے جانا آج پھر آیا ہی عقرب مین قمر
اس طریقے سے کہ زلف اسکی رخ تابان پہ ہی

دیکھ پیشانی پہ جنبان تیرا ٹیکا بہ یقین
مہر سرگردان سدا گردون گردان پہ ہی

ابر تو بھی ناک ڈھوتی کہ سقراض صبا
دیکھ تو کیا کیا کرتی لہر ریگستان پہ ہی

یار کی لعل حیات افزا پہ دیکھ خط سبز
خضر آ بیٹھا یہ گویا چشمۂ حیوان پہ ہی

ناتوانی سے گران ہی وہ بھی مجنون کو ترے
تار آنسو کا اگر کوئی تن عریان پہ ہی

اک تبسم سے کریگا تیرا سو ٹکڑے جگر
غنچہ تو کس منہ سے ہنستا اس لب خندان پہ ہی

جسکی گردن پر پھرا مانگا نہ پانی اس نے پھر
آبداری ختم تیرے خنجر بران پہ ہی

ہی تو مشت خاک یہ ناچیز پر کچھ چیز ہی
ای ظفر جس سے فرشتون کو بھی رشک انسان پہ ہی

زندہ یون عشق مین ہین مائل گیسو جلتے
جسطرح سے کہ پس از مرگ ہین ہندو جلتے

گرمی دل سے ہین یہ سینہ و پہلو جلتے
کہ نکلتے مری آنکھون سے ہین آنسو جلتے

آدمی میرا ترے گھر مین کہان جا کے کو ان
پر فرشتون کے ہین وان شوخ پری رو جلتے

پارۂ دل کو ہوا گریہ سے مژگان پہ فروغ
دیکھ پانی سے چراغان ہین لب جو جلتے

شعلہ سے برق تلک شمع سے خورشید تلک
دیکھ کر سب ہین یہ تیرا رخ نیکو جلتے

سرد ہو گرمی بازار تری ای خورشید
داغ سینہ مین مرے دیکھے اگر تو جلتے

دیگر

تمنا دل جتا تا چھانا انکا کھیا

گلی چھانی ہی ... دنیا کی بھی

سبب بیدار بختی کا ہوا ... غفلت درس کیا ہی

قصہ خوانی ہی ... محبت کی دو رنگی ہی یہین زار

گلزار نشو و ارغوانی ہی ... نیستان ہی

یہ نہین ... دل مین نہ آوے ... خدا سے کچھ نہ کر سکتا کوئی لیکن ... ہوئی خاموش اپنی شمع جل کر بزم مین

جلد اول دیوان ظفر

ڈر ہی خوبان کمان ابرو سے یہ ناوک فگن	تیر مژگان دل پہ ہین سو سو برابر مارتے
پاس خاطر تھا اسیری مین ہمین صیاد کا	ورنہ ہوتا دام سو ٹکڑے اگر پر مارتے
سرکشی کرتے تھے سیکڑون بروای شعلہ خو	شمع کو محفل مین ہان گردن نہ کیونکر مارتے
فتنۂ محشر ہزارون پیش پا افتادہ ہین	پر نہین ہندا سے وہ ایک ٹھوکر مارتے
دمبدم کرتا ہی ہمپر تیز تو تیغ ستم	اور ہم ہرگز نہین دم ای ستمگر مارتے
کچھ تو منھ کھولا ترے آگے کہ جیسے بانگے	ہین طمانچے دمبدم منھ کے برابر مارتے
خیر گذری تو نے دکھلائی نہ اپنی چشم مست	ورنہ میکش شیشہ اب ساقی کے ساغر مارتے

لکھے تو ایسی غزل کوئی قلم برداشتہ
ای ظفر لاف سخن ہین کیا سخنور مارتے

دیگر

یہان تدبیر کشت وخون وقصد ظلم رانی ہی
یہان ہی صبر وشکر اور آرزوے جانفشانی ہی
نہین ہم ڈرتے گر قاتل کو قصد تیغ رانی ہی
ہمین پاس وفا ہی جان دینی شادمانی ہی
تری آب دم شمشیر آب زندگانی ہی
شہیدون کے لیے تیرے حیات جاودانی ہی

کہان عشق ہین ... [illegible]

[illegible]

مبصر کہتے ہین دیکھ اسکی جبین ابروے پر خم کہ یہ جوہر بھلا کاہیکو تیغ اصفہان پر ہی
نظر سے مہر کی کب دیکھتے ہین خاکساروں کو دماغ ان مہ جبینوں کا ہمیشہ آسمان پر ہی
پھنسا یا تو جو دل کیا طرۂ شمشاد مین قمری ہماری جان ہی جاتی کسی سرو روان پر ہی
یہی ہی عین ایمان طاق سمجھو عشق مین اسکو رکھا ایمان جنہنی طاق ابروے بتان پر ہی
قفس سے چھوڑتا ہی جبکہ اڑنیکی نہین طاقت ستم صیاد کیا کرتا اسیر ناتوان پر ہی
پہونچتا ہی جہان پیک تصور اپنا در پردہ پرندہ مار سکتا ہی پر پرو کیٹہان پر ہی
کرے ہی ناز کیا کیا سرفرازی پر محبت کی شہید ناز کا تیر ہے جو سر نوک سنان پر ہی
نہ کعبہ سے غرض نے بتکدہ سے کام ہی اسکو جھکایا ای ظفر سر جسنے دل کی آستان پر ہی

حضرت دل عشق کے رنج و تعب مین پڑ گئے ہی غضب بیٹھے بٹھائے کس غضب مین پڑ گئے
اوس نے کیسی قہر کی آنکھون سے دیکھا آئنہ تیلے یکبارگی شہر حلب مین پڑ گئے
کار دنیا ہووے یا ہو کار دین محنت ہی شرط اُنسے کیا ہوگا کہ جو عیش و طرب مین پڑ گئے
بلبے سوز دل کہ مین سرو چراغان بنگیا داغ اتنے میرے تن پر ایک شب مین پڑ گئے
کیون ادھر چشم عنایت سے نہین پڑتی نظر پڑ گیا آنکھون پہ رنج نے سبب مین پڑ گئے
ای محبت دور ہی مطلب کی منزل اور یہان چلتے چلتے آبلے پائے طلب مین پڑ گئے
عقدۂ دشوار ہی ای دل یہ کھلنے کا نہین آپ کیون فکر دہان غنچہ لب مین پڑ گئے

بجاؤن تیری آنکھوں سے دل بیناکیونکر اوپر
نہین چلتی کوئی تدبیر ان آنکھوں کے آگے ہی

نہین ہی اعتبار گلشن ہستی کہ رنگ اُسکا
ہوا کیا کیا ظفر تغیر ان آنکھوں کے آگے ہی

اُن سے شب جو اب نہین ہوتی جو ملاقات سی ہی
صبح بھی چشم تصور مین مری رات سی ہی

سوزش عشق مین آنکھون سے رواں ہین آنسو
عین گرمی بھی مرے واسطے برسات سی ہی

زندہ کر دینا دل مُردہ کا ای عیسیٰ دم
آگے تیرے لب جان بخش کے اک بات سی ہی

روک سکتا نہین مین اپنی درفشانی تنک
کہ بدولت تیری ای عشق یہ خیرات سی ہی

صید کرنیکو مرے دل کے وہ چشم قاتل
دیکھیے کیا ہو لگائے ہوے پھو گھات سی ہی

کوئی ہشیار نہین جو ہی سرمست و خراب
بزم دنیا عجب اک بزم خرابات سی ہی

جنکو ہر لحظہ و ہر دم ہی الی اللہ رجوع
بات بھی اُنکی ظفر ایک مناجات سی ہی

دیگر

خط و پیغام اُنکو نامہ بر پہونچا ہی جائین گے
پہونچکر لاکھو ڈھب سے وہاں خبر پہونچا ہی جائین گے
نچھوڑا ہی نچھوڑین گے ہم اُنکی زلف کا سودا
بلا سے وہ اگر ہمکو ضرر پہونچا ہی جائین گے

جاینگے محکمہ مین اگر تیرے داد خواہ | مایوس لیکے ہاتھ مین محضر پھر آئینگے
جسکو وہ منھو لگائینگے ہنگام میکشی | کیا کیا اُسے وہ صورت ساغر پھر آئینگے
ہرجائی ین ہے اپنی یہ خورشید رو ہمین | مانند ماہ شہر مین گھر گھر پھر آئینگے
گویا خدا کے گھر سے پھرینگے وہاں صنم | جتنے کہ تیرے کوچے سے جا کر پھر آئینگے
چھوٹے ہمارے سر سر نالہ سے دیکھنا | بھنور کی طرح کو بکو پھر کر پھر آئینگے

وصل اُسکا آب خضر ظفر ہو کہاں نصیب
پیاسے بہت مثال سکندر پھر آئینگے

ضبط نالہ ہو ادھر گرمی اُدھر پہنچے ہی گی | دل کو ایسی راہ ہے اُن کی خبر پہنچے ہی گی
مثل شمع صبحدم ہوویگا ٹھنڈا آفتاب | ٹھنڈی ٹھنڈی گر مری آہ سحر پہنچے ہی گی
دور ہی گرچہ نگاہ چشم ظاہر بین سے یار | دور بین دل سے مگر میری نظر پہنچے ہی گی
کچھ اگر تاثیر رکھتا ہی مرا مضمون شوق | تجھ سے وان پہلے خبر اے نامہ بر پہنچے ہی گی
برق تو ہنستی ہی کیا دیکھ اپنے دامن کو بچا | آسمان پر اپنی آہ پر شرر پہنچے ہی گی
بال بھی رکھتا نہین پر اس گلی مین میری خاک | دیکھنا چڑھ کر ہوا کے دوش پر پہنچے ہی گی

فخر دین فخر جہان کی دولت الطاف سے
دولت ہر دو جہان تمکو ظفر پہنچے ہی گی

دیگر

[illegible] جیسا تھا
ویسا ہی ہے [illegible] وتاب کا عالم جیسا تھا
[illegible] جیسا تھا
ویسا ہی ہے [illegible] جیسا تھا
ویسا ہی ہے [illegible] جیسا تھا
ویسا ہی ہے [illegible] جیسا تھا
دل یہ گرفتہ خاطر [illegible] جیسا تھا
ویسا ہی ہے [illegible]
دیکھا

[illegible]

دیگر

[illegible]

دیگر

دھرے ہی دست شانہ چین زلف یار مین اُنگلی
وگرنہ کون دیتا ہی دہان مار مین اُنگلی

کہا مین نے کہ گل سے بھی زیادہ کوئی نازک ہی
اُٹھائی شاخ نے تیری طرف گلزار مین اُنگلی

جنون کو شوق چاک جیب اور یہان ناتوانی ہی
کہ ہل سکتی نہین الجھی جہان یکتار مین اُنگلی

سلائی گر نہین پیکان تو ہی اُس ناوک افگن کا
نہ پھیرا ے چارہ گر زخم دل افگار مین اُنگلی

دکھائین جائین گے اپنے جو زیر بار حسرت ہم
دبائے کوہکن دانتون تلے کہسار مین اُنگلی

بتایا تھا کہین اونگلی سے اس نے شاہ خوبان کو
کٹے ہی شمع کی جو حسن کے بازار مین اُنگلی

مجھے کس آنکھ سے دیکھا کہ جو تار شعاعی سے
فلک نے کی ہی چشم مہر پر انوار مین اُنگلی

جلد اول دیوان ظفر

[illegible]

دیگر

[illegible]

بلا سے ٹوٹے جو کبھی نشتر وحشت میں
انگلیوں ہو رشک سے ہر زلف پر شکن کی عجب
دل شکستہ کا احوال اگر کروں تحریر
بدی یہ ہی گریہ عاشق نے ابر تر سے شرط
الجھو کے زلف سے یوں ٹوٹے موتی بالے کے
ترے ہی جام میں ساقی طلسم کیفیت
جو شوق بت شکنی ہے تو اپنے نفس کو توڑ

ٹوٹے یہ خار جگر کیوں تہ قدم ٹوٹے
اے شاخ سنبل تر کھا کے پیچ و خم ٹوٹے
لکھوں جو حرف بھی تا بت کہ مجھ قلم ٹوٹے
نہ تار آنسوؤں کا دیکھو چشم نم ٹوٹے
کہ تارے رات کو اس طرح ہونگے کم ٹوٹے
اگر یہ ٹوٹے تو گویا کہ جام جم ٹوٹے
کہ ٹوٹے تجھ سے اگر یہ بڑا صنم ٹوٹے

یہاں کے آنے کی اس یار نے قسم کھائی
کچھ ایسی بات ظفر ہو کہ یہ قسم ٹوٹے

کیتے تھے جو نازنین یار اپنی گل چھاتی پہ ہے
یاد آتا ہے جہاں چھاتی پہ اسکا لوٹنا
واسطے اس کے دیکھے کر نا نہیں پرندہ کی جیب
کیا لگا دوں جام منھ منھ میں کہ جاتی ہے بوند
ہول دل کی کچھ نہ پوچھو گرمی دل سے مری
سب کا دل ہل جائے ہے سیدم کوئی ماتم زدہ
وہ عنایت ہو ظفر پر جس سے مست جام

سنگ خارا کا ابلنے کے فرش گل چھاتی پہ ہے
طفل اشک آنکھوں سے آتا دوڑ میں جل چھاتی پہ ہے
داغ جو چھاتی کا ہے جاتا وہ کھل چھاتی پہ ہے
گرتی بیہوشی ہے وان ہونٹوں سے مل جاتی پہ ہے
شب کی تختی لگی جوں موم گھل جاتی پہ ہے
ہاتھ اپنا مارتا با شور غل چھاتی پہ ہے
بار غم جو اسکی ای شاہ رسل چھاتی پہ ہے

رنج دیتا ہے ظفر آرام عقبیٰ کا سبب
آخرش محنت مری راحت مجھے پہونچائیگی

مرا قابو دل کی ہوس پر ہو ہوس میں کچھ نہیں چلتی
کہ جیسے جانور تڑپے قفس میں کچھ نہیں چلتی

اگر آگ اے غم ہوتا اُسے اگر ہم جانتے
کریں اے ہمنشیں ہم کیا کہ وس میں کچھ نہیں چلتی

نہیں بس میں ہمارے سمجھا دو اُسکو یا کہو جا
پڑے ہیں ہم کسی ایسے کے بس میں کچھ نہیں چلتی

پھر آنا جانا دم کا ہے فقط اُسکی عنایت سے
کسی کی آمد و رفت نفس میں کچھ نہیں چلتی

دل و جان سوز عشق ہم سے چھپکے جلتے ہیں کیا
لگی ہے آگ وہ جس خار و خس میں کچھ نہیں چلتی

لگائیگا کوئی کیا آگ اُنکو میری جان بے
کہے گر سو برس تو سو برس میں کچھ نہیں چلتی

ابھی چل جائے سب تدبیر اپنی گر وہ تنہا ہو
ظفر اندیشہ ہاے چند کس میں کچھ نہیں چلتی

ترے شمشیر سے گردن ہماری پھیری نہیں جاتی
کہ ہو اقرار سر بازی زبان پھیری نہیں جاتی

اگرچہ دیکھی ہیں تیرے کیونکر وہ پھیر لیں آنکھیں
ترے چشم مروت ہم سے ہاں پھیری نہیں جاتی

نصیحت ہو چکی بس ناصحو کیوں مجھکو چھیڑو ہو
جہاں آئی طبیعت مہرباں پھیری نہیں جاتی

کہے گر اور کوئی تو جواب اُسکا دیا جائے
تمہاری بات اے آرام جان پھیری نہیں جاتی

ترے بیمار کا یہ حال ہے اب ناتوانی سے
کہ کروٹ اے مسیحا زبان پھیری نہیں جاتی

بلا سے خاک ہو برباد ساری کسارون کی
سمند ناز کی اُسکے عنان پھیری نہیں جاتی

کاروان حیات سے تن زار ہی مگر گرد کاروان باقی
سینہ کاوی نکر نگین کہ رہا کس کا یان نام اور نشان باقی
دم محبت کا زندگی ہی مری ورنہ ہی مجھ مین دم کہان باقی
کچھ کھٹکتا ہی دل مین ای جراح کوئی پیکان ہی یا سنان باقی
خیال خال اس زمانے مین ہوگا ای ظفر کوئی نکتہ دان باقی

نہ دل خوشی ہی نہ رنجیدہ سیح تو یہ یون ہی جو ایک نفس کبھی درون ہی تو یک نفس یون ہی
نغان سے اپنی دل اہل قافلہ ہی دو نیم جگر خراش کہان نالۂ جرس یون ہی
قفس کے تکڑے اڑادون پھڑک پھڑک کر آج ارادہ سیر اسیران ہمنفس یون ہی
خدا نکر جو لگے آستین سے اشک ترہ نکالا تیرے لیے ہمنے عطر خس یون ہی
کسی کے خال لب شکرین پہ ہی اسے رشک یہ دونون ہاتھون سے سر سیٹتی مگس یون ہی
یہ سر ہو اور ظفر آستان فخر الدین اگر ہوس ہی تو کیسی مجھے ہوس یون ہی

جو زخم دل کو مرے صاف کرکے دو ٹانکے تو اس مین کچھ نمک سودہ بھی دو ٹانکے
ہزار تار شعاعی کو تاب دکھ خورشید لگین نہ چاک مین جیب سحر کے دو ٹانکے
تمہاری سوزن مژگان سے فائدہ کیا کچھ جو زخم دل مین نہ تار نظر کے دو ٹانکے

[illegible]

جو یاں کا ذکر وہ دو چار یاروں میں نکالیں گے
سراپا شمع ساں جل جائینگے لیکن زباں سے ہم
نہیں نکلی یہ حسرت گر ترے آزردہ جانوں کی
خدا ناخواستہ گر ہو گئے برہم تو پھر گو سے
محبت کا نہ اصلا نہیا پارساؤں میں
نکالیں گے جو دل سے آہ آتشبار ہم اپنے
ستمگر جان دینگے پر وہی ہم کر دکھائینگے
جبیں سا ہو جنکے افشاں مہ جبیں گر تو دکھائیگا

تو ہم دل کا بخار اپنے ہزاروں میں نکالیں گے
نہ ہرگز سوز دل آتش زبانوں میں نکالیں گے
تو خاک ارمان اپنے وہ ہزاروں میں نکالیں گے
وہ پھر موں کو بھی تقصیر واروں میں نکالیں گے
رہ اخلاص اب ہم پارساؤں میں نکالیں گے
شرر شعلہ میں اور شعلہ شرر میں نکالیں گے
جو منہ سے بات تیرے جاں نثاروں میں نکالیں گے
تو پھر ہم عیب جن جن کر ستاروں میں نکالیں گے

ظفر ہم چشم پوشی دیدہ و دانستہ کرتے ہیں
وگرنہ کام سب اپنے اشاروں میں نکالیں گے

سینچی ای قاتل تری تصویر منہ میں بنگئی
آہ دل میں پر اثر تھی پر مری تقدیر سے
کہتا انکے روبرو کیا میں کہ حیرت سے زباں
بات اب وہ منہ سے جو کرتا ہی تو اگلے ہی نہ تیر
شمع میں گرمی نہ تھی جو کھا گیا شعلہ کہ تو
پرورش کو طفل غنچہ کی نہ دایہ بہار

قتل کو میری زبان شمشیر منہ میں بنگئی
کیا کروں میں آکے بے تاثیر منہ میں بنگئی
شکل برگ غنچہ تصویر منہ میں بنگئی
پان کی مسی کی کیا تحریر منہ میں بنگئی
گل کی گولی بھی نہ ای گلگیر منہ میں بنگئی
بوند شبنم کی برنگ شیر منہ میں بنگئی

جلد اول دیوان ظفر

[illegible]

گر پڑے پانوٴن پہ مثل سایہ اس خوش قد کے سرو
کیا مجال اُگے کھڑا رہوے قدم گاڑے ہوے

حسرت و درد و الم رنج و تعب اندوہ و یاس
ساتھ دل کے دیکھا مین نے جمع کیا دھاڑے ہوے

تھے عدم مین جب تلک واقف نہ تھے جھگڑون سے ہم
آکے ہستی مین یہ سب معلوم لنجھاڑے ہوے

اوڑ گئی صیاد اب دل سے ہوس پرواز کی
بیٹھا رہنے دے قفس مین ہمکو پر جھاڑے ہوے

گرم نالون سے ہوئی ہین یون تو کیا کیا گرمیان
سرد آہون سے ظفر لیکن بڑے جاڑے ہوے

دیگر

جب دل سوزان کی مژگان سے کئی تارے چھوڑے
قطرے پانی کے چھوڑ گیسو سے اسکے بعد غسل
خوب ہنس ہنسکر سنائین تونے ہمکو گالیان
جھڑ پڑے مژگان سے میرے اشک کے قطرے اگر
کفش پا سے اُس کے جھوشش کے ہنگام خرام

کیا کہون کیا آگ برسی کیسے انگار چھوڑے
کیا تماشا ہی شب تاریک مین تار چھوڑے
پھول کیا کیا واہ وا منہ سے ترے پیار چھوڑے
ساری شیخی ایکدم مین تیری فوار چھوڑے
سب ستارے کیا جھڑے گویا کہ سیار چھوڑے

دیگر

دیگر

آہ سوزان کا مری چرخ پہ انجم ہی حریف
آبلے سینے پہ جل جلکے نہ کیونکر پڑتے

تشنۂ خون وہ نہوتا جو مرا ای سفاک
کاٹنے جوہر سے نہ خنجر کی زبان پر پڑتے

خاک اُڑجاتی نہ کیون مزرع دل کی میری
غم وحسرت کے یہان ورنہ ہین لشکر پڑتے

ای ظفر کس کے یہ عارض سے ہوا تھا روکش
کہ طمانچے ہین ہوا سے رخ گل پر پڑتے

ہوگئے تیر وشکر وہ یار بھی ایسے ہوے
تلخ کڑوی زندگی بیمار بھی ایسے ہوے

قد قیامت کیا بنا فتنے بنے وہ ناز بھی
اس قیامت کی نمود آثار بھی ایسے ہوے

جو ہوے مفتون تمھاری نرگس بیمار کے
پھر وہ جانبر ہجر سے بیمار بھی ایسے ہوے

برق تھرائی کہ دامن کے کہین ٹکڑے نہون
تیز وادی کے ہمارے خار بھی ایسے ہوے

میرا کہنا تو نمانا حضرت دل نے ہوے
خوب پچتائے ذلیل وخوار بھی ایسے ہوے

ہمپہ جو صدمے ہوے لاکھون محبت مین تری
غیر پر اب تک نہین دو چار بھی ایسے ہوے

کنج تنہائی مین مونس ہی ہو تو رنج وغم
میری قسمت سے مرے غمخوار بھی ایسے ہوے

برسے بادل لاکھو بار اس چشم تر کے سامنے
پر کہو یار و کبھی خونبار بھی ایسے ہوے

شکوۂ رنجش نکر ہین ابتو لطف انکی ظفر
گر عتاب ایسے ہوے تو پیار بھی ایسے ہوے

دل ہی میرا داغ دل کی یون سیاہی کے تلے
بادشہ ہو جیسے چتر بادشاہی کے تلے

کھلتے کھلتے رک گئی وہ آنکھ تو نے ای ظفر
سچ بتا کس آنکھ سے دیکھا کہ چاہت کھل گئی

پھر بہار آئی ہی لو اور ہوا پھرتی ہی
جھاڑتی صحن چمن باد صبا پھرتی ہی

نہ چھری پھیر کہ ہم ذبح یونہین ہوتے ہین
ابھی ظالم جو تری آنکھ ذرا پھرتی ہی

مین شبیہ مہ کنعان کو بھلا کیا دیکھون
صورت آنکھون مین تری مہر لقا پھرتی ہی

لاکھ تدبیر سے پھیرین مجھے میرے احباب
کوچہ یار سے پر میری بلا پھرتی ہی

کوچہ گردی کی جو کچھ دل مین ہوس باقی ہی
خاک بھی اُڑتی مری بعد فنا پھرتی ہی

دے کے دل قاتل بے رحم کو پھیرون کیونکر
کہ نہ تقدیر پھرے ہی نہ قضا پھرتی ہی

ای ظفر گردش چشم اُسکی ہی کچھ اور بلا
آسیا چرخ کی پھرتی ہی تو کیا پھرتی ہی

قدسی صفات ہو کے بشر کیونکہ ہو گئے
ہم تھے اُدھر اُدھر سے ادھر کیونکہ ہو گئے

کیا عاشقون سے پوچھے ہی مژگان سے اپنی پوچھ
یک لخت ٹکڑے اُنکے جگر کیونکہ ہو گئے

دیکھا اُنھین جو ہنستے تھے ہستی مین آنکر
گم ہنستے ہنستے مثل شرر کیونکہ ہو گئے

ڈر موت سے کسی کا نہین ہی زیادہ تر
پوچھو تو غافلون سے نڈر کیونکہ ہو گئے

پرتو پڑا ہوا ہی ترے نور حسن کا
روشن وگرنہ شمس و قمر کیونکہ ہو گئے

کی گر کبھی نہین ہی تری آب تیغ نے
تو خشک میرے زخم جگر کیونکہ ہو گئے

جلد اول دیوان ظفر

دیگر

مصحف رخ پر ترے خط ہی کہان | وہ کلام اللہ کی تفسیر ہی
دل سمجھ جائے ہمارا ناصحا | دیکھیں کیسی آپ کی تقریر ہی
خانۂ زندان ہی تجھ بن چمن باغ | موج رنگ گل نہین زنجیر ہی

کوچۂ تخسیر جہان کی ای ظفر
خاک کی چٹکی بھی بس اکسیر ہی

جب قفس کی سمت گلشن سے ہوا آ گئی | ہم صفیر ان چمن کی اک صدا سی آ گئی
کھول کر زلف سیہ اُسنے جو دیکھا آئنہ | صاف دریا پر نظر کالی گھٹا سی آ گئی
کیا ہوا ہتی نہین کہنا کہے دیتی ہی آنکھ | لے کے دل کو کچھ ترے دل مین دغا سی آ گئی
تھے برنگ گل شگفتہ غیر کی محفل مین وہ | دیکھتے ہی مجکو چہرے پر اداسی آ گئی
ای قناعت کر دیا ہی تو نے مستغنی مجھے | تیری دولت ہاتھ میرے کیمیا سی آ گئی
آنکھ نیچی باغ مین نرگس کی کیجو ای صبا | روبرو شاید کسی گل کے حیا سی آ گئی
اس شب ہجران کا منھ کالا کہ ابکی سیاہ | سر پہ میرے یہ کہان سے اک بلا سی آ گئی
آ گئے تو شیب نہون گے ایسے چرخ پیر کے | شاید اب پیری کے باعث بیحواسی آ گئی

دل ہی وہ آئینہ پھر بھر کر نہین ہوتا ہی صاف
ای ظفر اسمین کدورت جب ذرا سی آ گئی

ہم ابکی جیتے اگر اُس صنم کے در سے پھرے | کہینگے لوگ ہمین یہ خدا کے گھر سے پھرے

مزا تبدیل کرنے سے ہی کیا ہوتا مزا حاصل
مزا اسمین ہی کھائے با مزہ اور بے مزہ سمجھے

جو اپنی جان دینے کو حیات جاودان جانے
وہ اس آب دم شمشیر کو آب بقا سمجھے

بچھائین زیر پا آنکھین ہین وہ تو خاکسارون نے
کہ جنکو خاک رہ پر اپنے ہو تم نقش پا سمجھے

اونھون نے خط جو میرا کھولتے ہی پھاڑ کر پھینکا
کوئی پوچھے پڑھا کیا آپ نے کیا مدعا سمجھے

ترے بیمار غم کا حال یہ ہی ناتوانی سے
اگر ہاتھ آئے پائے مور تو اسکو عصا سمجھے

امید زندگانی اپنی آخر قطع کر بیٹھے
ظفر عشق و محبت کا یہی ہم انتہا سمجھے

دیگر

ہے دل کو جو یاد آئی فلک پیر کسی کی	آنکھون کے تلے پھرتی ہی تصویر کسی کی
گریہ بھی ہی نالہ بھی ہی اور آہ فغان بھی	پر دل مین ہوئی اسکے نہ تاثیر کسی کی
ہاتھ آئے ہے کیا خاک ترے خاک کف پا	جب تک کہ نہ قسمت مین ہو اکسیر کسی کی

سرکشی سے آج تک مجھ سے کشیدہ ہی وہ یار
کچھ تو ای دل کی کشش تاثیر کرنی چاہیے

مخبرون نے میری جانب سے لکھا ہی کچھ اسنے
ابکی بھی کوئی خبر تحریر کرنی چاہیے

عشق کہتا ہی کہ جاری ایک نہر خون کی ابھی
جب وہان فرہاد جوے شیر کرنی چاہیے

گر غم یار آئے دل مین کیونکر مین سوا کرون
ایسے مہمان کی تو ہان توقیر کرنی چاہیے

شمع کا سر کیون قلم کرتا ہی سنے کیا کیا
زیادتی اتنی نہ ای گلگیر کرنی چاہیے

آگیا آنکھون مین دم بیان کرتے کرتے انتظار
جلد آؤ اتنی کیا تاخیر کرنی چاہیے

ڈھا دیے گردون نے گنبد سیکرون جون گرد باد
بس بلند اتنی نہ یہان تعمیر کرنی چاہیے

خاک پاے مخزن ہی اپنے حق مین کیمیا
ای ظفر کیون خواہش اکسیر کرنی چاہیے

جب ہمارے انکے سب شکوون کے دفتر پھٹ گئے
پھر کلیجے اپنے بدخواہون کے سارے پھٹ گئے

بلبلے سوز عشق بھڑکی ہی پس مردن بھی آگ
گور پر تفتہ دلون کے سارے پتھر پھٹ گئے

ہاتھ سے جوش جنون کے اور خار دشت کے
جیب و دامن آخرش دونون سراسر پھٹ گئے

نالہ کش اتنی ہوئی گلشن مین نواے عندلیب
پردے گوش گل کے تیرا شور سنکر پھٹ گئے

خوب رویون نے جو دیکھا جلوہ تیرے حسن کا
سب کے سینے جون کتان ای ماہ پیکر پھٹ گئے

ای ستمگر لے مبارک ہو کہ تیرے روبرو
سب ترے فریادیون کے آج محضر پھٹ گئے

ہو گئے پیدا ادھر قسمت سے دریا مین بھنور
تختے کشتی کے ادھر کھاتے ہی ٹکر پھٹ گئے

یہ تو نہیں معلوم ہمیں کون آئے گا مہمان آج نیا
لیکہ جو بلی اُنکی ظفر یان سنتے ہین ہم جھڑتی ہی

دیگر

دہان سر عارض جو ہو زلف خم کھا جائینگے
تو بنا کر سانپ یان اپنے کئی ہم کھا جائینگے

بوسہ لب کے سوا تیرے نہو گا فائدہ
گرچہ یاقوتی ترے یا غم کھا جائینگے

دہان بھرنے کے نہ دیوانے ترے جون گرد باد
سیکڑون چکر سر دشت عدم کھا جائینگے

ہاتھوں رنج والم کے وہ غضب چاکو ہین تیز
استخوان کو بھی یہ مانند قلم کھا جائینگے

دعویان رانق پر نہیں کچھ بس کشتہ ہین نہیں
کھائینگے پھر کیا جو یہ دام و درم کھا جائینگے

گر یہی ہی اضطراب دل تو یہ بسمل ترے
کتنے ہین ہم تیر شمشیر ستم کھا جائینگے

سینہ وا کر کر نکالین اُن سے یہ مجنون کی جان
جو تمھاری زلف کی جھوٹی قسم کھا جائینگے

روز جو کھائین سگے رنج و غم محبت مین ظفر
دیکھ لینا اُنکو اک دن رنج و غم کھا جائینگے

نگاہ یار یون داغ جگر پر جھکے بیٹھے ہی
کہ جیسے ضرب تیغ اچھی سپر پر جھکے بیٹھے ہی

ارادہ خاک مین کرتا ہی جو اپنے ملانے کا
وہ مثل نقش پا اُس رہگذر پر جھکے بیٹھے ہی

لب شیرین پہ ہے اُسکے خال کو یہ ہوشنگی یون ہی
مگس جس طرح سے شہد و شکر پر جھکے بیٹھے ہی

لگا رہتا ہی تیرا باغ مین ای باغبان کھٹکا
کہان مرغ چمن شاخ شجر پر جھکے بیٹھے ہی

دیگر

دیگر

[illegible]

تو دل کی مشعل راہ سراغ گل ہوجائے	خدانخواستہ بجھ جائے گریہ شعلۂ آہ
جو تیری طرح سے نازک دماغ گل ہوجائے	چمن میں کون سنے عندلیب کی فریاد

ظفر بعید نہیں اشک خون سے مجنون کے
نمود گر سر ہر خار راغ گل ہوجائے

بتوں نے حسن پر نخوت اگر سیکھی تو کیا سیکھی
نکورو ہوکے بدخصلت اگر سیکھی تو کیا سیکھی
نہیں میری طرح برق جہان کو یاد بیتابی
وہ میری دیکھ کر حالت اگر سیکھی تو کیا سیکھی
جو کھینچے یار کو اپنی طرف ہم اسکے قائل ہین
کسی نے کھینچنی صورت اگر سیکھی تو کیا سیکھی
ترے کام آئے عقبیٰ مین جو سیکھے کام سیکھ ایسا
پئے دنیا کوئی صنعت اگر سیکھی تو کیا سیکھی
کتابین دیکھ دیکھ آنکھون کو پھوڑا اپنی واعظ نے
یہ کج بحثی باین محنت اگر سیکھی تو کیا سیکھی
تری طینت مین ہے بے مہری ہے اب تو نے سکھائی ہے
کوئی رسم رہ الفت اگر سیکھی تو کیا سیکھی

[illegible]

[illegible]

نہ پایا اُنسے جو ہمنے کلام کا یارا
ہمارے رہ گئے لب ای ظفر کھلے کے کھلے

سوے جس رات کہ ہم ہجر مین روتے روتے
خواب مین وصل ہوا صبح کے ہوتے ہوتے

شمع کی طرح سے ہم رات کو رستے روتے
بہہ گئے آنسوؤن مین صبح کے ہوتے ہوتے

جسکے ملنے کی تمنا تھی نہ پایا اُسکو
ہو گئی عمر بسر جان کو کھوتے کھوتے

نہ ملی عشق مین فرہاد کو مزد محنت
مر گیا مفت وہ پتھر یونہین ڈھوتے ڈھوتے

تیرے دامن سے مرا خون نہ چھٹے گا قاتل
گرچہ دامن ترا اُٹھ جائیگا دھوتے دھوتے

موت یار آئی تو غفلت سے ہوا یون ہین ہم ہشیار
ڈر کے جون خواب مین چونکے کوئی سوتے سوتے

ای ظفر گریہ بارش سے مرے کیا ہی عجب
سبز ہو دانہ اگر خاک مین بوتے بوتے

اشک کے شور آبہ سے کیا آستین گلجائے ہی
بلکہ چھکے ہی زمین پر تو زمین گلجائے ہی

دل ترا ہی سخت پر یہ آہ وہ ہی جانگداز
اس سے تو فولاد بھی ای نازنین گلجائے ہی

رہتا کیون غیرون سے سرگرم ہم آغوشی ہی تو
جو پسینے سے ترے جامے کی چین گلجائے ہی

عشق ٹپکاتا ہی جسدم قطرۂ زہراب غم
گوشت کیا تا استخوان تن وہین گلجائے ہی

ہی مرے گریہ سے بدتر یہ تن لاغر کا حال
جیسے لکڑی رہ کے پانی مین کہین گلجائے ہی

اور بھی دل تیرا زیادہ ہی مری چھاتی پہ مونگ
دال جب یان غیر کی ای ہمنشین گلجائے ہی

دیگر

[illegible]

ذکر نہ لا تو ہم سے ناصح ہر دم ترک محبت کا
کون سنے ان باتوں سے جی تیری قسم گھبراتا ہے

پوچھتے کیا ہو مجھ سے باعث دل کی میری گھبراہٹ کا
دیکھتا ہے جس وقت ہجوم رنج و الم گھبراتا ہے

راہ نورد دشت جنوں ہو کس میں ہے ہمت میرے سوا
قیس بھی گر اس وادی میں رکھتا ہے قدم گھبراتا ہے

آگے ظفر یہ حال تھا اپنا ہم غم سے گھبراتے تھے
ہو گئے غم کش ایسے اب ہم سے غم گھبراتا ہے

دیگر

دشت گردی تیرے دیوانوں نے پھر کیا خاک کی
خاک اڑا دی گر نہ سارے دشت وحشت ناک کی

باگ لی جس وقت اپنے توسن چالاک کی
کیا کہوں برباد کیا کیا اس نے میری خاک کی

جب گل صد برگ کو وہ لیکے گلبازی کرے
دیکھے پھر حالت کوئی تیرے دل صد چاک کی

کون کہتا ہے کہ یہ نکلے ہے جگنو کہکشاں
ہے اگر کوئی طناب اس خیمۂ افلاک کی

جامۂ آب رواں ہو جب ہجوم تار اشک
چشم عریاں کو مری حاجت ہو کیا پوشاک کی

کہدو حاضر ہے ابھی سر عاشق جانباز کا
ہے اگر لو نہیں خوشی اس قاتل سفاک کی

خاک میں مل جائیگی ای ابر تیری آبرو
دیکھ لو بھیگی ہے گر اس دیدۂ نمناک کی

سموم آہ سے میرے چمن مین	ہوے گل سوکھ کر سنبل کے کانٹے
رہے ہر پر خلش دشمن دم جنگ	نہین یہ مرغ لڑتا کھل کے کانٹے
جو بیٹھین دشت مین ہم اور مجنون	نکالین پانون سے مل جل کے کانٹے
بجز مژگان چشم یار ہمنے	نہ دیکھے گرد جام مل کے کانٹے
خلش سے عشق کے نالان ہین عشاق	کہ بوئے اُسنے حق مین گل کے کانٹے

ظفر پڑتے ہین گرمی سے فغان کے
زبان پر وقت شور و غل کے کانٹے

دیگر

تار اشک خون مین جو دیکھی مژہ اوُلجھی ہوئی
تھی رگ برق و رگ ابر مژہ اوُلجھی ہوئی
تیری مژگان کو کہان تسخیر دل سے ہی فراغ
کام مین اس ملک کے ہی یہ سپہ اوُلجھی ہوئی
تار دامن میرے کب کانٹون سے اوُلجھی دشت مین
ہی جنون دستار تیری ہر جگہ اوُلجھی ہوئی
کیونکہ چھوٹے دیکھیے اُس زلف کے پھندے مین ہی
جان میری باعث تار نگہ اوُلجھی ہوئی

جب چمن مین اُسکے آنے کی خبر اُڑ جائیگی
گل کی رونق دم مین ای باد سحر اُڑ جائیگی

آئیگا کیا جائیگا گر خواب مین آوگے تم
نیند آنکھون سے ہمارے رات بھر اُڑ جائیگی

کھولکے صیاد تو کھڑکی قفس کی شوق سے
بلبل بے بال و پر ظالم کدھر اُڑ جائیگی

خون کو مل لیگا جو تیرے تو کف پا تر سے
سرخی رنگ حنا ای فتنہ گر اُڑ جائیگی

آئیگا وہ مہروش ای دل تو شبنم کی طرح
تاب طاقت تیری اُسکو دیکھکر اُڑ جائیگی

یہ صبا سے کوئی پوچھے تیرے کیا آئیگا ہاتھ
خاک میری اُسکے کوچے سے اگر اُڑ جائیگی

شعلۂ رخسار ساقی گر ہوا پرتو فگن
مے جو ہے ساغر مین تیرے ای ظفر اُڑ جائیگی

کیا جانے کیا وہان دل نالان پر بنی
جسکے قلق سے یہان ہے مری جان پر بنی

پہلے تو عشق مین دل و ایمان پر بنی
پھر ایسی بن گئی کہ مری جان پر بنی

ناصح نہ پوچھ مجھسے کہ فصل بہار مین
ہاتھون سے کیا جنون کے گریبان پر بنی

منظور ایسا پردہ ہی کس سے کہ جسمین
دیوار اور کوٹھے کے دالان پر بنی

دیتا ہے اک نگاہ پہ مین دل کے ساتھ جان
قیمت نہ اُنسے اپنی بھی نقصان پر بنی

وحشت مین جتنی خاک پڑی اُڑکے جسم پر
پوشاک وہ سحر تن عریان پر بنی

جون آئینہ نہ کہہ سکے دل کی جو بھید سکے
مشکل ہے ابتو عاشق حیران پر بنی

خط کا جواب لائیگا قاصد یقین تھا
اُس سے نہ بات پھر کسی عنوان پر بنی

آئے نہ ناقۂ لیلی ہو اگر اے مجنون
خو برو جتنے ہون اک یک کا دم جاے بھر
زلف سنبل کا ہے یہ حال تری مژگان مین
وصل اسکا نہ میسر ہو اگر لاکھ برس

دل ترا کیونکہ نہ اک شور جرس مین بھر جاے
شور ہے ہر وقت کہ تنہا ترا اسمین بھر جاے
ورنہ غم ہو جو کوئی جیسے کہ خس مین بھر جاے
آنکھو میری اسی امید ہوس مین بھر جاے

نالہ نہین سکتا ہے گو طائر تصویر ظفر
پر مرے نالے سے وہ ایک نفس مین بھر جاے

ہے بجا گر کہیے دنیا سے محبت اٹھ گئی
جلوہ تیرا ہے نظر آیا تصور مین ترے
خیر ہو کچھ ہمکو کہتے ہین کھڑے سنتے ہین ہم
تشنہ ہے سے چمن مین اور اک فتنہ اٹھا
کوئی رکھے سے رکے ہے توسن دیوانگی
کر چکے سو بار تیرا امتحان اب تو ہمین

پاس تھا جنکو محبت کا وہ خلقت اٹھ گئی
آنکھ اپنی جس طرف اے ماہ طلعت اٹھ گئی
جب سے وے بیٹھے تمھین دل اپنی عزت اٹھ گئی
جب تری شرم و حیا اے سرو قامت اٹھ گئی
اب تو اسکی باگ سے وحشت وحشت اٹھ گئی
تجھسے امید وفا اے بے مروت اٹھ گئی

کس توقع پر کسی کی ہم لگائین اپنا دل
اے ظفر بالکل جہان سے رسم الفت اٹھ گئی

جب اسکا تیر نگہ ناوک قضا بنجا ے
ہزار عقدۂ مشکل ہون وا ابھی دل سے

تو کیجیے صید محبت کے جی پہ کیا بنجاے
جو تیرا ناخن ابرو گرہ کشا کھل جاے

ہم اپنے کلمے ہین لب پر ہزار حسرت کا

جو ہوتا ظرف ساقی ہمکو معلوم
تو منت کش نہ جام مل کے ہوتے

ہمارے وقت مین فرہاد و مجنون
جو ہوتے دن بسر ہل جل کے ہوتے

خلاف شرع سے نادان نہوتا
غریق بحر عصیان پل کے ہوتے

جتاتے مست گر نازک دماغی
تو بر ہم شور سے قلقل کے ہوتے

لگاتے شمع سان گر لو نہ تجھ سے
تو یون آخر نہ ہم گھل گھل کے ہوتے

نہوتے حضرت دل پابہ زنجیر
جو سودائی نہ اُس کاکل کے ہوتے

ظفر سنتے جو تیرے شعر بیہودہ
نہ قائل طالب آمل کے ہوتے

ہان عقل تو کہتی ہی تدبیر چلی جاے
پر تیری کمک بھی کچھ تقدیر چلی جاے

گو ہمکو جو اب خط بھیجین نہ وہ ای قاصد
پر اپنی طرف سے کچھ تحریر چلی جاے

ہم ساکن ہم مسکن فانی ہی اور ابتک بھی
دل چاہتا ہی ہوتی تعمیر چلی جاے

منظور ہمہ صورت ہی کلک تصور سے
تصویر یہ یہان کھنچتے تصویر چلی جاے

مین زخم کے قابل ہون اتنا ہی جل ابرو
کھنچی ہوئی گر آئے شمشیر چلی جاے

جان اگلی ہو نشو نیز تو ابتلک آیا ہی
افسوس تری ابھی تاخیر چلی جاے

وہ خانۂ دل میرا ہی غمکدہ گر اسمین
آجاے خوشی ہوکر دلگیر چلی جاے

گر تیر چلے تیرا جان صید محبت کی
ہونے کو ہدف آئے سو تیر چلی جاے

جلد اول دیوان ظفر

بے خبر تو اُسکی اے بیٹھے نفس جلدی کر آج
ہی ترے بیمار کی حالت سوا بگڑی ہوئی

آدمی کہتے ہین جسکو ایک پتلا گل کا ہی
پھر کہان گل اُسکو گر گل ہو ذرا بگڑی ہوئی

کھل گئی ہمپر کہ رندون سے کہین بگڑی ہی آج
سر پہ ہی پگڑی جو تیرے زاہدا بگڑی ہوئی

دیکھیے کیسی بنے ہر بات پر بگڑے ہی تو
ہی تری خوبے طرح اے دلربا بگڑی ہوئی

ہین سبھی باتین بناتے پر ہین قائل اُسکے ہم
اے ظفر جو بات دے کوئی بنا بگڑی ہوئی

گر دل وابستہ زندان ہوس مین بند ہی
مرغ وحشی ہی کہ وہ گویا قفس مین بند ہی

آئے دنیا کے فریبون مین کوئی کیا تیز ہوش
شعلہ ہو سکتا کہین بھی خار و خس مین بند ہی

ایک پل مین جسکو توڑا ہے جوشش گریہ نے
ٹوٹنا دریا سے کب وہ سو برس مین بند ہی

ہی گرفتاری مین دنیا کے حلاوٹ بس حریص
یعنے ذوق انگبین پائے مگس مین بند ہی

ساتھ دل کے دمبدم ہی انبساط و انقباض
کھلتا ہی یکدم مین ہوتا اک نفس مین بند ہی

گر مقید شرع کا ہی کوئی بدمذہب بزور
یہ سمجھیے دزد زنجیر عسس مین بند ہی

[illegible]

مضطرب ہو کر جو مارا اپنے سر دیوار سے
ای ظفر بنیاد تک بھی اُنکے گھر کی ہل گئی

ہی یہ ڈر دل کو یہ چشم مست ہوش کھینچلے
اپنے مذہب مین نہین صوفی کو مے کش کھینچلے

شمع کی جذب محبت مین نہووے گر اثر
کون پروانے کو پھر یون سوے آتش کھینچلے

پھینک دے وہ کھینچکر جانے کہ شاید مر گیا
دم کو عاشق اپنے گر کھا کر ذرا غش کھینچلے

وہ کماندار اپنے عاشق پر ہو گر ناوک فگن
خالی ترکش چھوڑ دے سب تیر ترکش کھینچلے

کھینچکر قشقہ جبین کا نقشہ کھینچا ہی جو یار
تو مصور صورت نوح منقش کھینچلے

زلف ہی ای شوخ کافر کیش تیری گاو کمند
صد دل مغموم صد رجان مشوش کھینچلے

دم محبت کا ظفر دیکھین نہ پھر بھرتا ہی کون
گر ذرا تیغ ستم وہ شوخ سرکش کھینچلے

دیگر

اشک خون سے ہین مژگان پر جمین پھولے ہوے
ہین شگوفے عشق کے ای گلبدن پھولے ہوے

گر نہین منھ مین بھرا ان کے صبا خون جگر
ہین یہ کیون گلشن مین غنچون کے دہن پھولے ہوے

قشقہ سرخ اس جبین پر دیکھ دیکھے ہی ذرا
کیا شفق کو تو سر چرخ کہن پھولے ہوے

[illegible]

[illegible]

نہ تو روتے ہیں نہ ہنستے ہیں نہ بکتے منہ سے
دل پہ جو گذرے ہے ہم کہہ نہیں سکتے منہ سے

بیٹھے ہیں بار سیہ حسن کے گنجینے پر
نہیں وہ گیسوے مشکین جو سرکتے منہ سے

ہلو نہو تر کرنیکو بھی لب ہیں ترستے ساقی
یا لگاتے تھے کبھی جام چھلکتے منہ سے

ٹوٹتے رات کو تارے ہیں کہ ہوش سر زلف
قطرے ہیں تیرے پسینے کے ڈھلکتے منہ سے

سوز دل خاک چھپاؤن کہ نکلتے ہیں پیدا
ساتھ ہر آہ کے شعلے ہے بھڑکتے منہ سے

دیکھو زلف عرق افشان کو نہ دیکھا ہو اگر
تمنے زہراب کو افعی کے ٹپکتے منہ سے

منہ لگانے کوئی کیا ایسے اُچکون کو ظفر
ہین جو کمبخت تو اسلے کو آ چکتے منہ سے

مین ہون نحیف و ناتوان دور ہے یار کی گلی
اسکی ہواے وصل پر مجکو اڑا لے چلی

حال عدم نہ کچھ کھلا گذرے ہے رفتگان پہ کیا
کوئی حقیقت آنکر کہتا نہیں بری بھلی

جب کف پا مین یار کے غیر نے دیہان ملی حنا
سیان دل پائمال بس کرنے لگا تلملی

خاک پہ کیسے کیا قدم رکھے وہ شوخ نازنین
چبھتا ہے خار زیر پا گرچہ ہو فرش مخملی

میرا علاج دردسر ہے جو تجھ سے ہو سکے
سر سے تو میرے باندھ دو اپنا دوپٹہ صندلی

گل سے وہ غنچہ لب مرا مجھسے جدا جو ہو گیا
جان کو اضطراب ہے دل کو ہے میرے بیکلی

رہوے ظفر یہ تا کجا رنج و الم مین مبتلا
اسکی مدد شتاب ہو وقت مدد ہے یا علی

تو جو کہے کچھ ہمسے بجا تو ہم بھی لائین حکم بجا
تالی دو ہتی بجتی ہی اک ہاتھوسے کب ای یار بجے

عشق تو ساز عشق ہی بلبل تو نہ اگر ہو نغمہ سرا
چٹکے غنچہ گل کے پھر بے لطف بجے بیکار بجے

دل جو ہمارا گھر ہی بتون کا کیون نہ جگر فریاد کرے
ہو وسے جہان بتخانہ وہان ناقوس بھی وان سو بار بجے

ہر رگ جان لبریز فغان انگشت سے تو گر مژگان کے
چھیڑ دے اُسکو ایک ذرا طنبور کا جیسے تار بجے

پہونچے جس دم نوبت راز عشق کے افشا ہونیکی
کیا کہون کیا رسوائی کے نقارے سر بازار بجے

زلف سیہ کو دیکھ کے سرکش آج ظفر اُس کافر کی
دل ہی میرا یون نالان جیسے تو بنی پیش مار بجے

ہم اسطرح ہین ہجر کی راتون کو کاٹتے
سینہ مین اپنا کوٹتے ہاتھون کو کاٹتے

کرتے نہ قطع آپ اگر مجھ سے دوستی
بزم عدو مین کیون وہ مری باتون کو کاٹتے

چڑھتی جو لہر زلف کی انکی تو خط موج
دریا مین سانپ بنکے نہاتون کو کاٹتے

کوچے مین اونکے پہونچے قریب بجز رفیق
ورنہ وہ کوچے دیکھ کے ہاتھون کو کاٹتے

دو لب دو چشم دو ابرو دو عارض اور دو زلف ۔ یہ کیون نہ ہون قاتل سفاک ہین ہمارے لیے

ظفر بنایا اسی واسطے بشر ہمکو
کہ ہو بنا سے ہوا و ہوس ہمارے لیے

ناخن غم ہمکو ایذا بیشتر پہونچائینگے
دیکھ لینا زخم دل کو تا جگر پہونچائینگے

دل نہ دیتے انکو ہم اپنا اگر یہ جانتے
وہ ہمین صدمون پہ صدمے بیشتر پہونچائینگے

یہ تو ممکن ہی نہین پہونچین نہ تا تاثیر تک
نالۂ دل آپ کو گر عرش پر پہونچائینگے

دل نہ جلنے دینگے سوز غم سے ہم لینگے بجھا
دیدۂ تر آپ کچھ پانی اگر پہونچائینگے

زلف کے کوچے مین ای دل تجکو جانا ہی برا
یون نجائیگا اگر تو باندھ کر پہونچائینگے

قاصد اشک اُسکے کوچہ تک نجائینگے اگر
نیر دل کی تو بھلا تجکو خبر پہونچائینگے

بیچکر دل اُنکے ہاتھون رکھو نہ تو امید سود
دیکھنا وہ ای ظفر تجکو ضرر پہونچائینگے

دیگر

لگا تے مفسد ہین روز اگر ہماری تمسے تمھاری ہمسے
یقین ہی بگڑے گی اب مقرر ہماری تمسے تمھاری ہمسے

سدا جو باہم ہو شور افزا تمھارے حسن اور عشق اپنا
تو ہو نہ شہرت جہان مین کیونکر ہماری تمسے تمھاری ہمسے

اہل ریا کے منہ پہ ہین ٹیکے کانک کے — سمجھو نشان نہ اُسکی جبین پر سجود کے
باندھے ہی اپنی ہستی اکدم پہ تو ہوا — قائل نہین حیات تری ہم نمود کے
پڑھتا ہون ایک مطلع و مقطع مین حسب حال — دیکھے تماشے مین نے جو مالک وجود کے
اکدن وہ تھا کہ ٹوٹے نہ تھے اُنت دودھ کے — پھر یہ ہوا گذرنے لگے کھیل کود کے

اب ہی یہ حال عالم پیری مین ای ظفر
باقی نہین حواس بھی گفت وشنود کے

ہم قریب مرگ جنکے عشق مین غم سے ہوے — دیکھ کر ہمکو وہ اور اُلٹے خفا ہم سے ہوے
شانہ سان گستاخ کب ہم زلف پرخم سے ہوے — ہوکے برہم اسقدر خم در خم ہم سے ہوے
دیکھ کر گلشن مین اُس روے عرق آلودہ کو — لالہ وگل غرق آب شرم شبنم سے ہوے
فتنہ ای دمساز تیرے آگے کیا مارگاہ دم — سیکڑون فتنے یہان پیدا ترے دم سے ہوے
عشق مین مرہم گئے لیکن کبھی ای چارہ گر — زخم دل اپنے ذرا واقف نہ مرہم سے ہوے
باغ بھی اُس سرو قد بن کیا ہوا ماتم کدہ — نخل بھی معلوم مجکو نخل ماتم سے ہوے
کیا ہوا گرچہ فرشتون سے ہوئی اک بدگی — کام پر سارے خدائی کے تو آدم سے ہوے
یہ غضب دیکھو نہین وہ بھی ہمین کہتے بھلا — واسطے جنکے بُرے ہم ایک عالم سے ہوے

آتش غم دل مین بھڑکی ہی وہی ابتک ظفر
کتنے ہین دریا روان گو چشم پرنم سے ہوے

جلد اول دیوان ظفر

خون کی بوندین ہین جو ٹپکتی چشم حلقۂ جوہر سے
دیکھ کے اپنے بسمل کو کیا خنجر قاتل روتا ہی

ہوتے ہین اشک گرم سے پیدا آبلے جا بجا چھالون کے
بیٹھ کے تیرا سوختہ جان یہ جب لب ساحل روتا ہی

دیر نہ کر بھر مے سے پیالہ دیکھ تو ابر بہاری کو
جان کو تیری کب سے یہ ای ساقی محفل روتا ہی

اشک کے دریا جن سنے بہائے اور نہ بجھائی سوزش دل
رونے سے کیا حاصل اُسکے وہ لاحاصل روتا ہی

ہاتھ مین جسکے تیرا دامن آکر قاتل چھوٹ گیا
ہاے پھر اپنے نصیبون کو وہ کیا کیا بسمل روتا ہی

پونچھو کبھی تو اشک ظفر کے قاتل اپنے دامن سے
آٹھو پہر وہ غم مین تیرے ای حور شمائل روتا ہی

یہ جو تیزی تیری ای بیدادگر خنجر مین ہی	کچھ تری تھوڑی سی تاثیر نظر خنجر مین ہی
کام کیا قاتل ہین جب مر گئے ہم تشنہ کام	آب آب زندگی تیرے اگر خنجر مین ہی
کون ہمسر ہو سکے اُس ابروے خمدار سے	دم نہ اتنا تیغ مین ہی اسقدر خنجر مین ہی
جام تجھ بن تشنۂ خون ہی ہمارا ساقیا	شکل موج بادہ ملتی جوہر خنجر مین ہی

وصل کی خبر بھی نہ آسکے گا وسا
دل کو قرار پانو گر بیتابی رو زجدائی
رہ گئی تیری صورت او بت کا فرزدہ
تمام خدا دیکھو اے ہجران نے تجھ سارے عمر دانی
رہ گئی ہاتھ پہنچے پالکون کو ان سے کانپا
تو بھی بس کٹ گئی اسیر ہو سخت ہو سکتا مجھا پا

خدا بچاسئے نظر سے گرسنہ چشمون کے	کرتا کہتے ہین گدا ابھی فقیر کی جھولی
ہجوم پارۂ دل نے بھری ہی زندان مین	گلون سے اس تر سے غم کے اسیر کی جھولی
چلے ہو کھیلنے ہولی تم آج کس کے ساتھ	بھری ہی جو تمنے گلال اور عبیر سے جھولی
کھنچے پلنگ سے بہتر ہی تیرے ای منعم	وہ چارپائی کسی گوشہ گیر کی جھولی

ظفر گدائی مین کیا کام ہی تکلف کا
نہین فقیر کو زیبا حسریر کی جھولی

تھی جہان منصور و فغاوان بیوفائی رہ گئی
آشنائی ہو چکی نا آشنائی رہ گئی
صاف ہین منھ پر مثال آئینہ دل مین غبار
ہی پریرویون کی دیکھو کیا صفائی رہ گئی
جب دم اظہار مطلب تم ہوے چین برجبین
بات تھی جو دل کی وہ لب پر نہ آئی رہ گئی
لاش پر بھی میرے قاتل نے کیے ہاتھ لئے صاف
تھی مگر کچھ خواہش تیغ آزمائی رہ گئی
دین و ایمان دے چکے جب اس بت بدمست کو
حضرت دل پھر کہان کی پارسائی رہ گئی

رہ گئی صاف یہ اپنی یون تو بس سکے ہین
مان کو گلی ادا کی نفس ہو اس سے زاری
رہ گئی ور گئی آخر جدائی کی اور تمام سے
جو ہو سکے نہ ہم

[illegible]

سنمو یہ طمانچے طعن بلا جب دل پہ ہی صدمہ دردِ نہان
ہم بھی سہنے والے ہین کیا ظاہر و باطن سختی کے

زلف تری وہ سخت بلا ہی سلسلے ہین یہ اُسکے مدا
لائق کافر راحت کے ہون قابل مومن سختی کے

کیا ہی تعجب سخت کمان سے تیر اگرچہ کاری ہو
جو ہین سرکش اُن سے نکلتے کام نہین بن سختی کے

شیشۂ سنگ سے دوری بہتر ٹھیس لگی اور ٹوٹ گیا
یعنے نازک دل متحمل ہو نہ سکیا ممکن سختی کے

پکڑے ہی دل کو سخت جو اتنا کافر پنجۂ مژگان مین
سیکھے دُعب یہ کس سے ظفر وہ چشم منفقن سختی کے

ہم تصور مین بیان اس گلبدن کو دیکھتے
وہ لگا کر تیر جب چلتا رہا ہم رہ گئے
پھر چمن مین سینۂ مجروح کے آئی بہار
موج زن آتا نظر ہے نہر ریلے سے تن
اندنون جو ہین جو ہی اُنپر تو کس کس ناز سے
لالہ و گل خاک مین کیا کیا نہ ملتے رشک سے

یارب بچھڑے ہین گلہائے چمن کو دیکھتے
دیدۂ حسرت سے اُن یاروں کی شکل کو دیکھتے
تازہ ہم ہین ہر گل زخم کہن کو دیکھتے
ہین جو ہم اُس موج پہ زلف پرشکن کو دیکھتے
راہ مین چلتے ہین وہ اپنی پھبن کو دیکھتے
اُن شہیدون کو ہے پر خون کفن کو دیکھتے

تو کیا ہی اگر دانہ اسیری کیخرے سے	سب انہ ہین ای مرغ قفس چاٹ سے پیٹے

الفت کی ظفر چاٹ پر اُس نے جو لگایا
ہم بھی رہے دو چار برس چاٹ سے لپیٹے

دل ہی جو درد آشنا یہ بھی کیا اُسی نے ہی	جان جو ہین غم مین مبتلا یہ بھی کیا اُسی نے ہی
ہو کے دلبر جو عدو کرتا ہی مجھ سے گفتگو	مین بھی ہون خوب جانتا یہ بھی کیا اُسی نے ہی
پہلے کرم تھا اب ستم پر نہیں کرتے شکوہ ہم	وہ بھی کیا اُسی نے تھا یہ بھی کیا اُسی نے ہی
کس کو ہی تاب اسقدر دل مین کریگا ضبط آہ	نالۂ دل کو مرحبا یہ بھی کیا اُسی نے ہی
دل جو مرا رفیق تھا ہوتا نہ تھا کبھی جدا	اب جو الگ وہ ہو گیا یہ بھی کیا اُسی نے ہی
کوئی کرے تصور یہان وہ ہی مجھسے بدگمان	کہتا ہی سب سے برملا یہ بھی کیا اُسی نے ہی

کرتا تھا شاد وصل سے اپنے جو ای ظفر مجھے
ہجر مین حال اب مرا یہ بھی کیا اُسی نے ہی

ترسید ہو رخ پہ خط مشک فام اوپر ہی	تو دیکھتا ہون سحر نیچے شام اوپر ہی
بدل کے دیکھیو سر نامہ خط اُسے قاصد	خفا نہو کہ لکھا میرا نام اوپر ہی
جو نکلے زلف سے تو ڈر ہی دل کو کاکل کا	وہان تو دام کے اک اور دام اوپر ہی
بھری ہوئی ہی جو عشق شیشۂ دل مین	جو مہر داغ سے اُسکے مدام اوپر ہی
چڑھا نے کیون نہ اسر سنان یہ قاتل	کہ مرا سب شہدا سے مقام اوپر ہی

جو مرد جانتے ہین کہ دنیا ہی فاحشہ — کہتے ہین وہ نہ آئے یہ مردار سامنے
حیران اسپہ ہین ہون وہ جوہری کونسا — جلوے ہو جس سے یار کے سو بار سامنے

یہ چشم اشکبار وہ طوفان ہین ظفر
آسکے نہ جس کے ابر گہربار سامنے

صاف مین ہون پاک ہونا صاف تمکو چاہیے — اپنے دل مین آپ یہ انصاف تمکو چاہیے
داغ ہین سینہ مین میرے غم کے سکے بے درم — ہر نظر یک ذرہ ہی صراف تمکو چاہیے
جانتا ہون مین کیے مجنون سے جو تمنے سلوک — عشق میرے روبرو کیا لاف تمکو چاہیے
زاہدو ہم اور وہ کوچہ سلامت تمکو ہو — یہ بہشت و دوزخ و اعراف تمکو چاہیے
کیونکہ ہمسے سیدھے سادھو سے بنے کب آپکی — جیسے تم طراف ہو طراف تمکو چاہیے
آسمان حاضر کرے لاکر خطوط مہر کو — گر زر ریکا مہروش سوباف تمکو چاہیے

اوس پری کے عشق مین ہم ہون اگر دیوانہ وار
ای ظفر تو سیر کوہ قاف تمکو چاہیے

خاکساری کر کہ روشن اس سے دل ہو جائے ہی — خاک وہ شی ہی کہ دیکھو آئینہ کو چمکائے ہی
ای صبا ہون بلبل تصویر مجکو کیا خبر — کب بہار آئے ہی گلشن مین خزان کب جائے ہی
تم وہان چلا چڑھاتے ہو کمان پر اور یہان — کوئی صید عشق ہو کر مضطرب چلائے ہی
کاہیکو میری سمجھ مین آئیگی ناصح کی بات — ہی وہ دیوانہ کہ جو دیوار کو سمجھائے ہی

ترے دیوانے کو تجھ بن جو گھر ہو خانۂ زندان
تو ہر موج سرشک چشم تر زنجیر پا ہووے

اُگے کیا خاک اُسکی خاک سے جز نرگس شہلا
کہ جو اُس شوخ کا مفتون چشم سرمہ سا ہووے

ترا جو تشنۂ آب دم خنجر ہوا ہے قاتل
لگا لے وہ نہ منھ گر ساغر آب بقا ہووے

مثال موج و دریا مجھ میں اُس میں آشنائی ہے
زمیں اُس سے جدا ہوں اور نہ وہ مجھسے جدا ہووے

ظفر جسکو تمنا ہو حیات جاودانی کی
فنا ہونے سے اُسکو چاہیے پہلے فنا ہووے

کیا ہے بیخبر دل کو خبرداری بہت سی کی
ہوئے ہیں ہوش گم ہر چند ہشیاری بہت سی کی

اگرچہ پہلے دل تونے دل آزاری بہت سی کی
تری اسپر بھی ہمنے ناز برداری بہت سی کی

غلط سمجھے تجھے عیار اپنا یار ہم سمجھے
کہ یاری تونے کی تھوڑی سی عیاری بہت سی کی

ہماری چشم گریاں کی نہ پہونچا درفشانی کو
اگرچہ ابر نیساں نے گہر باری بہت سی کی

فروغ اصلا نپایا روبرو اُس ماہ طلعت کے
سر کنعاں نے اپنی گرم بازاری بہت سی کی

ندیکھی جام مے میں تیری آنکھوں کی سی کیفیت
اگرچہ میکدوں میں ہمنے میخواری بہت سی کی

سزا ہی گر رہی بیمار تیری نرگس فتاں
کہ ہے اس فتنہ گر نے مردم آزاری بہت سی کی

نہ آیا حرف شکوہ جب زباں پر سادہ لوح تیکے
تو اُس نے اور بھی مشق ستمگاری بہت سی کی

ہزار دیکھیں ملے گی کیا ظفر روز قیامت کو
کہ ہمنے آکے دنیا میں گنہگاری بہت سی کی

جلد اول دیوان ظفر

…چھیڑی انکھون کی ای ابرو مژہ لگجائیگی
ایک چھیڑی ہی موتیون کی ہر جگہ لگجائیگی

…یار بہیگی چشم مین قدر جواہر سرمہ خاک
ہاتھ لینے جب تمھاری خاک رہ لگجائیگی

…ماہتابی پر جو تو دیکھے گا سیر ماہتاب
ماہ کی تجکو نظر ای رشک مہ لگجائیگی

…ظلم ہو مژگان کو فتح قلعۂ دل کے لیے
اک اشارہ مین ادھر ساری سپہ لگجائیگی

…دل لگاتا مین نہ اُس کافر سے گر مین جانتا
جان کے پیچھے بلا زلف سیہ لگجائیگی

…سکے زخم دل پہ کیا مرہم لگائیگا کوئی
جسکے دل پر یار کی تیغ نگہ لگجائیگی

کیون نہو پڑھا ظفر سے تو کہ ہوگا یہی حال
گر کسی کی آنکھ تجھسے کچھ بکلہ لگ جائیگی

…ہو سکتے بیان ظلم و ستم بسمل سے قاتل کے
اٹھے جو ہر زبان خنجر قاتل سے قاتل کے

…نایا ہمنے گو دریا خون ہر زخم سے اپنے
کدورت دھو سکے لیکن نہ ہرگز دل سے قاتل کے

…وئی ہی چھوٹنا آسان قیامت تک نچھوڑیگا
کہ ہو نچا خون مرا دامن تلک مشکل سے قاتل کے

…ہ بعد از قتل میرے کسلیے رنجیدہ ہوتا ہی
کہ اب کیا فائدہ اس رنج لا حاصل سے قاتل کے

…ہن مین ہر جراحت کے نہ جب تک ہو زبان پیدا
ادا ہو شکر احسان کیونکہ اس گھائل سے قاتل کے

…لین عشاق نام عشق اُس قتال عالم کا
اگرچہ ہو وین عاشق کیسے ہی قاتل سے قاتل کے

نہین شمشیر قاتل سے تمنائے شہادت ہی
ظفر مشتاق ہو کر آئین سو منزل سے قاتل کے

کیون کیا آزردہ ہاتھ اُن کے لگا کر پانوؤن کو
ہمنے تقصیر اپنی کی اثبات اپنے ہاتھ سے

سونپ اورون کے نہ ہاتھون پر کہ وہ کھاوینگے خاک
ہو سکے تو کرلے کچھ خیرات اپنے ہاتھ سے

مہرۂ شطرنج سان اپنی ظفر ہی کیا بساط
کرتا ہی وہ آپ بُرد و مات اپنے ہاتھ سے

نہ کیونکر بات اُسکے روبرو اپنی کہی ہوتی
جسے منظور ہو یہ گفتگو اپنے ن کی یون ہووے

کبھی تو لب پہ حرف خواہش وصل آ گئی ہوتی
نہان کب تک یہ دل مین آرزو اپنے ن کی یون ہووے

جفا کو چھوڑ کر گرم وفا ہو تو یہ کیا امکان
مبدل ہو گئے ظالم تیری خو اب یونکی یون ہووے

خودی کو کھو خدا کو پا کہ اُسکو تو وہی یاد
جسے معلوم راہ جستجو اب یونکی یون ہووے

ادھر کی ہوا اگر دنیا اُدھو لیکن نہ ہرگز
اگر تقدیر اپنی اُلٹی تو اب یونکی یون ہووے

کبھی تو اُسکے دامن تک ہی پہنچا کو
صبا برباد کب تک کو بکو اب یونکی یون ہووے

اگر تم قیمت یک بوسہ پر اُسکی گران سمجھے
تو واپس جنس دل ای ماہرو سب یونکی یون ہووے

دل صد چاک کا سینہ ہی چاک جیب سے بہتر
مناسب ہی کہ تدبیر رفو اب یونکی ہووے

گرے گر دیکھ کر وہ چشم صوفی وجد ستانہ
تماشا ہو ظفر جب ہا و ہو اب یونکی یون ہووے

جلد اول دیوان ظفر

ترے زخمی سے کہتا چارہ گر یون تھا سنا یون ہی
کہ پہلے تو نہ شق تیرا جگر یون تھا سنا یون ہی
مری قسمت سے باز آیا مرے تو قتل سے ورنہ
ارادہ آج تیرا فتنہ گر یون تھا سنا یون ہی
پریشان حال دیکھا ہمکو تیرے عشق مین سب نے
بھلا مجنون کہان آشفتہ سر یون تھا سنا یون ہی
لگے کیون رُکنے آنسو سے بہلتے کیون نہین دریا
تجھے منظور تو ای چشم تر یون تھا سنا یون ہی
نہ یون باور نہ یون باور خدا جانے کہ ہی کیونکر
کہون مین کیا کہ حال ای نامہ بر یون تھا سنا یون ہی
نہوتا اس سے گر جرم وفا تو قتل کیون ہوتا
وہ کہتا میرا لاشہ دیکھ کر یون تھا سنا یون ہی
خدا جانے ہوا اب کیا جو اُس نے پھیر لین آنکھین
کہ پہلے تو نہین مدنظر یون تھا سنا یون ہی
وہ آوے یا نہ آوے پر کہا تھا رات آنے کو
کیا اقرار تو اُسنے سحر یون تھا سنا یون ہی

نہیں احوال میرا کس کو معلوم	اگر تجھ سے کوئی کہتا نہیں ہے

رقیبوں کی شرارت ہے وگرنہ
ظفر وہ شعلہ خو ایسا نہیں ہے

کیا وہ آپ نے ہم سے بیان کیا تھا ہوا کیا ہے	کرو تم یاد اقرار زبان کیا تھا ہوا کیا ہے
بہا دریا خون جاتا تھا قطرہ کو ترسیگا	تصور کیا چشم خون فشان کیا تھا ہوا کیا ہے
یہ جانا تھا کریگا تو وفا پر کی جفا تو نے	ارے ظالم ہمیں تجھ سے گمان کیا تھا ہوا کیا ہے
تجھے تھا ساتھ جانا رہ گیا تو رہ گئی تنہا	ارادہ تیرا جان ناتوان کیا تھا ہوا کیا ہے
تمنا تھی جواب خط کی قاصد سے کہے پر	ستم ہے مطلب دل میری جان کیا تھا ہوا کیا ہے
جلا کرتا تھا دل یا جان بھی جلنے لگی تجھ بو	کہ میرے سینہ میں سوز نہان کیا تھا ہوا کیا ہے
گیا وہ مو کمر فکر کمر میں گم ہے تو اے دل	گمان تھا کون تھا کیا ان میان کیا تھا ہوا کیا ہے
ملا تھا خاک میں کیون آگے اب ہے کس کا پابجز	نہیں معلوم زیر آسمان کیا تھا ہوا کیا ہے

اگر ہم جانتے ایسا نہ دیتے دل ظفر اسکو
کہیں کیا ہم نے سوچا مہربان کیا تھا ہوا کیا ہے

اشک خون ہر گز نہ یون مژگان تر سے تھے چلے	سیکڑون نالے مرے خود یار جگر سے تھے چلے
خط مرا ہو بچا رسید آئی مگر یہ نظر	ذکر کچھ بید عجب تر زبان نامہ بر سے تھے چلے
اگر کسی کے قتل پر تم نے کمر باندھی تھی	باندھ کر تلوار کیون اپنی کمر سے تھے چلے

ابھی ہین وہ مرے ہمدم ابھی ہوجا ئینگے دشمن
نہین اک وضع پر صحبت کبھی یون ہی کبھی وون ہی

جو شکل شیشہ گریان ہون تو مثل جام خندان ہون
یہی تھا ہی یان کی کیفیت کبھی یون ہی کبھی وون ہی

کسی وقت اشک ہین جاری کسی وقت آہ او زاری
غرض حال غم فرقت کبھی یون ہی کبھی وون ہی

کوئی دن ہی بہار گل پھر آخر ہی خزان بالکل
چمن ہی منزل عبرت کبھی یون ہی کبھی وون ہی

ظفر اک بات پر دایم وہ ہووے کسطرح قایم
جو اپنی پھیر تا نیت کبھی یون ہی کبھی وون ہی

جب تلک دنیا نے ہمسے کچھ برائی کی نہ تھی
یہ توقع ہمکو تمسے بیوفائی کی نہ تھی

تجھے تکدر تم ہی ورنہ کیدل کا آئینہ
بیکدورت تھا اسے حاجت صفائی کی نہ تھی

لگ گیا تھا جن دنون کنج قفس مین اپنا دل
ہمکو ای صیاد کچھ پروا رہائی کی نہ تھی

تونے کس کے دیدۂ پر آب سے پوچھے تھے اشک
آج وہ سرخی ترے دست حنائی کی نہ تھی

دل فریبو ہین جو اس نا آشنا کے آگیا
ایسی کیا اسکے کبھی آشنائی کی نہ تھی

ہمکو آگاہی برائی اور بھلائی کی نہ تھی
آشنائی کی تھی ہمنے کچھ برائی کی نہ تھی

اگر ہو عشق کا دعویٰ تو سا تھ اُس کا

وفا بھی ہو [illegible] آخر ابھی [illegible]

[illegible] ہوتی ہی [illegible] ہون [illegible]

[illegible] در میان ہو

[illegible]

موم مین کیونکر کرون اکو ترا ای سنگدل	آہ و نالہ مین تو تاثیر ہی ایک ہی سی ہی
قتل گر منظور ہی میرا تو میرے واسطے	ابرو قاتل ہی یا شمشیر ہی ایسا ہی سی ہی
مرگ ہی درد کا چارہ ہتا ہین طبیب	سب کے نزدیک اسکی جو تدبیر ہی ایک ہی سی ہی
دل اسیر غم ہی میرا مین دل غم کا اسیر	پانون مین دونون کے گر زنجیر ہی ایک ہی سی ہی

ہو گئے جو خاک راہ عشق اُن کے سامنے

ای ظفر ہی خاک پا اکسیر ہی ایک ہی سی ہی

جو دل مین بات ہوتی ہی زبان پر وہی ہوتی ہی

اُسے ہین پھیرتے پھر پھر کے تان پر وہی ہوتی ہی

کل اس غمزے سے دل تو بچ گیا پر دیکھیے کیا ہو

کہ آفت آج جان ناتوان پر وہی ہوتی ہی

فلک کے آئینہ مین عکس افگن مانگ ہی اُسکی

نظر سب کہکشان پہ آسمان پر وہی ہوتی ہی

کہان ہی می کہ ساقی سیر دریا کی ہو کیفیت

مجھے تو یاد اس آب روان پر وہی ہوتی ہی

کہان ہین اشک کوئی بوند ہی دل مین جو لہو کی

مری مژگان چشم خونفشان پر وہی ہوتی ہی

[illegible]

جلد اول دیوان ظفر

[illegible]

سرد مہری پر ظفر تم عشق کی مت جائیو
رکھتا اس سردی میں آتش کا شرار عشق ہی

وہ ان کمان ابرو ہی اور ہر سر مژگان تیر ہی
یان ہی لب شکل کمان اور آہ سوزان تیر ہی

موج رنگ گل مجھے تجھ بن ہی موج خونچکان
شاخ گل سرتاسر ای رشک گلستان تیر ہی

کیا کہا ای صید افگن صید ناوک خوردہ نے
جو لب سوفار سے اسطرح خندان تیر ہی

سرکشون کو چڑھتی ہی آہن لون سے احتیاج
دیکھ گر یاور نہین محتاج پیکان تیر ہی

جانتا ہی جو حلاوت زخم تیر عشق کی
نیشکر کی طرح سے کھاتا وہ انسان تیر ہی

سرو گلشن رشک سے ہی قد رعنا کے ترے
سینۂ گلشن مین ای سرو خرامان تیر ہی

رات بھر مجکو تصور مین ترے ناوک فگن
شعلہ گر پیکان ہی تو شمع شبستان تیر ہی

نوبت پہونچا تھا سرکش کہکشان نے سیلیے
ناک مین تیرے دیا ای چرخ گردان تیر ہی

سہتا ہی جی نشانا دل ہنو جاوے کہین
ای ظفر اسکی نگاہ چشم فتان تیر ہی

دل مین آگ آواز نی از خود نہین بھڑکا گئی
ہمدمون گرمی دم نائی کی زمین آگئی

تیری چشم مست کی گردش وہ ہی ای مست ناز
عقل ہشیارون کی جسکو دیکھکر چکرا گئی

دل ہوا سوز محبت سے جو سرگرم تپش
شعلہ کانپ اٹھا فقط کیا برق بھی تھرا گئی

خانۂ تن سے کرے کیا جان نکلجانیکا قصد
کیا کرے انبوہ غم وہ دیکھکر گھبرا گئی

گردش چشم مفتن کی ظفر ہو وہ بلا ہے
دیکھ کر جس کو فلک کی عقل بھی چکراے ہے

جلا دل گرمی سوز جگر پہونچی تو یہ پہونچی
جگر اور دل کی ہاں کچھ خبر پہونچی تو یہ پہونچی

نہ بیدردی سے دل پستا نہ مجکو دردِ دل تک ہو
اذیت دل کے ہاتھون سے اگر پہونچی تو یہ پہونچی

گیا ای چارہ گر سر درد اپنا سحر جانے سے
دوا ہمکو ہم جو کارگر پہونچی تو یہ پہونچی

جو وہ پردہ نشین پہونچا دکھاتا جالی کا نا ہو
کہ حالت اپنی اُسکی دیکھکر پہونچی تو یہ پہونچی

گیا دل بھی گئی جسدم نظر اُس شوخ کی جانب
پہونچ دونون گئے پر پیشتر پہونچی تو یہ پہونچی

نہ پہونچا کوئی اپنے پاس ہیچ بجا جسکہ ہے اپنا
اجل کو آفرین ہے وقت پر پہونچی تو یہ پہونچی

سراہون اب جگر کیونکر نہ اُس آہ جگر کا مین
مدد کو نالۂ دل کی ظفر پہونچی تو یہ پہونچی

شب ہاتھ ہمارے جو مئے ناب نہ آئی
کیفیت سیر شب مہتاب نہ آئی

برقع کو اُٹھایا رخ تابان سے جو اُسنے
خورشید جہانتاب کو بھی تاب نہ آئی

صحرا مین گھٹا گو یہ ہم بادہ کشون کی
کب آئی کہ با دیدۂ پر آب نہ آئی

جا کر جو عدم سے نہ پھر آیا کوئی ہمدم
کیا یاد اُسے صحبت احباب نہ آئی

منھ پھیر گئی قتل سے ظالم تری مژگان
کام اپنے کوئی تیغ سیہ تاب نہ آئی

کھاتا ہی رہا حلقہ مین دل زلف کے چکر
کس روز یہ کشتی سر گرداب نہ آئی

تھا مجکو خیال اُن نگاہون کا وہ خواب مین لیکن
[illegible] دل بیتاب نہ آئی

[illegible]

کسی کے جب تصور کی نظر بندی لگی ہونے
تو ہو کر چشم بندی گھر کی در بندی لگی ہونے

الٰہی خیر ہو ہر چشم مین تحریر سرمے کی
سپاہ ناز و غمزے کی کمر بندی لگی ہونے

یہان مشتاق نے انکھون سے باندھا تار اشکو کا
دہان کانون کے بالون پر گرہ بندی لگی ہونے

جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے طفل اشک نکلے ہی
ہمین معلوم اب اسکی جگر بندی لگی ہونے

لگینے بھی لگے اب شعر کہنے کیا تماشا ہی
کہ مضمون بندی ان کو پن چھپر بندی لگی ہونے

کہان مرغ نظر اس گلشن رخسار تک پہونچے
کہ تار اشک سے پہلے ہی پر بندی لگی ہونے

کسی نے کچھ نہ کچھ بہتان باندھا کھل گیا یہ بھی
جو اپنی اُنکے کوچے مین ظفر بندی لگی ہونے

و لہ

ترے جوڑے کا او کافر جو کوئی نام لیتا ہی
تو عاشق کھا کے ٹکا سا کلیجا تھام لیتا ہی

کھلا رنگ شفق سے یہ کہ ہر روز اپنی گردن پر
ہزارون خون ناحق چرخ نیلی فام لیتا ہی

شب فرقت مین نیند آتی نہین اور بیقراری سے
سحر تک کروٹین بستر پہ یہ ناکام لیتا ہی

وہ مرغ ناتوان صیاد کیا نالہ کرے جس کا
ہوا ہوتا ہی دم گردم بھی زیر دام لیتا ہی

نماز فجر و مغرب ہی یہ عاشق کی کہ ہو اٹھ کے
بلائین اس رخ و گیسو کی صبح و شام لیتا ہی

گریبان سا تو چاک جیب کے مین چاک سینہ بھی
جنون کے کام دیکھیے کام مین یہ کام لیتا ہی

پیون کیونکر نہ خون اپنا ظفر مین وقت بیہوشی
کہ اس لعل لب میگون کے بوسے جام لیتا ہی

مطلع اول دیوان پنجم

اگر روتی ہی اہی شبنم چمن سے جا کے باہر رو
چھڑا کر نم کے غم سے چپ نہ ہنسنگے کیون ساغر پر دُو

اُٹھا لیتا ہی ہاتھوں ہاتھ وہ زندہ دلوں کو
چھڑا کوئی کالا چھڑ دل کو پر جو تو پوچھے

نہیں ہونے کا موزون اُس سے اُس انداز کا مصرع
تری قامت کا مضمون سرو لا حاصل چھوڑتا ہی

ترے ہنسنے سے پانی گل کا زخم دل چھوڑتا ہی
عبث تو ہم سے آنکھ اے ساقی محفل چھوڑتا ہی

چھوڑتا بھی ہی گر کوئی بصد مشکل چھوڑتا ہی
کہون منہ پر کہ تیرے رخ کا کافر تل چھوڑتا ہی

ظفر اک عاشق جانباز ہی ہر زن پہ دم دیتا
وگرنہ جان یہان نادان سے ناعاقل چھوڑتا ہی

پاس جانان کے کہا کس نے کہ جانا منع ہی
ہو کے سرکش گر پڑا فوارہ آخر سر کے بل

گل کھلایا تازہ یہ خون شہید ناز نے
کر کے منہ اُس در کی جانب آہ کھینچون کسطرح

اپنے زخموں سے کہا ہنس ہنس کے ہی نے تیر
عشق کے مذہب میں عجب ہی بہانا ہنا خون

دل کو پر اُس دشمن جان سے لگانا منع ہی
جھک کے چلنا چاہیے یہان سر اُٹھانا منع ہی

ہون جب تک پھول اُنکو یان کھانا منع ہی
تیر قبلے کی طرف اے دل لگانا منع ہی

آج ہی شادی کا دن آنسو بہانا منع ہی
خون بہا کا ذکر بر قاتل سے لانا منع ہی

عشق نے دل کو ظفر اتنے دیے کیون آبلے
یہ وہ ہی بیمار جسکو آب و دانا منع ہی

خاک مین تو قبر میش دلستان جا کر ملی
دل لگانے کی ہمین یہ داد و ان جا کر ملی

مجذوب ہون یا سالک عاقل ہون کہ دیوانہ
کیا جانیے مین کیا ہون اور کیا مری حالت ہی
جلوہ تجھے وہ اپنا ہر شی مین دکھاتا ہی
پردہ تری آنکھون کا پر تیری ہی غفلت ہی
کہتا ہی ظفر جو کچھ اب جوشش محبت مین
ای فخر جہان سب وہ تیری ہی عنایت ہی

میری اور مجنون کی ہان تصویر دونون کی کھینچیے ۔ ساتھ دونون کے مگر زنجیر دونون کی کھینچیے
بوالہوس جھوٹا ہی گر عاشق ہی یہ ہی جرم وفا ۔ لیک واجب ہی پہ تعذیر دونون کی کھینچیے
دل جگر دونون ہین فریادی مگر کیا فائدہ ۔ آہ جب سینے سے بے تاثیر دونون کی کھینچیے
کھینچیے جب دل مصحف رخ پر اگر زلفین تری ۔ ایک ہی دونون طرف تحریر دونون کی کھینچیے
ٹھہرے ہم اور غیر گر یکسان تو ظالم چاہیے ۔ جان شکنجے مین بھی بے تقصیر دونون کی کھینچیے
ان بھوون سے دیکھین اے ستمگر تو اگر ہو تاب دوچار ۔ جب برابر ایکدم شمشیر دونون کی کھینچیے
اون کے کھینچنے پہ جو سمجھاتے گئے یار و رفیق ۔ اور وہ سنکر ظفر تقریر دونون کی کھینچیے

تو نظر آیا نظر اپنی جدہر کو پڑ گئی ۔ تیرے نظارہ کی یہ عادت نظر کو پڑ گئی
سب یہ ہین لطف و عنایت ایک تجھ پر ہی عتاب ۔ تجھ سے ضد کیا جانیے اوس عشوہ گر کو پڑ گئی

ہوش آرائش تن خاک ہو اُس مجنون کو | جسنے جز خاک کبھی سر پہ نہ ڈالا پانی

دیکھے گر وہ گل رخسار عرق ناک ظفر
تو بھرے باغ مین سیرابی لالا پانی

پھینکتی آب ہی شبنم جو رخ گل دھوکے | تو لتی ہی اُسے منقار کو بلبل دھوکے
زاہد خشک کو ہی شربت کوثر کی طلب | ہان پلاو واسے پانی قدح مل دھوکے
خاک عاشق کی لگی ہی تو جھٹکے ہے ظالم | تو خراب اپنا نہ کر دامن فرغل دھوکے
شانہ و آئینہ خورشید ہو لیکر حاضر | بیٹھے جب منھ کو وہ با شان تجمل دھوکے
رحمت ای اشک ندامت کہ کیا تونے سفید | رو سیاہ ہو گیا سیہ نامہ کو بالکل دھوکے
کرتی ہی پاک تہہ زخم کو مانند شراب | آب تیغ نگہ مست تغافل دھوکے
حرص دنیا کی نمایش یہ نجا پایہ سراب | دے ہی ای تشنہ صحراے توکل دھوکے
اُسکے بھیگے ہوے بالون سے خدا کرے کہ دل | کہ تر سے پیچھے پڑے ہاتھ تو وہ کاکل دھوکے

یا علی ہی وہ ظفر خاک سر راہ ترا
آب حیوان بھی پیے تو سم دلدل دھوکے

جاے کیون دیر مین اور کیون وہ حرم مین آوے | جسکو اللہ نظر اپنے صنم مین آوے
ورم و داغ جگر کام نہ غم مین آوے | دل یہ کہتا رہا لے لینا وہ ہم مین آوے
اس دم سرد کو تو یار نہ دم مین آوے | ہان جو کچھ نالہ مین دم ہو تو وہ دم مین آوے

وفور اشک کے آگے سمندر کیا ہی یون ہین ہی
اور اسکے بلبلے سے چرخ ہمسر کیا ہی یون ہین ہی
نہ کر اتنا ستم تو نیم جان پر اپنے جانے دے
کہ اسمین جان باقی ای ستمگر کیا ہی یون ہین ہی
خدا جانے پریرویون نے کیون اسکو لگایا منھ
وگرنہ آئینہ مین ایسا جوہر کیا ہی یون ہین ہی
نہ یہ آنکھین نہ یہ مژگان نہ یہ گوش اور نہ یہ ابرو
ترے مکھڑے کے آگے ماہ انور کیا ہی یون ہین ہی
جو پی جاتے ہین آنسو بھر کے اپنی چشم ساقی مین
وہ کیا جانے کہ مے کیا اور ساغر کیا ہی یون ہین ہی
جو تجھسے ہو سکے تو خانۂ عقبیٰ کو دے تزئین
نہ کر آرائش دنیا کہ یہ گھر کیا ہی یون ہین ہی
بجھا تجھسے نہ سوز دل ذرا بھی بس تجھے دیکھا
یہ جوش گریہ تیرا دیدۂ تر کیا ہی یون ہین ہی
کمون مین حسن مین گر تجھسکو رشک ماہ کنعانی
تو جھوٹ اسمین بتا ای ماہ پیکر کیا ہی یون ہین ہی

فرق کیا باقی بری کیا ہی
بس انسان و حیوان مین جیسا کہ
زیادہ کیا ہی کیا ہی کم بھلی کیا ہی
اگر سمجھو اتنا بھلائی اور برائی بیان ہین دونون
بری کیا ہی تو آپ ہی سمجھ یہ ہر دم بھلی کیا ہی
اگر یہ عقل تو رکھتا ہی اور کچھ ہوش رکھتا ہی

چھپتی ہی کوئی چاہ کی چتون بھی ہمنشین	جسدم ملی نگہ ہو نگہ صاف کھل گئی
غافل کبھی ہوئے کبھی ہشیار ہم یہان	گہ آنکھ بند ہو گئی گہ صاف کھل گئی
چھپ چھپکے گرچہ آپ گئے گھر مین غیر کے	لیکن خبر ہزار جگہ صاف کھل گئی

نشتر سے کھل گئی نہ رگ جان مری ظفر
چھپتے ہی پردہ نوک مژہ صاف کھل گئی

بدن پہ بال ہین یون اس ملول کے کانٹے	کہ ہون درخت مین جیسے ببول کے کانٹے
زیادہ گوئی سے کیونکر نہو خلش پیدا	کہ حق مین بوئے ہی وہ بو الفضول کے کانٹے
تری درازی مژگان کا ہی بڑا کھٹکا	کہ ہمنے دیکھے نہین اتنے طول کے کانٹے
رقیب نیش زن اس گل کے ہمنشین ہین مدام	یہ کیا ستم ہی کہ ہین پاس پھول کے کانٹے
جو دیکھے اس گل عارض کو باغ مین گلچین	چنے گلون کی جگہ ہوش پھول کے کانٹے
کلام کیون نہو سنجیدہ نکتہ سنجون کے	کہ تولتے ہین وہ لیکر اصول کے کانٹے

غم و الم کی شتابی دل ظفر سے نکال
الہی صدقے سے اپنے رسول کے کانٹے

دیگر

نہ ہمسے پوچھو ای ہمدم بھلی کیا ہی بری کیا ہی
بتائین اب تجھے کیا ہم بھلی کیا ہی بری کیا ہی

اگر جانے نہ یہ انسان بھلی کیا ہی بری کیا ہی
مثال آئینہ ہی گو کہ صورت آشنا
پیکس نہین ہمسے تو محرم بھلی کیا ہی
بری کی کیا ہی
جو نیکی و بدی کا فرق ہی سو ہی
وہ ہستی مین

جلد اول دیوان ظفر

[illegible]

دیگر

[illegible]

مری ہر بات پر وہ آج ہی ہوتا ہی گیا برہم
ظفر اس بے مروت کی ہمیشہ سے ہی خو ایسی

جب اُس عالم سے اِس عالم مین ہم گریہ کنان آئے
کہا دل مین کہان تھے ہم کہان سے ہین کہان آئے

مری بالین پہ وہ آرام جان اک دم نہ آوے گا
اگر سو بار دم آنکھون مین آئے لب پہ جان آئے

دل اپنا لگ گیا کنج قفس مین اب کسے پروا
بہار آئے چمن مین ہمصفیر و یا خزان آئے

پھرین خانہ بخانہ مہر و مہ پر حیف ای گردون
کہ میرے گھر نہ یک شب وہ مہ نا مہربان آئے

جواب صاف ہی تو کاش دے تسکین کے بدلے
بلا سے صبر تو دل کو مرے ای دلستان آئے

ترے ہاتھون سے گرچہ ناک مین دم اپنا آتا ہی
مگر کیا تاب جو لب پر کبھی آہ و فغان آئے

لگا ئین منزل ہستی مین دل کیا خاک ہم اپنا
کہ ہین وہ روز اس مہمان سرا مین میہمان آئے

شروع مخمسات

مخمس اول از دیوان ظفر

غنچہ پوچھے ہی صبا سے کہ تبادکیا ہی
کیا تماشا ہی کسے دیکھے ہو دیکھا کیا ہی
چشم کیون شوق مین نرگس کی ہمیشہ وا ہی
سایۂ برگ سے گل باغ مین یہ کہتا ہی

وقت نظارہ جسے منھ یہ لگا مت پنکھا

ہر سحر شوق مین کیا وجد کرے ہی اپنے
ہاتھ پر گل شبنم جو دھرے ہی اپنے
دیکھنا برگ جو شاداب تری ہی اپنے
جوش فوارہ سے دامن جو بھرے ہی اپنے

گوہر قطرۂ نیسان لطافت پنکھا

آگے بھی ہمدم و دمساز سنتے ہی صدا
وہ بجا کہتے ہین یہ بات کہ ہمنے دیکھا
بعضی آواز سے ملجا ہی دل انسان کا
ہر نکورے یہ ہی پنکھے کی طرح دل ہلتا

آج نوبت سی لگا کرنے یہ نوبت پنکھا

ہر کتین دیکھ کے پنکھے کی ہمین اہل خرد
لیکہ مین نے اس اشارے سے یہ پایا مقصد
کہ وہ ہی غم کی طرف مار رہا دست رد
ہی تماشائیون کو اپنے بلا تا شاید

دست جنبان کی جو رکھتا ہی شباہت پنکھا

چشم نم کو جو وہان پھر تماشا جلائے
کیونکہ جون شیشہ ہستی سے نہ دم الٹا جائے
جام صہبا کی طرح سخت ہنسی آجائے
عیش و عشرت کا ہی یہ جوش کہ گھبرا جائے

گر جھلے دل یہ نہ شش وقت حرارت پنکھا

مرد و زن شاہ و گدا کود کی پیر و برنا
جو ہوا خواہ ہین پنکھے کے وہ سب ہین یکجا

ہر طرف عیش کا ساماں ہی عشرت کا رواج	ای ظفر خاطر یاران کا ہوا خواہ کو آج
فرحت افزا ہی دم گرمی صحبت پنکھا	

مخمس ثانی

کوئی جا دے جو اُدھر شام و پگاہے گاہے	تو کہے اُس سے یہ بانالہ و آہے گاہے
جا بجا ہے زخم سر حال تباہے گاہے	اس طرف بھی تجھیں لازم ہے نگاہے گاہے
دمبدم لحظہ بہ لحظہ نہیں گاہے گاہے	
دل پہ سوزش ہی سدا لب پہ ہی ہر دم دم گرم	اشک سرخ آنکھوں میں ہر رنگ ہی رخسار کا زرد
ہمدم و پوچھو نہ تم حال دل غم پر درد	ہی بلا کثرت انبوہ ہجوم غم و درد
دل کو فرصت نہیں اتنی کہ کراہے گاہے	
کیا کہوں کیونکہ غم ہجر میں گھڑیاں گن گن	دن سے ہم رات کیا کرتے ہیں اور راتیں دن
گر کبھی جاویں اسی حالت میں اگر ہم اس بن	بزم جانان میں نہیں بار کہاں ہی لیکن
دیکھ لیتے ہیں اُسے ہم سر راہے گاہے	
فرصت اک دم کی نہ دی دل کو ہجوم غم نے	خون کے دریا کئی جاری کیے چشم نم نے
جو نہ کرنا تھا کیا تیرے لیے عالم نے	اب تو یہ عہد کیا چاہ کے تم کو ہم نے
روسیہ ہو جو کوئی اور کو چاہے گاہے	
جب سے ہیں عشق میں اس شوخ کے ہوں بیخود خواب	کہ فغاں لب پہ ہی اور چشم سے جاری خون ناب

مخمس ثالث

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

عازم کعبہ ہو

عازم کعبہ ہو تو خواہ ہو تو ساکن دیر تو کرے لطف تو کوئی نہ کرے تجھسے بیر	لطف کن لطف کہ ہو لطف سے انجام بخیر لطف سے ہوتے ہیں اپنے سے سوا اپنا غیر
لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش	
لطف سے وحشی صحرا ہی نہیں تنہا رام لطف سے بنتے ہیں انسان ہی فقط کیا خدام	لطف سے ماہی و مرغ آکے پڑیں حلقۂ دام لطف سے ہوتے ہیں پرستار پری دیو غلام
لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش	
لطف سے آدمی ہے فیل کی گردن پہ سوار لطف سے پکڑے گئے شیر و پلنگ اژدرہا	لطف سے ڈالتے ہیں ناک میں اشتر کے مہار لطف وہ شئی ہے کہ بنجاتے ہیں اغیار بھی یار
لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش	
لطف سے کن کے ہوئے کہتے ہیں دونوں عالم لطف سے گرچہ ہو معشوق کبھو عشق کا کام	لطف سے روح ہوئی داخل جسم آدم لطف سے غیر بنے بندۂ بے دام و درم
لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش	
لطف ہی مطلب اظہار وفا کی تمہید صاحب لطف کی برآئے ہی آخر امید	لطف ہی قفل در خانۂ الفت کی کلید کر لیا لطف سے یوسف کو زلیخا نے خرید
لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش	
قیس لیلیٰ پہ بنا لطف کے باعث مجنوں	کوہکن لطف سے شیریں کا ہوا تھا مفتوں

لطف سے پیچ کی جادو ہی نہ ٹوٹی افسون
ہر کو واسطہ تھا لطف سے راحت مخزون
لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش
عاشقی لطف سے ہیں ہم عاشق و ہم جانانہ
لطف سے شمع جلی عارض پہ جلا پروانہ
لطف وہ شئی ہے کہ اغیار کی ہے یارانہ
اپنے لطف سے اپنا بھی بیگانہ
لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش
لطف سے اک ہو گیا ہر طلسم اکسیر
روبرو لطف سے سب بیچ ہیں جب اور تسخیر
حق تعالیٰ نے بڑی لطف میں دی ہے تاثیر
لطف میں غیر ہو کے دام محبت میں اسیر
لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش
تو کرے سبزہ بیگانہ پہ گر لطف عیان
ہو سکے خوش تجھسے وہ خوشبو ہو مثال ریحان

جلد اول دیوان لطف

لطف سے جام کے ہی حلقۂ قناعت میں جو ہی ۔ یہ بجا دائرۂ عیش میں دف کہتا ہی
لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

حلقۂ موج ہوا قوس قزح قوس ہلال ۔ گردش چرخ برین گردش یہ گردش سیال
گردش ساغر کی گردش فانوس خیال ۔ سب تجھے کہتے ہیں یہ حلقہ بگوشوں کی مثال
لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

جب کمان خوب جھکی لطف سے باعجز و نیاز ۔ لیا آغوش میں جب تیر سا سرکش طناز
سب کے گوشوں سے بوقت کشش تیر انداز ۔ کہ نکلتی ہی یہی دل سے کمان کے آواز
لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

پرتو لطف سے خورشید کے ہو نور آگین ۔ رات کو کہتا تھا گردون یہ بہ ہالہ نشین
حلقۂ بندگی مہر ہی یہ ہالہ نہین ۔ مہر کو مہر کے ہو غیر محبت آئین
لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

کچھ گل و سرو مین بھی لطف کا دیکھا اسلوب ۔ انکو بھی بلبل و قمری نے جو سمجھا محبوب
ای ظفر لطف ہی وہ شی کہ ہی سب کو مرغوب ۔ یہ گلستان مین کہا بلبل شیراز نے خوب
لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

مخمس رابع

بیکلی تجھ بن جسکو کون آئے نہ صبر و قرار
بیقراری تجھے اے دل کبھی ایسی تو نہ تھی

کچھ جو بے نو مضطرب اتنا ہی بنا تو سہی یار
ہم نہ سمجھے نہ تو برق نہ شعلہ نہ شرار

پوچھتا ہون دل بیتاب سے ہمدم ہر بار
جیسی اب ہے تری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی
ہمی اس بزم مین محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

آتونی خفت ہین حاصل کبھی ایسی تو نہ تھی
گفتگو اور وہ کہتا دل کبھی ایسی تو نہ تھی

پہ جواب حال ہوا ہے نہ لکھا تھا کبھو
بس نظر سے ہی دل پر نہ جا تجھ کو

ہون تو رشتہ سے تر انخوشہ ادا وسا تکو
تری آنکھون سے خدا جانے کیا کیا جادو
کہ طبیعت مری مائل کبھی ایسی تو نہ تھی

ای گل خنداں بتا ہمکو ہمارا کیا قصور ہم نحیفونکو اُٹھانا خاک سے کیا ضرور	مثل خار راہ پھینکے ہی گلی سے تو جو دور ضعف سے ہی ہمکو صرصر جنبش مژگان مور
	ایک جھوکے مین خدا جانے کدھر اُڑ جائینگے
کچھ نہ پوچھو ہمدمو جو دل مین ہی سوز نہان سوزش دل سے کرونگا مین اگر آہ و فغان	سا تھ دم کے ہر نفس نکلے ہی شعلہ یا دھوان برج آتشبار کی صورت بر اوج آسمان
	دیکھنا ہو کر دے دود جگر اڑ جائینگے
روز فرصت کیا کرامت ایک سنتے ہین جدید آخر شش انکو بنا کر طائر عرش مجید	روز کہتے ہین کہ باغ قدس کی کرتے ہین دید شیخ صاحب کو اگر یونہین اُڑا دینگے مرید
	ہل نہ سکتے ہونگے تو بھی عرش پر اُڑ جائینگے
صبح گلشن مین صبا تیرا اگر ہووے گذر کر رہی ہی چہچہے کیا شاخ گل پر بیٹھ کر	کہیو بلبل سے ذرا اتنا کہ ای شوریدہ سر یہ چمن یونہین رہیگا اور ہزارون جانور
	اپنی اپنی بولیان سب بول کر اُڑ جائینگے
بات جو کرتے نہین ہرگز فریب مکر بن گل کھلے گا جبکہ ہوگا کوئی انکا ممتحن	تو ہوا خواہی کا دعوے معتبر اُنکے نہ گن لوگ باغ سبز دکھلاتے تو ہین ہر ایکدن
	ہاتھ کے طوطے سے اُنکے ای ظفر اُڑ جائینگے

مخمس خامس

[illegible]

نہین پروا اُسے افسوس کہ میرا بسمل نہین معلوم وہ کافر ہی کدھر کو مائل	آتش ہجر سے ہی خاک پہ ابتک کے گیا خاک مین مل نگہ یار کو اب کیون ہی تغافل اے دل

وہ ترے حال سے غافل کبھی ایسی تو نتھی

کچھ خوش آتا ہی نہین اُسکو مری ایذا بن اُسکے ہاتھون سے مری جان بچے کیا ممکن	بالکہ در پے ہی مرے قتل کے وہ ساعت و دن چشم قاتل مری دشمن ہی ہمیشہ لیکن

جیسی اب ہو گئی قاتل کبھی ایسی تو نتھی

جانتا ہی اُسے تو خوب کہ ہی عاشق زار وہ کسی بات پہ تجھسے نہین کرتا تکرار	دل تو کیا جان کے دینے مین نہین ہی انکار کیا سبب تو جو بگڑتا ہی ظفر سے ہر بار

خو تری حور شمائل کبھی ایسی تو نتھی

مخمس سادس

نظر پڑے جو کہین چاک در کھلے کے کھلے عجب ہی کیا رہین لب بھی اگر کھلے کے کھلے	شگاف دل کے رہے سربسر کھلے کے کھلے کہ اسکے روزن در دیکھو کر کھلے کے کھلے

ہمارے رہ گئے دیدے اُدھر کھلے کے کھلے

گرے ہی سر پہ فلک جسکے روز فتنہ بپا نیو چیو مجھسے یہ خانہ خراب ہی کیسا	جو گھر کو چھوڑ کے ہی آخرش نکلجاتا کہو نہین چرخ کی خانہ خرابیان کیا کیا

[illegible]

بیان کرینکو تھا تجھ سے مین دم بسمل
جو زخم لعل ہین [illegible] کو نہ حاصل
پر ایک بات کا کہنا بھی ہو گیا مشکل
حلاوت دم شمشیر [illegible]
رہا ہمارا لب زخم جا کہ کھلے کے کھلے

[illegible] دیوان اول ظفر

مخمس سابع

[illegible]
ہمارے رہ گئے لب اے ظفر کھلے کے کھلے

مخمس

خدا دارم چہ غم دارم خدا دارم چہ غم دارم

[illegible]

کرونگا پر نہ شکوہ گرچہ ہونگے لاکھ غم پر غم	کیے جاؤنگا مین ہر دم یہی جبتک ہی دم مین دم

خدا دارم چہ غم دارم خدا دارم چہ غم دارم

فلک کے ہاتھ سے کیا کیا مرا دل رنج سہتا ہی	کہ اک سیلاب کا دریا چشم سے دن رات بہتا ہی
نہین فرصت ذرا غم سے یہی غرق رہتا ہی	مگر تایید حق پر جب نظر کرتا ہی کہتا ہی

خدا دارم چہ غم دارم خدا دارم چہ غم دارم

غم و اندوہ سے حالت ہوئی ہی سخت ابتر میری	کہ ہوتا غم ہی غمگین آپ صورت دیکھکر میری
اگرچہ بار غم سے اب شکستہ ہی کمر میری	نہین پر دل شکستہ مین خدا پر ہی نظر میری

خدا دارم چہ غم دارم خدا دارم چہ غم دارم

مرا دل رنج و غم سے ہی بہت مضطر گھبراتا	تو یہ احوال ہوتا ہی کلیجا منہ کو ہی آتا
نہین ہرگز سمجھتا کوئی گر ہی لاکھ سمجھاتا	مگر جب مین یہ کہتا ہون تو بار ہی ٹھہر جاتا

خدا دارم چہ غم دارم خدا دارم چہ غم دارم

بلا سے گر نہین کوئی رفیق و آشنا میرا	خدا پر دیکھیان ہی میرا نگہبان ہی خدا میرا
خدا آسان کریگا گو ہی مشکل مدعا میرا	خدا حامی ہی میرا اور خدا مشکل کشا میرا

خدا دارم چہ غم دارم خدا دارم چہ غم دارم

نہین غمخوار کوئی کون کرسکتا ہی غمخواری	توقع جسسے یاری کی تھی وہ کرتے ہین بیزاری
خدا سے اپنی مین رکھتا ہون امید مددگاری	زبان ہی جب تلک منہ مین زبان سے ہی یہی جاری

[illegible]

[illegible]

اُس دم کہیں صحرا مین پانی کا تھا قطرہ	جون آبلہ پاسی کانٹو نپہ گرا قطرہ
تھا آب بقا حق مین اون خشک زبانو کے	
معلوم نہین جیری آکے عشق ہے کیا خو	اگر جگر و دل کو اک دم مین بھر لو ہو
دکھلانے لگا اپنی جب شان و تجمل کو	ساتھ آہ و فغان کے یون آنکھوں سے بہی آنسو
ہو فوج رواں جیسے با ساز و نشانو کے	
اے عیسیٰ دوران ہی تیرا یہ سخن شیرین	امکان نہین غم سے دکھ ہمکو ذرا تسکین
تو حق مین ہمارے ہے جلاد ستم آئین	جان بخش نہین یہ تیرے گو لعل لب رنگین
یہ ہمکو تو اے ظالم لالے پڑے جانون کے	
جادو کی کمندین ہین آنکھوں کے یہ دو رہین	مژگان نہین تری کافر مسبے کے کہتے ہین
اور ابرو نکو تیری سب دیکھ کے کہتے ہین	کاجل کی بھوین تیری تحریر ہی کہتے ہین
رستم کے یہ چلے ہین حلقوں کے کمانون کے	
دل پاک نہ ہو جب تک دنیا کی تمنا سے	کیا کام نکلتا ہی تسبیح و مصلے سے
نادان ہے نہین کہتے ہم کہتے ہین دانا سے	دانا ہی جو دل اپنا پھیرے ہے وہ دنیا سے
کیا پھیر سے ہے حاصل تسبیح کے دانون کے	
زلفین تری بکھری ہین عالم مین جو مستی کے	ٹھہرین ہین بلائین جو چھوڑینگی نہین ڈسکے
اور گوشون کے آویزے شمع ن نکیون جلیے	جون آبلہ زہر آگین ہو کام مین عقرب کے

[illegible]

اپنا حال وقت رخصت مین کہون تو کیا کہون

یہ سب حضرت سلامت ہین مین کہون تو کیا کہون

کل نظر جو آگئی قسمت سے دم بھر اسکی شکل	جیسمین تھا کچھ مین کہونگا دیکھکر اوسکی شکل
ہوگئی سکتی کی حالت مین کہون تو کیا کہون	
گو زبانی منھ سے ہے بیان شرح و تمنائے وصال	آنکو سب معلوم ہے جو دل مین گذرے ہے خیال
کوئی چھپتی ہی محبت ہے اسکا چھپانا ہے محال	میری نظرین ہی کہے دیتی ہین میرا دل کا حال
آنسے اپنا راز الفت مین کہون تو کیا کہون	
تمکو غیرون سے نہین محفل مین فرصت ایک آن	جو کہنے تو گوش دل سے راز دل کا ہے بیان
کیونکہ سرگوشی کرون ہے مجھسے عالم بدگمان	کان لگنے ہے ترے سبکے کھڑے ہو مین کان
تجھ سے اے کان ملاحت مین کہون تو کیا کہون	
کوئی وحشت مجھکو بتلاتا ہے اور کوئی جنون	دل ہی نکلی ہے فغان اور چشم سے جاری ہے خون
دوستی مین آنکی جو کچھ ہے مرا حال زبون	دوستی تو چاہتی ہے یہ کہ کچھ اونسے کہون
اور کہون تو ہو عداوت مین کہون تو کیا کہون	
بستر غم پر پڑا ہو زار و بیچارہ غریب	چشم رخ زرد و دل پر درد جان حسرت نصیب
اسکی دوری سے ہوا ہون مین تو مرنے کے قریب	مجھسے چل تو درد دل کیا پوچھتا ہے اے طبیب
سب ہے دیتی ہین صورت مین کہون تو کیا کہون	
لے کے نامے کو جب نامہ بر چلنے لگا	جی مین آیا کچھ کہون پھر سوچ کر مین کہا
آرزوے شوق شرح ہجر عجز و التجا	مدعا خط تو سب قاصد کو مین نے لکھدیا

مخمس

غزل

ہے تو جلدی مین غزل مین ... تو کیا کہون

[illegible]

یامعین الدین چشتی دستگیری لازم است

مخمس

ہوں گرا پڑتا بزنگ اشک مژگان بیکل	دستگیری گر تمھاری ہو تو میں جاؤں سنبھل
یامعین الدین چشتی دستگیری لازم است	
خاک سے پر جو کہ ہل سکتا نہو جوں نقش پا	تم اوٹھاؤ تو وہیں ہو وہ سنبھلکر اوٹھ کھڑا
عیسیٰ جان بخش ہو تم اور خضر رہنما	دردمندوں کی دوا ہو ناتوانوں کی عصا
یامعین الدین چشتی دستگیری لازم است	
طوف کرتا ہے تمھارے آستاں کی آسمان	کعبۂ اہل صفا ہو قبلہ گاہ مقبلان
خواجۂ ہر دو جہاں ہو شاہ شاہانِ جہاں	آپکا دست حمایت چھوڑکر جاؤں کہاں
یامعین الدین چشتی دستگیری لازم است	
یہ ہی باغ خلد روضہ ہے تمھارا گلفروش	جسکے ہر گل میں ہے مینا ہے بادۂ وحدت کا جوش
ایک پیٹ میں سیکڑوں بیہوش ہیں کن جو یا مدہوش	اور ہے گھتے ہیں پھر جب اوٹھیں آتا ہے ہوش
یامعین الدین چشتی دستگیری لازم است	
آستاں بوسی کا مجھکو شوق تو ہے اس قدر	پر کروں کیا میں ہوں طاقت قدم سے بیسر
اڑکے میں پہونچوں ابھی میرے اگر ہوں بال و پر	ہے تمھاری ہی فقط چشم عنایت پر نظر
یامعین الدین چشتی دستگیری لازم است	
وہ تمھارا نور باطن ہے کہ خورشید منیر	روبرو ہے اسکے ذرہ بلکہ ذرہ سے حقیر
تم پہ روشن ہے کہ میں اے خواجۂ روشن ضمیر	دو جہاں میں جانتا ہوں تمکو اپنا دستگیر
یامعین الدین چشتی دستگیری لازم است	

نہ جس مطلب پہ اور وہ کبھی پوچھا گیا باعث
پذیرا عرض غیر فرنگی ہوئی اس طرح کیا باعث
گزارش کرتا بندہ بھی تو ہاں خدمت میں یونہیں تھا

ہمیں منظور تھا جو کچھ مقرر ہو وہ کر جاتے
نہ آتے آپ گر یکدم تو جیسے ہم بھی گذر جاتے
کہ تھا اس جان سے آج ہم اور چشم تر جاتے
تم ایسے وقت آپہونچے وگرنہ ہم تو مر جاتے
ارادہ ہو چکا اپنا غم فرقت میں یونہیں تھا

کیا تو نے بہت کیوں ضعیف اے دل مزاج اپنا
دکھاتا کیا ہی حال ناتوانی ہمکو آج اپنا
تجھے کرنا کچھ اندیشہ تھا بیش از احتیاج اپنا
دل بیمار جب ہنسنے کہا تھا کہ علاج اپنا
کہ آیا فرق کچھ تیرے ابھی طاقت میں یونہیں تھا

عزا دم دید سے آنکھوں میں تھا مشتاق نظارا
ترحم چاہیے تھا کچھ تجھے اے شوخ خود آرا
نہ تھا پر دیکھنے کا میرے اک لحظہ مجھے یارا
دکھا کر شکل صورت تیجے کیوں شوخ اسی مارا
کہ میں تو مر رہا دیدار کی حسرت میں یونہیں تھا

وہی آتا ہی یاں جسکی گرفتاری ہی قسمت میں
پڑا ہی کیا سمجھکر تو تباہ رنج و مصیبت میں
نکل سکتا نہیں پھر آگیا جو کوئی الفت میں
نہیں جا گر بڑا یہ دل اگر تجھکو محبت میں
تو آیا تو ارے دل کیوں اس آفت میں یونہیں تھا

خدا جانے کوئی وہ ہے پری یا حور یا انسان
نہ پوچھو مجھسے کیا حیرت فزا ہی جلوۂ جانان
تصدق جائیے اس شکل کے اس حسن کے قربان
ظفر تم دیکھتے ہو جس طرح آئینہ کو حیران

اسکامت پوچھو سبب ای بت غارتگر ہوش
تھا تری تیغ تبسم مین حلاوت کا یہ جوش
رہ گئے میرے لب زخم جگر ہنسکے بند

جوہری ہونکے اگر جمع جہان سے آوین
اور خوش آب گہر کان عدن کا لاوین
آب و تاب انکی وہ کیا خاک ہمین دکھلاوین
نکلین دندان ترے ہنستے ہین تو ہمیجاوین
درج مین دندان گہر ہندسے کے بند

کوچے کی اپنی سنائی ہمین جب آ نے خبر
اپنا اک سکتے کا سا ہوگیا عالم سنکر
ہائے ہوتی ہمین کچھ طاقت گفتار اگر
کچھو نہ کچھو کہہ سکے الکفین ہوکے ہم تیرے نہ کر
برزبان ہوگئی بند حیتے ہی کمر بندسے کے بند

لیکے ہم اُنکو جو گلشن مین سحر گہ جائین
جو کہے منہ سے وہ گل لالہ و گل سے جائین
منہہ ہی کیا غنچونکا جو سامنے کچھ کہہ پائین
گر کھلے باتون مین وہ غنچہ دہن رہ جائین
باغ مین غنچون کے منہہ باد سحر ہنسکے بند

جی تو چاہے ہی یہی گل کی ہوس مین صیاد
پھونچون مین باغ تلک ایک نفس مین صیاد
پر کرون کیا کہ مین اب ہون ترے بس مین صیاد
باندھ کر پر نہ مجھے چھوڑ قفس مین صیاد
فائدہ کرنے سے کیا طائر پر بندسے کے بند

تیرے سودائیونکو دی ہی سزا اے تقصیر
لا کے زندان مین کیا یاد رکھا ہر جند اسیر
شوق صحرائے جنون جنکے ہوا دامنگیر
گئے دیوانے نکل مثل صفائے زنجیر

انداز کا وہ عالم کبھی یون ہی کبھی وون ہی [illegible]
[illegible] کبھی یون ہی کبھی وون ہی
[illegible] کبھی یون ہی کبھی وون ہی
منزل پہ ہمان ہی ہر ساعت کبھی یون ہی کبھی وون ہی
[illegible] کبھی یون ہی کبھی وون ہی
[illegible] کبھی یون ہی کبھی وون ہی
[illegible] کبھی یون ہی کبھی وون ہی

ہی ہر ایک طرز عتاب عربدہ جو خوشنما	اُسکی ابرو پر نہون کیون چین ابرو خوشنما

تیغ ہو تو تیغ پر جوہر بھی واجب ہی کہ ہو

ای شکار افگن وہ خنجر لا کہ جس مین آب ہو اُس سے پر نخچیر ناوک خوردہ کو بیتاب ہو	آب وہ زہر آب ہو یا آب شہد ناب ہو قطرہ پیکان سے صید تشنہ کیا سیراب ہو

یان روان آب دم خنجر بھی واجب ہی کہ ہو

دیکھنا جب کچھ حصول مقصد مطلب ہو دل آشنا وا شد سے اُس گلشن مین شاید جب ہو دل	اور فارغ ساری تشویشون سے روز و شب ہو دل سیر گلزار جہان سے یون شگفتہ کب ہو دل

غنچہ آسا کچھ گرہ مین زر بھی واجب ہی کہ ہو

ہی دُہن وہ جس سے باغ خلد کا ہو لطف سب رخ کو دیکھو تو عبادتگاہ جانان ہی عجب	زلف وہ کافر کہ دے دل کو ہزارون تعب کیونکہ محراب وابرو کو خوبی سے زیب

ہو جہان مسجد وہان منبر بھی واجب ہی کہ ہو

سمجھے دل یہ کہ اُسکی زلف ناگن ہی بلا ہان گھنا تو ہر اوس سے کہ میں ہی وہ برا	جسکو کاٹے نے ڈسا پانی بھی وہ مانگت سانپ کا ساہی کھلا نا چھوڑنا اس زلف کا

ای ظفر ہان یاد کچھو منتر بھی واجب ہی کہ ہو

مخمس ابراہیم ذوق

[illegible]

تلوّن سے مزاج یار کے ہی یہاں حذر لازم
کبھی کچھ کہتا ہی ظالم کبھی کچھ کہتا ہی ظالم
ہوا سو بار جھوٹا اور پھر ہرگز نہیں نادم
ظفر اک بات پر دائم وہ ہووے کس طرح قائم

جو اپنی پھیر تا نیت کبھی یوں ہی کبھی وون ہی

مخمس خمسہ عشر

کچھو خبر پہلے کدورت اور صفائی کی نہ تھی
تجھے جدائی میں مگر سیر خدائی کی نہ تھی
وجہ کوئی صلح کی صورت لڑائی کی نہ تھی
جب تلک دنیا میں جیسے کچھ برائی کی نہ تھی

ہمکو آگاہی برائی اور بھلائی کی نہ تھی

لگے شہرت کیا تمھاری دلربائی کی نہ تھی
ہمنے تو ایسا سمجھکر آشنائی کی نہ تھی
دلربائی میں مگر بات اس کجائی کی نہ تھی
یہ توقع ہمکو تجھسے بیوفائی کی نہ تھی

آشنائی کی تھی ہمنے کچھ برائی کی نہ تھی

ہی دل بے کینہ میرا وہ مصفا آئینہ
نہ کبھی محتاج صیقل کا ہوتا آئینہ
زنگ سے آلودہ جو ہرگز نہ دیکھا آئینہ
تجھ سے مکدر ہم ہی ورنہ پھیر دل کا آئینہ

بیکدورت تھا اسے حاجت صفائی کی نہ تھی

شوق گلشن نے نہیں پہنچنے لبسمیں اپنا دل
تھا تبنگ آزاد ہونیکی ہوس میں میرا دل
ہی بدلنا رنگ کیا کیا ای نفس میں اپنا دل
لگ گیا تھا جب دونوں کنج قفس میں اپنا دل

جو دل میں ہے اُٹھاؤں قلم لکھکے بھیجدون
خط غلامی اپنا صنم لکھ کے بھیجدون
اور جو کیے خدا کی قسم لکھ کے بھیجدون

آگاہ ہووے یار سے ہوتا اگر نہ مین
قاصد خط اُسکو لکھتا کبھی بیخطر نہین
مشق جفا سے اُسکی ہی تو بیخبر نہین
ڈرتا ہون وہ قلم نہ کرے ہاتھ ورنہ مین
جو جو کیے ہین اُسنے ستم لکھ کے بھیجدون

جسوقت تجھسے حضرت دل داد خواہ ہون
اور اُن سے پوچھا جائے جو مجھسے گواہ ہون
جھگڑے تمام یہ ہوے ہین نہ آہ ہون
ظالم ہزار دستہ کاغذ سیاہ ہون
گر ایک قصہ شب غم لکھ کے بھیجدون

کیا کیا تجھے یار اپنے زمانہ کہ انتخاب
سب نے عدم کی راہ لی ای ہستی خراب
ہووے مثال نامہ نہ کیون دل کو پیچ و تاب
لا سکتا رفتگان کا نہین کوئی بھی جواب
خط کسکے ہاتھ سوے عدم لکھ کے بھیجدون

اُس گل کی ایک عمر سے تھی جستجوے وصل
پائی پر ابتلک نہ کہین مین نے بوے وصل
اب جی مین ہی کہ یون ہو جو گفتگوے وصل
معلوم تا ہو اُسکو مری آرزوے وصل
وصلی پہ حال رنج و الم لکھ کے بھیجدون

لکھتے ہین بار بار وہ مجکو کہ تو شتاب
لکھ بھیج حرف عشق ہوا ہی جگر کباب
اِسکے سوا ہین آتا نہین اور کچھ جواب
جا کر دکھاؤن دل کے جو ہین داغ بیحساب

مخمس ... عشق

تو کہے کیونکہ خدا یا یہ خدائی تجھے بھاری ۔۔۔ تو خداوند یمینی تو خداوند یساری

تو خداوند زمینی تو خداوند سمائی

نظر آتی ہی جہان مین جو سفیدی و سیاہی ۔۔۔ قلم صنع پہ دیتی ہی ترے دن رات گواہی
تیری یکتائی مبرا ہی ہر اک شی سے الٰہی ۔۔۔ تو زن و جفت نجوئی تو خور و خفت نخواہی

احدا بی زن و جفتی ملکا کام روائی

نہ پرستش کا تو محتاج نہ محتاج عبادت ۔۔۔ نہ امانت تجھے درکار کسو کی نہ حمایت
نہ شراکت ہی کسی سے نہ کسی سے ہی قرابت ۔۔۔ نہ بیازت بولادت نہ بفرزند تو حاجت

تو جلیل الجبروتی تو امیر الامرائی

جسے تو چاہے امیری کرے جسے چاہے فقیری ۔۔۔ جسے تو چاہے بزرگی کرے جسے چاہے حقیری
کرم و عفو سے کیونکر نکرے عذر پذیری ۔۔۔ تو کریمی تو رحیمی تو سمیعی تو بصیری

تو معزی تو مذلی ملک العرش بجائی

گنہ و جرم پہ بھی کرتا ہی تو رزق رسانی ۔۔۔ تیرے الطاف سے محروم نہ مینخوار نہ زانی
کہ وہ ستار ہی تو واقف اسرار نہانی ۔۔۔ ہمہ را عیب تو پوشی ہمہ را عیب تو دانی

ہمہ رزاق رسانی کہ تو موجود عطائی

خرد و وہم سے گو دل نے کوئی بات تراشی ۔۔۔ کہ ہو اوّل و آخر کی حقیقت کا تلاشی
مرے نزدیک سوا اسکے ہی سب سمع خراشی ۔۔۔ نہ بدی خلق تو بودی نہ بود خلق تو باشی

لمن الملک توگوئی کہ سزاوار خدائی

ظفر اسوقت ہیں خاموش ہو کیا غنچہ مانند	کہ یہ اشعار مناجات کے یاد آئے اسے چند
کرے اوصاف ہیں کسطرح سے اپنی زبان سے	لب و دندان سنان ہمہ توحید تو گویند

مگر از آتش دوزخ بودش زود رہائی

مخمس ثمانیہ عشر

ہمیشہ از ندامت اشک بارم	ز جرم خویشتن خود شرمسارم
مگر از رحمت امیدوارم	الٰہی واقفی از حال زارم

تو سید انی کہ جز تو کس ندارم

گناہوں کا ہے از بس ہی طغیان	ہوئی ہے موج زن طوفان پہ طوفان
تری ہی دستگیری ہو ہراسان	الٰہی غرقہ ام در بحر عصیان

ز دست رحمت افگن بر کنارم

جہاں ہے مجمع ارباب غفلت	مہیا ہیں سبھی اسباب غفلت
یہاں پیکر شراب ناب غفلت	الٰہی رفتہ ام در خواب غفلت

برہ بیداری زین کار و بارم

ترے آگے نہیں مانند تصویر	زبان عذر کو یدا سے تقریر

تجھی سے ہی امید عفو تقصیر	الٰہی از کمال لطف بپذیر

دل سوزان و چشم اشکبارم

رہا مین جیسے یہان خرسند و فیروز	یوہین ہون حشر کو بھی جلوہ افروز
رہون دونون جہان مین بہرہ اندوز	الٰہی گر عزیزم کردی امروز

مکن فردا بنزد خلق خوارم

یہ کافر نفس ہی ایسا بلا بد	کہ جسسے جز بدی ہو کچھ نہ سرزد
عداوت مجھسے یہ رکھتا ہی بیحد	الٰہی گر نہ توفیق تو باشد

برآرد نفس بد از جان دمارم

مکان تاریک مین تنہا و بے زور	جو کوئی پاس ہی تو مار یا مور
سنے کون آہ و نالے کا مرے شور	الٰہی در شب منزل گہ گور

تو لطف خویشتن گردان غمگسارم

نشے مین مین تو ہون غفلت کے سرمست	پڑے در پے ہین دو دشمن قوی دست
کہان جاؤن کرون مین کسطرف جست	الٰہی نفس و شیطان در کمین ہست

ز تقواے عبادت کن حصارم

ظفر ہی جسکو ایمان اپنا درکار	دعا ایمان کی وہ مانگے ہین ہر بار
کہے ہی دیکھو تو کیا مرد ہشیار	الٰہی بر جنید ایمان نگہدار

تو بانی الدہر باحرمت آل و وصی
لی خمسۃ اطفی بہا حر الوباء الحاطمہ
المصطفی و المرتضی و ابناہما و الفاطمہ
دافع بلا کا تم ہو آتا نہیں ہی بیان
لی خمسۃ اطفی بہا حر الوباء الحاطمہ
المصطفی و المرتضی و ابناہما و الفاطمہ

ہی ہی جسکو پیار سے اپنے زہرا گود پالے	اسکے تن پر گھاؤ لاگے بہتے لہو کے نالے
سراب اسکا ہی اور نوک سنان ہی	
جسے زہرا نے گودی بین کھلایا	نبی نے دوش پر جسکو چڑھایا
چاروں اور سے اسکے لاگے برچھی بھالے	مائی اوپر لوٹے رن مین گھائل سارا سر
لہو کا زخم سے دریا روان ہی	
ہوا زین العبا محبوس افسوس	پیادہ پا چلا افسوس افسوس
جسکی پانؤن کی مائی ہو چاند سورج پر فوق	اسکے ہاتھون ہتھکڑیان ہون اور گلے مین طوق
سفر در پیش ہی اور ناتوان ہی	
ظفر اس غم سے اک عالم ہی مغموم	زمین سے تا فلک ماتم کی ہی دھوم
نیلا تاگا اکاس نے کینو جانی اندھیری رین	تارے نا ہین آنسوون سے ہی بھوز مانہ نین
جسے دیکھو غرض ماتم کنان ہی	

مسدس

چلنے لگی ہی بے طرح باغ جہان مین ہوا	جا لگڑا کہتے ہین سب جسکو وباے و وبا
یارب بطفیل پنجتن مجھکو اس آفت سے بچا	مین ہر گھڑی اور ہر نفس پڑھو کرتی ہون دعا
لی خمسۃ اطفی بہا حر الوباء الحاطمہ	
المصطفی و المرتضی و ابناہما و الفاطمہ	

جلد اول دیوان ظفر

لی خمسۃ اطفی بہا حر الوباء الحاطمہ
المصطفی و المرتضی و ابناہما و الفاطمہ

ایضا

[illegible]

ہی ہوا سرد اور چمن سیراب ہی گناہ شکست توبہ ثواب	رخ خورشید پر ہی ابر نقاب آج ہی دور دور جام شراب

ای ظفر آمدہ بہار بجوش
موسم توبہ نیست بادہ بنوش

گل تو گلشن میں تجھے ہمیشہ ہمسوڑ شیشۂ توبہ شراب کو توڑ	آج غنچے بھی کہتے ہیں منھ موڑ دامن عیش کو نہ ہاتھ سے چھوڑ

ای ظفر آمدہ بہار بجوش
موسم توبہ نیست بادہ بنوش

ہر رگ گل ہی اک ستار کا تار جب وہ چھیڑے ہی اسکو مطرب وار	زخمہ ہی عندلیب کی منقار ہوتی ہی یہ ترانہ ساز بہار

ای ظفر آمدہ بہار بجوش
موسم توبہ نیست بادہ بنوش

ابر بھی اسقدر رہا ہی جھوم لالہ و گل کا ہی چمن میں ہجوم	سے لگا روے زمین کو گویا چوم بلبلیں یہ مچا رہی ہیں دھوم

ای ظفر آمدہ بہار بجوش
موسم توبہ نیست بادہ بنوش

ابن ابھی دن بہار کے دو چار [illegible]

ای ظفر آمدہ بہار بجوش
موسم توبہ نیست بادہ بنوش

[illegible]

بوود ز ناوک ناز تو چہ لذت کہ ہنوز
بس ہر زخم ہم چون لب سوفار ہنوز
نہ باغ میں نہ تو بلبل کی فرش اڑا ہے
حسرت گلگشت و باغ اپنا اڑا جاتا ہے
سو پھول ہیں چار باغ میں پھول ہی باس
چند خار باغ بہار و اسو بنیں مرے پاس
آہ از ان دم کہ نہان شد گل و بیتاب نظر
پنجلد دیدہ عالم از غم او خوار ہنوز

در توبہ ابھی نہیں ہی بند	توبہ ہر وقت ہی قبول و پسند
روز پی بادہ رمز ہو خرسند	بلکہ آج اور بھی دو چند سہ چند

ای ظفر آمدہ بہار بجوش
موسم توبہ نیست بادہ بنوش

مسدس دیگر

کیوں دل آزار مرا تجھسے دل زار لگا	کہ جو دل لگتے ہی اک جان کو آزار لگا
شوران تیندی نہیہ وچہ ہی کیا بھول	پھندہ نال بر کی پھندے گئی اسانو بھول

دل بدام خم زلف ست گرفتار ہنوز
جانم از نرگس بیمار تو بیمار ہنوز

واہ واہ خوب ہی کی مجھسے محبت تونے	خواب میں بھی نہ دکھائی کبھی صورت تونے
روندے روندے سو جھتا کجھ نہیں اکھو نال	تو نے تیری ویکھن دا بھولدا نہیں خیال

گرچہ شد دیدہ ام از گریہ ہجر تو سفید
لیکن از دل نرود حسرت دیدار ہنوز

گرچہ بسمل کی طرح خاک میں غلطاں ہوں میں	دل سے ہر تیر نگہ کے ترے قربان ہوں میں
دل روح تیندی ہی تیر نظر دی آئے گھاؤ	پھر بھر مرہم مرہم جا داں تو بھی پھر لاؤ

جبری وقت سے نہ کیا تجھ و دیکھ اب مجھ
جلد آجلد کہ وقت کی نہیں ہی اب مجھ
ہو ہیں اونہیں اونہیں ہیں کوئی اور تجھ و دکھا
آنکھیاں تیندی دیکھن کونک رہ گئیاں ہی راہ
تو نظارہ ام از ناز نمی آئی و من
چشم بر راہ تو چون روزن دیوار ہنوز
پیمانہ یاں آنکھ کا سو طرح سے انکار کیا

جلد اول دیوان ظفر

ایضاً

جو نخل پر ثمر ہین اُٹھا سکتے سر نہین	سرکش ہین وہ درخت کہ جنہین ثمر نہین
باد صبا اڑاتی ہے چمن مین ہی سر پہ خاک	غنچے ہین دل گرفتہ گلونکے جگر ہین چاک
ملتے ہین دمبدم کف افسوس گل تاک	کرتی ہین بلبلین بھی فریاد دردناک
شاداب جیسے خار ہون گل پائمال ہون	گلشن ہون خوار نخل مغیلان نہال ہون
نزدیک اپنے آپکو جو کھینچے ہین دور	ورنہ جو باصفا ہین خردمند ذیشعور
دیکھا تو صاف فہم مین کچھ آن گئی ہی قصور	کیا دخل اُنکو آوے کبھی نخوت و غرور
رکھتے غبار کینہ سے وہ سینہ صاف ہین	ہر نیک و بد سے صورت آئینہ صاف ہین
جائین نکل فلک کے احاطے سے ہم کہان	کوئی بلا ہی خانۂ زندان یہ آسمان
ہووے گا سر پہ جسنے بھی جاوین گے ہم جہان	چھٹنا محال اس سے ہے جبتک ہے تن مین جان
جو آگیا ہی اس محل تیرہ رنگ مین	قید حیات سے ہی وہ قید فرنگ مین
یہ گنبد فلک ہی عجب طرح کا قفس	جنبش ہو ایک پر کی تو پر ٹوٹ جائین دس
طاقت نہین ہے نالے کی بھی مین یکنفس	رہجاے دل کی دل مین نہ کسطرح سے ہوس

ایضاً

کلام اولاد و مریدان [illegible]

[illegible]

کس ذبلی دین تجھ بنِ بندی کرا دعیان
جب تجھے تو آوے ہو تب سب مشکل آسان

ہر لحظہ ہی دریا غم و رنج کا طغیان
ہاتھو آتا نہین دامن ساحل کسی عنوان

اور باد مخالف سے ہی اٹھا ہوا طوفان
ہین خوف سے کیا کیا صفت موج ہو لرزان

کون لکھاوے پار نور باٹوٹ پڑے منجدھار ا
ساتھ تونے تیری نوا ہی تو ہی کھیون ہار ا

ہون خاک نشین صورت نقش کف پائین
ہمدرد نہین ہی کہ دل اپنا کہون کا ہین

اتنا ہوا پامال کہ جاتا ہون مٹا ہین
جو دل پہ گذرتی ہی وہ دل جانے ہی یا مین

کس سنو الکتان بھید مین دل کا کون بندھاوے دھیر
تو ہی کردے کرم سنو اپنا بندی تھا ہیر

کس طرح ظفر اپنا کرے حال دل اظہار
اور دل مین کھٹکتے غم و اندوہ کے ہین خار

حیرت سے یہ ہی نقشہ کہ ہی نقش بدیوار
الس سے کہی ہی کون سوا تیرے مددگار

جلدی اس کے دل سے کہ دلی ساری گندی بھول
نیند اوہ تو کہا وے جاگی ہی نا رکھو سنو ملول

الیضاً

پر ہر رو تونے کیا جلوہ دکھایا
جس نے مجھے اک دم مین دیوانہ بنایا

کیا کیجئے بحر نال اپنا کیندا ہا
کس سنبھالا تجھ بن بجز دم سنبھالا
خفقان از دیدنت دیوانہ
کہی از خود رفتن پیمانہ
جو جی جاہت نا آسے سنا
لہو تا آہ سے سنا سجن کہی سو فا مین
مجاز ران بن سی کہا سجن ابین
جو جمیع اپنا بھی جفا سے جفا
دل مرا چون زلف خوبش بسی
مرا چون زلف سر تا پا شکستی
محبت کی لکھون مین تجھے کب تک
مسند آفت و دام بلا ہوں
جو اس بھی جفا مین اپنا بھی پا
دیا دن رات جفا کی اپنا
درین دام بلا دل گرفتہ محبوس
درین حسرت تا افسوس افسوس
جلد اول دیوان ظفر
طاقت
جدائی مین تری جان آہ مری بات ست
ہم آواز ہو رنج بیان اپنی زبان
شب میں بنی ہمتی کا خیال کہ اپنا زبان
او سخان زبان در دیا کی کہان اپنا زبان
خستہ دین تن تنہائی سے اسباب رازم
سے بیدن بہ سوزو گداز
در ایک تمام شب و سوز اپنی جان آہ
مذ اپنے تن ہمیشہ اپنا دکھائی ابکانی
شب جمیع بنا جہان و بتیان
بیاران درد و درد ہی نہین ہی
مدہ رزمین بابہ بہو رہی
مرا جان سجان گدار اور اپنی
سو بیدن جہاز اسے پا بدار

بن تھی نرین الفت عجیب ہی پہلے

لگا جان لوٹن میں بنگلی بھیا اور کھلا ان پہ جان

کس بھی میں [illegible]

ہیں پیا [illegible] اکسیر ہے پہلے

[illegible]

[illegible] کرلی [illegible] پہلے

مثلث [illegible]

برہ دی آگ وچ ہی جان پھکدی	نہین جب کوری یاران اتنا گکدی

سرم بر شور از عشقت چنان ست
کہ ہر موئے تنم گرم فغان ست

نہین اب یار کوئی پاس ایسا	نہین غمخوار کوئی پاس ایسا
جو میرے ادنی اپنی مہر نہ کے	وہ تیرے کول جاکر بنور کہے

صنم بگذار این طرز جفا را
خدارا بر ظفر رحمے خدارا

مثلث

کرون خط مین کیا حال تحریر پہلے

پانی لگہن سے پہلے سنو دینو سب مجر گاہی	قاصد سو چلے باتی دیتا اگر بات بگر جائے

وہان جا کے خط کی ہی تدبیر پہلے

سیلے کول پنو دے رانجہا آگے ہیر	جو کوئی دیکھے کموت لگے انکھیان تو بران دی تصویر

رکھی سامنے مین نے تصویر پہلے

سب نے آسد دردسے اور بنے عشق نبھایا	جو وہ تجھے پیدا ادہ انس دوہان سے کون گرایا

تو اے دل تجھے ہوگی تعذیر پہلے

کیونکہ تجھ سبان مین اس دھندسے یہ دھند اگر کہو دھندھا	جرن کارن دل کے بنایا بہر کے تاروں پھندا

[illegible]

کیجو کسی [illegible] کو پہلے کھائے

سانپ سا [illegible]

[illegible] زلف [illegible] کو پہلے کھائے

جب وہ [illegible] کو پہلے کھائے

اس طرح برق کی [illegible] کو پہلے کھائے

[illegible] ان بھالون کی [illegible]

عمر گذری فلک پر [illegible] کو پہلے کھائے

شوق

شوق رنگ اُسدے ہاتھ ہندا اپنجی کی اعتبار	ایک ایک گل پر اپنی آنکھوں دیکھ چلی بہار
ہمتو اُس یار کی تقریر کو بیٹھے کھاتے	

مثلث دیگر

دنیا سے دل لگانا عزیزو بھلا نہیں	
سوچ سمجھ لو اپنے من وچ سبھ گلاں تجھ تو	جو ہی ہاتھ تساڈی جاوے اکدن ہاتھ سے چھوٹ
سب ہنسے کہندیا ہے نہ کہتا کہنا نہیں	
چار دن کے ہیں یہ سنگاتی چار دن ہاتھ	اکدن ایسا آوے تساڈی کینہ ہو کے سات
پھر کون آشنا ہو کوئی آشنا نہیں	
جس تن نت پہراہی چاندنی نی نی دینا	اکدن گردن وچ کفنی ہوا وتن کو لاگی خاک
پھر خاک کا بھی ڈھونڈھو تو ہرگز پتا نہیں	
سنیو اپڑاں انکھیں نیراں کوئی ہاتھ	جوہی اپڑاں نت اساتھی سو کوئی اپنے ساتھ
ہمدم تو اپنا کوئی بھی دم کے سوا نہیں	
جن لوگاں ان انکھاں ٹھگی کہانی نام	وہ تو ساڈا نو نظر نہ آوے کس کس کا لوں نام
پیدا کبھی جہان بن ہوکے وہ پا نہیں	
کس دا اپنا دھیان لگا ہی کوئی من ہیں	ربان سیانی سوچ وچ اپنی بولی جاندی اُس
سب کچھ تو اپنے پاس ہے کیا جانے کیا نہیں	

چھپ گئے لکھ وسکدا دل وچ رہیکا جیا
فریاد تساڈی درسن کردی امرجی
تن بچھاں ہاتھاں دین کو دھوی آو جی
بحر ان سانو بچھاوسکے نت چار دن کی
مثلث دوہا
تاجی کوئی کسیکا سو کھندا نہین
شوق رنگ اُسدی اچھی نظری
تو لوکو تجھے دنیا کیوں اپنی

فریاد تساڈی درسن کردی رام جی
فریاد تساڈی درسن کردی رام جی

جلد اول دیوان نجف

فریاد تساڈی درسن کردی امرجی
فریاد تساڈی درسن کردی امرجی

الیضا

عشق

جو جو ستائے دل پر بیتی رب جانے یا دل	کا سوں اکھاں حال میں اپنا کتنا ہی مشکل
حال غم کوئی میرا کیا جانے	
اپنی اپنی لوگاں کہندے بیٹھ نہ سنا دی بات	جو جو مجھ پر بیتے ہے سو موسیں کہی نجات
حال غم کوئی میرا کیا جانے	
رین دنا نہیں چین اسانوں ہیں نکسدے دکھیاں	کالب سے کیوں اور کوئی بیکل ہندیاں
حال غم کوئی میرا کیا جانے	
ایک ایک دم کا اس جگت اور دیکھ دو بانو	جندڑی کھلائی ان دم کو نہیں غم ہے خبر
حال غم کوئی میرا کیا جانے	
کوئی نہیں غمخوار اساڈا الکا کس دی نال	شوق رنگ اپنے رب سوں کہیے جو ہی تھا حال
حال غم کوئی میرا کیا جانے	

ایضاً

ہو گئے یہاں سے وہاں وہ پھر کے پھر آتے نہیں	
جانیوالے پھر نہ آئے نکھیاں تکدی راہ	دن رین میندا اہیا تڑپے زبان میرا گواہ
یہ چھپی نظروں سے وہ صورت بھی دکھلاتے نہیں	
قاصد بھیجوں کسنو بھیجوں جانوں ٹھور ٹھکانوں	ملک نجانوں وسیں جانوں نا جانوں وہ گانوں
ہے یہی رونا کہ ہم انکی خبر پاتے نہیں	

ایضاً

عشق اول در دل معشوق پیدا می شود

از سبب ہو کر نکلتا وہ دل سے

نا وہ آگ میں نا وہ جسم میں

وہ دل میں دل تیرا بغل میں

بشرط تو بھی ہو آگاہ وہ دل سے

دل ہی مسجد دل ہی مندر

چپ چاپ سو دل کے اندر

ثنی زلف کی کرے دم ہین اور دوستی کی جو بندا
نہ تو زلف اور نہ چشم کا کچے جل کی ہی جو بندا
اگر ہین اشتو بہتے ہین کباب غم رے
ایضاً
چشم ان کی جو نشے بلا سے کر ہین مست بے ہوش
بار اس دل از کون سد اہنشر اشتر کو غفلت ہان
انکھو ہیند سی بیر اد سے بیکل ہینڈ ہیان
بیت اس نامہ جو کتا کر کتابت بر دو
راہرو ان بنال نہ بینوبہ کب ہی الستان
لبون پیون ان جنہ وار دوبا ہی جو جہان
مرد وا نا ہمہ رد اوتحمن جانی شہرہ
یدی بی بازی ہیر بیا اذنشرہ وہ میں ملتان
ایک ہیر بر ہ د و الا گا عشق سے ابرا دوستان
دادو بربادیک لحظہ مرہوش وخرد

کس سے کہیے کون اب مانے	جی کے بھید کو جی ہی جانے

ظفر ہوتی ہی دل کو راہ دل سے

ایضاً

کام دل ہو کیونکہ حاصل اُن ستم ایجاد کا ہم سے

کام پڑا ہی عشق میں جا کر اُس بیدردی نالے	کان لگا کر کیونکر سنیے وہ لوگان کا واویلا

ہاتھ جو کانون پہ رکھتا ہو ہمارے نام سے

پھیر دی میری آنکھیا وچ ہین انکھیان مستانی	ہین نا پیوان مدہ کا پیالہ پینو مدہ نینن بھانی

ساقیا دوران میں جو ہی دور جام سے

ہندی مت ہی نہ ہپیڈ اس سے ہیند انہہ	ملا پانڈا جو کوئی پچھے اُنو اکھان بنہ

کفر سے کیا کام مجکو کیا غرض اسلام سے

جیسے پھندا دل عشق تے پھند پڑ گئے دکھڑے دھند	چھوٹ نہ سکے ان پھندہ شے ہم مر کے بر ہ کے دھند ر

مدتون پھڑکے قفس میں ہم جو نکلے دام سے

دیکھو کے سونی سیج پیا بن بھر بھر آئے نین	کچھ مت پچھو لوگان مینو کیونکر گندی رین

روتے روتے صبح ہو جاتی ہی مجکو شام سے

کتنے دنون سے بیکل کینا کل نا ہین اک دن آن	دل کے بیکل رہنے سے ہی دکھ وچ پڑ گئی جان

گر نہ دے دل تو پھر گذرے عجب آرام سے

جلد اول از دیوان ظفر

جنگل بنا کا سوہنی صورت انسان ہی اسان
جا کون بنا مرد ہا سے دی ہین پا نکھیان انسان بکرد
طالب جلوہ او شو صورت انسان کو بیکن ان
جین نوجانی عاشق اپنا ہی ملاتا اہل سیاستان
شوق از ایک اسد ملے کلان ہی تو سنیے ساشتی ہرد

ایضاً

عذر از نعمت و کرم ہ سے ہپ ہین آجا ہوتا
بچ بیا ہے ان قسمت تیا ہو دا ہیں ہین ان سے ہرتا
رب سو ہین حسن مینڈ ا بنا گئے جیبے ان کہ ہتا
ہین نہ جمہ ہین عنبر دہ سب ان ما ہوتا
نہ عشق آہی چکی مجمع و مواریہ ا بنا سن با ہوتا
نیہ ہمیں جمی ہوتی ہی مہر فہ داشتا مبح
دل کی امرار ہ ہین نہ ہیا ہر سن با ہوتا
دل کی غیر ہو خبر تو ہنعا نہ بنا با ہوتا

[illegible]

دل کو صد چاک بنایا تو بلا سے لیکن	زلف مشکین کا ترے شانہ بنایا ہوتا
اور یا خاک سے ایسا نہ بنایا ہوتا	
صوفیوں کے جو نہ تھا لائق صحبت تو مجھے	قابل جلسۂ رندانہ بنایا ہوتا
باعث قلقل مستانہ بنایا ہوتا	
تھا جلانا نہ اگر دوری ساقی سے مجھے	تو چراغ رہ میخانہ بنایا ہوتا
اور دل بادہ کشوں کا نہ بنایا ہوتا	
شعلۂ حسن چمن میں نہ دکھایا ہوتا	ورنہ بلبل کو بھی پروانہ بنایا ہوتا
گل کو داغ دل دیوانہ بنایا ہوتا	
روز معمورۂ دنیا میں خرابی ہے ظفر	ایسی بستی کو تو ویرانہ بنایا ہوتا
بلکہ بہتر تو یہی تھا نہ بنایا ہوتا	

ایضاً

عشق کا عالم نہ پوچھو وہ جہاں ہی اور ہے	
پیم نگر کی ریت نرالی اور نرالے طور	ہے تو وہ اس جگہ میں لیکن ہے وہ جگہ ہی اور
وان زمین ہی اور ہے وان آسمان ہی اور ہے	
کیسا بھالا کیسی برچھی کیا چھوا تلوار	او ستمگر تیغ نگاہ ہو نگاہ ہی میٹھے دل پر وار
جس سے میں زخمی ہوا ہوں وہ سنان ہی اور ہے	

[illegible]

مثلث دیگر

وہ سخن ہی اور ہے اور وہ زبان ہی اور ہے

[illegible]

تا ہی نہ ہاتھ طبیبان وہیں بوجھو نہ کوئی	روگ لگا مینوں یہہ دل آنبا جانے یہ بھید
	کوئی کیا جانے یہ کیا درد اور اُسکی دوا کیا ہی
ہیم سیالی بجھر بجھر پیوان لیلے کے ہاتھو	مین مدعا تی غیہہ دی کوونجا نو بات
	دم جان بخش عیسی کیا ہی اور آب بقا کیا ہی
مین تو یاد رہی ہو کیتا ن چانو نہ سائڈا تیرا	مینوں تم تبلادو لوگان لون مین من نہ مین جانچ
	کہ لذت عشق مین کیا ہی محبت کا مزا کیا ہی
کی تبلاوان بوجھو بار اور کی بوجھے بیلا	وو ہی مینڈی جان ہی اور جند اپنی ہسدی نال
	نہین معلوم جینا کسکو کہتے ہین قضا کیا ہی
ایت دے دیکھا لکھا مینڈی سمجھ نہیں آئے	بید پراتم کوئی لاوین تُھر تُھر تبلائے
	کہ لکھا مدعی نے کیا اور اسکا مدعا کیا ہی
ایسی کسدی چاہ لگی جو تھو بہر پین روندا	یہین آنسو بہلیکے کیون جند ریکو کھوندا
	بتا دے مجکو تو اب ای ظفر یہ ماجرا کیا ہی

ایضاً

	خوف ہی مجھے تو یہ ہی ڈر ہی مجھے تو یہ ہی
پیا کے بلائین جائینگے جسدن پی کے پاس	اوسدن کیسی ہووے گی مینوں یہی ہراس
	خوف ہی مجھے تو یہ ہی ڈر ہی مجھے تو یہ ہی

جلد اول دیوان ظفر

ایضاً

کبھی دل مین نہ تیرے رحم او کافر صنم آیا

سہندے سہندے ظلم تساڈے پر گیئے دل وچ چھید	پھر تو کسدن نال نہ الکھان اپنی ہنیدی بھید

کبھی لب پر نہ میرے شکوۂ جور و ستم آیا

شوق رنگ او سنو مین نے یہ اکھا ای جو دہ اکھان	الگجا ساڈے چھتیان جانی بیکل ہندی جان

نہایت تنگ مین اب تو تری سر کی قسم آیا

مثلث

مرا ہمدم بھی ہی اور میرا وہ دلدار بھی ہی

رین گجر دی رو ندے رو ندے پلک نہیں تکے لگدی	لوگان لا وا و تا لی سنو انکھیں ستہ نکدی

مجھے کیا پوچھتے ہو خواہش دیدار بھی ہی

بیتیان او سدے سیدھی ساد ھی انکھیان تیر چھی	انکان او سدے پھاند لگا مین پلکان بان بر چھی

اسکا ابرو مجھے خنجر بھی ہی تلوار بھی ہی

سوہ لیاس یل مین ہنیدا اسدے مونہی صورت دی	کھولی کھولی چاند ا او سدے بھولی بھولی

تمسے مین کیا کہون ا دسپر مجھے اک پیار بھی ہی

انکھیان ہندی نت عزیزن ا د سنو بیکل رہندی جان	نظر نہ آوندا اسو نران ہنیدا اینہ سید ا د ھان

مین تو لا کھون مین کہون اسکی خریدار بھی ہی

پھوا کہوا دل او ند ا ہنید ا بس تار نہین چتن	لے لے ہجکی رینا روین ہوے ہے صبر

جب دیکھا یہ احوال تو دل میرا بھر آیا

صورت سے بتوں کی عجب دلبری قدرت

ہر جلوہ میں ان کی اوری کا جلوہ نظر آیا

کوئی اپنے مال ملک پر کرو ذرہ مغروری

ہم اگجاں میں مال ہماری سناپوری

ظفر میں دو جہاں میں فدائی باغبان کا ہوں

ایضاً

رات دن ہیں انتظار کی خیال اور نہیں

بہت محبت میں تیری بسی اور کچھ بھی نہیں

کہ سوا اس کے محبت کا کوئی حال اور نہیں

اک ہم ہی نہیں بیخبر آئے ہیں جہاں میں | جو آیا جہاں میں ہی سو وہ بیخبر آیا

اس بات پر رونا ہیں ای چشم تر آیا

میں شرم سے عصیاں کے ہوا سر بگریباں | جسوقت خیال آہ ادھر کا اُدھر آیا

کچھ پوچھو نہ کیا کیا مجھے خوف و خطر آیا

مثلث دیگر

بتاؤں میں کسیکو کیا کہاں ہوں اور کہاں کا ہوں

اپنے دیس کو چھانڈ کے ہم نکلے پردیس | جیسے ریت اس دیس کی دیکھی ویسا کینا بھیس

کہ میں اس باغ میں محو تماشا باغبان کا ہوں

تجھ بن ہے اندھیری رین چھپا ہے آدھے ماہ کے | سارے تارے دھوندہیں کے مارے ہوتے گئے کار کار

ہمیشہ رنگ نیلا دیکھتا ہیں آسمان کا ہوں

کانٹا ہوں یہ سوکھا ہوں نہیں ہوں تنکا | میں ہیں جو ہو ہی سکیں جات نہیں کچھ ونکا

کوئی ہاں آن کے پوچھے خار جنگلے آشیاں کا ہوں

نہ میں ہانگ زمیں ہوتی نہ میں ہیرا پنا | نہ میں چاندی نہ میں سونا جیسا بنا ویسا پنا

بلا سے سنگ ہوں میں لیکن اسکے آستاں کا ہوں

پیہم نگر کی گھٹی ہی گھاٹی کون ادھر کو جائے | پیسری ڈگر پر جو کوئی آوے وہی پیاسا مر جائے

کہ پیچھے کارواں کے نقش پا میں کارواں کا ہوں

چاند سورج کی آنکھوں میں کہ معلوم اتنا نور

ظفر دیوان اول

ایضاً

دل کی کیا حالت ہوئی اس دل کے پاس پا

ہیم نگر کی پینٹھ لگی ہی ولاتی سب نے ماری	سودا بارہ باٹ کیجو تو ہی دیکھو ناری

کہ اس سودے مین نادان سمجھے ہی ضرر پہلے

نیکی دی اگل کردی ہوند سچ سمجھ پہچان	بری گلان میٹھی لگدی ہی پہت جان

کہ آخر زہر قاتل ہی اگرچہ ہی شکر پہلے

سوچ سوچ کے من مین اپنے ناحق ہوئے ہی وندا	ہونا تھا سو ہو ہی چکا اب تے تدبیر کی

تجھے لازم تھا اپنا کام کرنا سوچ کر پہلے

منزل تیری دور پڑی اور گھاٹی تیرے ہاتھ	کچھ تو نیکی کما کے لے لے اپنے ساتھ

مسافر چاہیے اندیشہ زاد سفر پہلے

رین ہو نا مین لگدی پھر دی پہل بیٹھی جان	لیکن جس کے کارن لگدی پھیر دی

الٰہی کیا ہوا تھا وہ جو نالون مین اثر پہلے

پھند لیا دل اس کے زلف کا اب کیسے جال	اب کیسے چھوٹا اس پھندے سے چھوٹنا بڑا محال

پھنسا تا دل نہ مین معلوم یہ ہوتا اگر پہلے

سیانا نہیں دیوانہ ہی جو ہر کچھ منہ سے بکلا	جو کرم مین لکھو دینو وہ بیٹ کوئی سکدا

جو کچھ ہونا تھا سو وہ ہو چکا ہی ای ظفر پہلے

ایضاً

ستم در پردہ کرتے ہو بظاہر پیار کرتے ہو

سبکو لگھ سہی بت ہی گاری بھری سمھائیں آج	جسمیں آپ ہی لیجے چلو تو کسکی توہی لاج

سپیکے کرده سپے آبروئے سبے
چه غم دارد از آبروئے کسے

جو کچھ کہنی تھی سو نا کہی بھی ہو گئی	اپنے من میں سوچ سکے ہیں جیکی ہوئی رہی

اگر ناداں بوحشت سخت گوید
خردمندش بنرمی دل بجوید

بست دشمن میں ہاتھ لگے ہو کیسے جادو ن	آج میں پیکھو اتو سوان کا خصلہ [illegible]

دیر آمدے ای نگار سرمست
زودت ندہیم ز دامن دست

شوق رنگ ایسے ڈھیٹھو مگر سو کیسا کون اپنا ہوا	کمو بید اور ہاتھ مروڑ کر کے وہ بجو ری

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
ساعد سیمین خود را رنجہ کرد

تمام شد
جلد اول دیوان ظفر

جلد اول دیوان ظفر